پیرزادہ فاروق احمد قادری ایم اے

فاضلِ بریلوی

اور

امورِ بدعت

Marfat.com

Marfat.com

فاضلِ بریلوی

اور

امورِ بدعت

سید محمد فاروق القادری ایم اے

رضا پبلی کیشنز ۰ مین بازار داتا صاحب لاہور

Marfat.com

59607

کتاب ——— فاضل بریلوی اور امورِ بدعت

مصنف ——— سید محمد فاروق القادری ایم۔اے

ناشر ——— میاں محمد زبیر احمد قادری ضیائی

تعداد ——— ایک ہزار

تاریخ ——— ۱۹۸۱ء

سرورق ——— صوفی خورشید عالم مخمورؔ

قیمت 24-00

Marfat.com

میں یہ کتاب اپنے دیرینہ کرم فرما اور محسن، حکیم الملت

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری

کے نام معنون کرتا ہوں'

جو ——— سلف صالحین کے مسلک

اعتدال اور مشرب عشق و محبت

کے امین اور خاموش مبلّغ ہیں

اور جن کی علم دوستی اور

معارف پروری سینکڑوں نوجوانوں

کو بے مقصد زندگی سے نکال

کر تحقیق و تجسّس اور نوشت و

خواند کی علمی دنیا میں لے آئی

ہے۔

سید محمد فاروق القادری ایم اے

۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

شاہ آباد شریف

گڑھی اختیار خاں بہاولپور

Marfat.com

Marfat.com

وُہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وُہ بات اُن کو بہت ناگوار گزری ہے!

Marfat.com

"شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع، شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا، طریقت کی جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے، شریعت ہی پر طریقت کا دار و مدار ہے، شریعت ہی اصلِ کار اور محک و معیار ہے، شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے، اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ تعالےٰ کی راہ سے دور پڑیگا، طریقت اس راہ کا روشن ٹکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے، طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے، جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔"

(مقال العرفاء، فاضل بریلوی)

Marfat.com

"دل میں کیا، بَرملا فحش گالیاں دیتے ہیں، بعض خبثاء تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں، بھرا ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں، مجھے اس کی پرواہ نہیں، اس سے زیادہ میری ذات پر حملہ کریں، میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دینِ حق کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے، گالیاں دیتے، بُرا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں، ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لئے ہے بلکہ ان پر نثار ہونا ہی عزت ہے۔ قرآنِ عظیم میں ارشاد فرمایا لتسمعن من الذین اشرکوا والذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذی کثیرا" البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ بُرا سنو گے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین و صحابہ و تابعین تو مخالفین کے سب و شتم سے سے بچے نہیں، یہ درکنار، جب اللہ واحد قہار اور اس کے پیارے حبیب و محبوب احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانا چاہی، انہیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی میں۔"

(الملفوظ، فاضل بریلوی)

Marfat.com

"ہزار ہزار بار حاشَ للہ! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی! جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہو گئی! حاش للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوتِ خدا و رسول ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں انکی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایتِ احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا، جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحات سن چکے۔"

(فاضل بریلوی)

Marfat.com

"امامِ مذہبِ حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوکذبہ اوعابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ وبانت منہ امرأتہ۔ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے، کیا مسلمان اہلِ قبلہ نہیں ہوتا یا اہلِ کلمہ نہیں ہوتا؟ سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین"۔

(حسام الحرمین، فاضل بریلوی)

Marfat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ ۱۷
آئینہ احوال ۲۲
اتفاق سے افتراق کی طرف ۲۶
توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ۳۱
بدعت ۳۵
پس چہ باید کرد ۴۴
علمی مقام، تجدیدی کارنامہ ۵۳
حدیثِ دل ۶۱
برصغیر میں مذہبی اختلافات کا نقطۂ آغاز ۷۱
شاہ اسماعیل کا رفع یدین اور شاہ عبدالقادر کی تنبیہ ۷۳
اس تحریک کا ردِ عمل ۷۵
اپنے موقف سے انحراف ۸۲
ایں گناہے است کہ در شہر شما نیز کنند ۸۳
عجم کا حسن طبیعت عرب کا سوز دروں ۹۶
رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف ۱۱۶
شریعت کی حاکمیت اور اس کے محک و معیار ہونے پر فکر انگیز مقالہ ۱۲۵
طریقت یہی شریعت ہے ۱۲۹
شریعت ہی منبع طریقت ہے ۱۳۰
طریقت کو غیر شریعت جان کر حصر کر دینا شریعت کو باطل کر دینا ہے۔ ۱۳۲

Marfat.com

اقوال اکابر صوفیا	۱۳۳
حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۴
حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۵
حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۵
سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۵
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۶
حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۶
حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۶
حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
حضرت ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
حضرت ابوالقاسم نصرآبادی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
شیخ الشیوخ شہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۸
حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۱
حضرت سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۱
امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۲
سید عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۳
حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۶
شیخ الاسلام احمد نامقی جامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۶
حضرت نورالدین جامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۶

Marfat.com

حقیقت بیعت و ارشاد، اوصاف و شرائط مرشد، کیا پیری مُریدی مدار نجات ہے ۱۴۷
مطلقاً نجات بیعت و مُریدی پر موقوف نہیں۔ ۱۴۹
مُرشد کی اقسام ۱۵۲
شیخ اتصال ۱۵۲
شرائط مُرشد ۱۵۳
اقسام بیعت ۱۵۴
بیعت برکت ۱۵۴
بیعت ارادت ۱۵۶
مُرشد عام سے جدائی کی دو اقسام ۱۵۹
وہ فرقے جن کا پیر شیطان ہے ۱۵۹
فلاح و تقویٰ کے لیے مرشد خاص کی ضرورت نہیں ۱۶۱
سلوک کی راہ عام نہیں نہ ہر شخص اس کا اہل ہے ۱۶۱
بیعت سے مُنکر کا حکم ۱۶۲
فلاح احسان کے لیے مُرشد خاص کی ضرورت ہے ۱۶۲
فاضل بریلوی کی زندگی کا ایک ایک پہلو اتباع سنت کی تصویر تھا چند واقعات ۱۶۷
برو ایں دام بر مُرغ دگر نہ ۱۷۱
نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار ۱۷۱
قید میں بھی رہی ترے وحشی کو تری زلف کی یاد ۱۷۳
گردن نہ جھکی اسکی شہنشاہ کے آگے۔ ۱۷۸
نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں ۱۸۰
سجدہ تعظیمی ۱۸۲

Marfat.com

قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت ۱۸۹
سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے پر ڈیڑھ سو نصوص فقہ میں سے چند نصوص ۱۹۰
زمین بوسی بھی حرام ہے ۱۹۱
مزارات کے بارے میں سجدہ تعظیم کے تین الگ مسائل ۱۹۲
سماع ۱۹۶
عورتوں کا مزارات پر جانا ۲۰۸
تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جانا، بندر نچانا ریچھ کا تماشا مرغوں کی پالی دیکھنا ۲۱۱
مرد کو چوٹی رکھنا ۲۱۲
کتا پالنا، کبوتر پالنا، بٹیر بازی، مرغ بازی، شکرا، باز پالنا، ۲۱۳
السلام علیکم کے جواب میں آداب عرض، تسلیمات، بندگی یا ماتھے پر ہاتھ رکھنا اور جواب نہ دینا ۲۱۷
لمبے بالوں کا حکم ۲۱۹
بال بڑھانا اور دلیل حضرت گیسو دراز سے پکڑنا ۲۲۰
طواف قبر و بوسہ ۲۲۳
قبر کا اونچا بنانا ۲۲۴
قبرستان میں مردہ کے ساتھ مٹھائی وغیرہ لے جانا ۲۲۴
مردہ کے نام کا کھانا ۲۲۵
اسقاط ۲۲۵
ماہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کی رسومات ۲۲۶
پیر سے پردہ ۲۲۷
میلاد خواں کے ساتھ امرد ۲۲۸
آیات اور سور کا معکوس پڑھنا ۲۲۸

Marfat.com

صوفیٔ بے علم ۲۲۹

کنکیا اڑانا ۲۳۱

فاتحہ گیارہویں کا طریقہ ۲۳۲

سوئم کے فاتحہ کے چنوں کا حکم ۲۳۴

فاتحہ کا کوئی ایک طریقہ ضروری نہیں ۲۳۵

بزرگوں کے اعراس میں افعال شنیعہ ۲۳۶

امام ضامن کا پیسہ ۲۳۶

شادی کے گانے باجے ۲۳۷

عورتوں کا بغیر محرم کے حج کو جانا ۲۳۷

تاش و شطرنج ۲۳۸

خیرات کی چیزیں اوپر سے پھینکنا اور لوگوں کا ان کو لوٹنا ۲۳۹

رافضیوں کی مجلس میں جانا مرثیے سننا سیاہ کپڑے پہننا ۲۴۰

عشرہ محرم میں دن کو روٹی نہ پکانا جھاڑو نہ دینا شادی بیاہ نہ کرنا ۲۴۱

خاتون جنت کا قیامت میں برہنہ سر و برہنہ پا آنا ۲۴۲

بچوں کے سر پر اولیا کے نام کی چوٹی رکھنا ۲۴۳

داستان امیر حمزہ و عمر و عیار ۲۴۴

بعد وصال خواب میں کسی بزرگ کی تعلیم کا معیار ۲۴۵

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لال کافر کو مارنے کا واقعہ ۲۴۵

مختلف درختوں اور طاقوں میں شہید مردوں کا تصور ان کی فاتحہ اور ان سے مرادیں مانگنا ۲۴۶

قبر کے سرہانے اجرت پر تلاوت کرنا ۲۴۷

افیون کی تجارت ۲۴۷

Marfat.com

محفلِ میلاد میں قیام کا حقیقی سبب ۲۴۸

روزِ قیامت ہر مسلمان کی قبر پر براق بھجوانے کی روایت ۲۴۹

سچے مجذوب کی پہچان ۲۵۱

سچے وجد کی پہچان ۲۵۲

عرسوں میں جب تک مزامیر ہوں شامل نہ ہونا چاہیئے ۲۵۴

اگر صاحب سجادہ بد مذہب ہو ۲۵۴

نعرہ یارسول اللہ یا علی مشکل کشا کی حقیقت ۲۵۵

مرد کو سونا چاندی، پیتل کانسہ وغیرہ کی انگوٹھی بٹن یا گھڑی پہننا ۲۵۷

سونے چاندی کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض اعمال فتیلہ روشن کرنا ۲۵۸

میت کے روز عورتوں کا جمع ہونا اور شادی کی طرح کئی کئی دن اکٹھا وہاں ٹھہرنا اور کھانے پینے کا اہلِ میت پر بار ڈالنا ۲۶۱

فرضی مزارات بنانا انہیں اپنے کشف کا نتیجہ قرار دینا اور ان پر عرس کرنا ۲۶۶

عرس کرنے اور عرس کی نیاز کردہ شیرینی پر جنت کے وجوب کی خوشخبری کا حکم ۲۶۸

پیر پیران کے نام سے بعض جگہ مزارات یا ان کے مزار کی اینٹ پر عرس کرنا ۲۶۹

مزارات پر فاتحہ کس طرح پڑھی جائے ۲۷۰

قبر میں تہ بند، رومال، سرمہ، کنگھی، چالیسویں پر پانی کا مٹکا بھر کر رکھنا برادری کو دعوت فاتحہ میت میں شامل کرنا ۲۷۱

نمازِ جنازہ کی تکرار ۲۷۳

غائبانہ نمازِ جنازہ ۲۷۷

احادیث میں صلوٰۃ علی الغائب اور اس کی توجیہ ۲۸۰

قبرستان میں جوتی پہن کر چلنا، چارپائی پر سونا، گھوڑا باندھنا ۲۸۲

قبر کیسی بنائی جائے ۲۸۲

Marfat.com

میت کے سر میں کنگھی کرنا، بال کاٹنا ۲۸۳
موت میں دعوت ۲۸۴
صحن مسجد میں دفن کرنا حرام ہے ۲۸۵
میت کے غسل میں استعمال ہونے والے گھڑے مدھنے ۲۸۵
مسجد میں نماز جنازہ ۲۸۶
امانت کے طور پر دفن کرنا اور بعد میں میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا ۲۸۶
گیارہویں کا صحیح طریقہ ۲۸۷
خطبہ جمعہ میں وعظ و نصیحت پر مشتمل اردو اشعار یا قصائد پڑھنا ۲۸۹
محمد نبی، احمد نبی، نبی جان ایسے نام رکھنا ۲۹۰
ہندو مسلم اتحاد کی بدعت ۲۹۳
آداب مسجد ۲۹۶
اذانِ روافض ۲۹۹
اشاریہ ۳۰۴

Marfat.com

پیش لفظ

شخصیات کے بارے میں ہماری محبت و عقیدت یا نفرت و عداوت عام طور سے حقائق پر نہیں بلکہ بچپن میں ذہن میں ڈالی گئی اور سُنی سنائی باتوں پر مبنی ہوتی ہے، مسلمان، بالخصوص برصغیر کے مسلمان من حیث القوم (الا ماشاء اللہ) حقیقت پسندی، علمی دیانت، منصف مزاجی اور دوست دشمن کی خوبیوں، خرابیوں کو ایک ہی عینک سے دیکھنے کی بنیادی خوبی عرصے سے کھو چکے ہیں، ہمارے ہاں معیار یہ رہ گیا ہے کہ اگر کسی من پسند شخصیت نے کوئی بات کر دی ہے تو اس کو صحیح، درست اور مبنی بر صداقت قرار دینے کے لیے ہم کتاب و سنت کے مفہوم و مطلب کو بھی بگاڑ دینے سے نہیں چوکتے۔ اس کے برعکس جسے ہم پسند نہیں کرتے (خیال رہے کہ ہماری پسند و ناپسند کا بھی کوئی ایک معیار نہیں ہے) اس کی خوبی بھی ہمیں عیب نظر آتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس مرض کا شکار زیادہ تر علماء کا طبقہ ہے جس طبقے کو اس معاملے میں سب سے زیادہ معقولیت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے تھا وہ خود اس کا اسیر ہو کر رہ گیا ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ جو رات دن دوسروں کو شخصیت پرستی کا الزام دیتے ہیں وہ خود اس کے سب سے زیادہ گرفتار ہیں۔

راقم السطور نے دینی تعلیم زیادہ تر دیوبندی مکتبِ فکر کے مدارس میں حاصل کی ہے، دورانِ تعلیم رات دن جو کچھ ہمیں بتایا جاتا تھا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک میلاد خواں قسم کے نیم خواندہ مولوی تھے۔ جنہوں نے دنیا بھر کی بدعات

Marfat.com

کو جائز قرار دے دیا۔ اور مشرکانہ عقائد کا دروازہ کھول دیا۔ گویا برصغیر کے مسلمانوں میں اعتقادی و عملی لحاظ سے جو گمراہی اور خامی پائی جاتی ہے اس کے ذمہ دار فاضل بریلوی ہی ہیں، لطف یہ کہ طفلِ مکتب سے لے کر ذمہ دار اور نامور علماء کی زبان تک سے ایک ہی بات سننے میں آتی تھی۔ بچپن میں ذہن ہر چیز کا گہرا اثر لیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ راقم کو کئی برس تک فاضل بریلوی کی کتابیں پڑھنے یا ان کے بارے میں کچھ جاننے کا خیال نہ آیا بلکہ طبیعت میں ان کے نام سے ایک قسم کی اجنبیت اور بیگانگی رہی۔ یہاں تک کہ مدارس میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد میں اعلیٰ تعلیم کی خاطر پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کی کلاس میں باقاعدہ طالب علم کی حیثیت سے شامل ہوا۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے قدیم مدارس میں صرف و نحو یا منطق و معانی کی جو تعلیم دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی یا جدید کالج اس سے محروم ہیں مگر میں اس حقیقت کا برملا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی یا کالج میں ایک ذہین طالب علم کو آزادیٔ فکر، معقولیت بلندیٔ خیال اور جدید دنیا کی فکر و سوچ کے زاویوں سے جو آگاہی نصیب ہوتی ہے۔ ہمارے قدیم مدارس کے طلباء کو ان کی ہوا بھی نہیں لگتی، یہی وجہ ہے کہ عمر کا خاصا حصہ صرف کرنے اور سینکڑوں کتابیں ازبر کر لینے کے باوجود عام طور پر ہمارے قدیم مدارس کے طلباء میں حکیمانہ ژرف نگاہی اور مجتہدانہ غور و فکر کا فقدان ہوتا ہے ان کا علم اور فکر وقت کی رفتار سے بہت پیچھے ہے ان میں مطابقت پیدا کرنا ان حالات میں ناممکن ہے ؎

گزشتہ تیس سالوں میں ان مدارس کی کارکردگی مایوس کن حد تک گم گئی ہے۔ ہمیں صرف مساجد کے لیے ائمہ اور خطباء کی ہی ضرورت نہیں۔ ہمیں تو ایسے جید اور بالغ نظر علماء کی ضرورت ہے جو وقت کے تقاضوں اور مسائل سے گھری ہوئی دنیا کو اسلام کی حقیقی انقلابی روح کی روشنی عطا کریں، یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران راقم کو جدید دنیا کے علماء اور سکالرز سے ملنے اور وسیع کتب خانے دیکھنے کی سہولتیں میسر آگئیں علماء اور مفکرین کی صحبت میں بیٹھنے اور مطالعے کے شوق و لگن کا جذبہ خاندانی طور پر وراثت میں ملا تھا حسنِ اتفاق سے اس دوران حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ایسی جامع الصفات شخصیت کی رفاقت بھی میسر آگئی حکیم صاحب

ایسے لوگ روز، روز پیدا نہیں ہوتے۔ قدرت نے ان کے پیکر میں علم وفضل، خلوص ومحبت معارف پروری، دوست نوازی، چھوٹوں کی حوصلہ افزائی اور انہیں بڑا بنانے کی جو خوبیاں ودلیعت فرمائی ہیں وہ بہت کم ایک شخصیت میں جمع ہوتی ہیں اس کے ساتھ ساتھ سادگی درویش منشی اور شریعت وسنت کی پابندی نے ان کی زندگی میں حسن پیدا کر دیا ہے۔ لاہور میں آپ کا مطب مختلف الخیال علماء، فضلاء، شعراء اور سکالرز کا بڑا مرکز ہے۔

آپ نے مجھے مشورہ دیا کہ میں ایم اے میں اپنا مقالہ مکاتب دیوبند و بریلی کے اختلافات کے موضوع پر لکھوں۔ چنانچہ میں نے اسی عنوان پر اپنا تحقیقی مقالہ لکھا جو ایم اے کے ایک پرچے کے طور پر پیش ہوا اور اسلامک بورڈ آف سٹڈیز نے اسے پسند کیا۔ اس تحقیقاتی مقالے کے دوران مجھے فاضل بریلوی اور ان کے مخالفین کو تفصیل سے پڑھنے کا موقع ملا برصغیر کی اس مظلوم اور کشتۂ تاریخ عبقری شخصیت کو جونہی میں نے خود ان کی سینکڑوں تصانیف کی روشنی میں پڑھنا شروع کیا مجھے یہ موضوع انتہائی دلچسپ معلوم ہوا جہاں فاضل بریلوی کے خلاف شرک وبدعت کے الزامات بے سروپا افسانے معلوم ہوئے۔ وہاں یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ فاضل بریلوی اپنے علمی قد وقامت میں اپنے تمام معاصرین اور مخالفین سے کہیں بلند وبالا ہیں، وہ علم کا ایک ایسا سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ مسائل کی جو تحقیق وتدقیق اور باریک بینی اور لطافت ہمیں ان کے ہاں ملتی ہے وہ دور دور تک نظر نہیں آتی، مختلف اور متنوع علوم وفنون میں حیرت انگیز ماہرانہ صلاحیت جس طرح ان کی ذات میں جمع ہوگئی تھی وہ محض فضل ایزدی ہے۔ تفسیر وحدیث، فقہ، منطق، معانی اور کلام وغیرہ میں مہارت ہمارے قدیم علماء کا طرۂ امتیاز رہی ہے مگر جفر، نجوم، ریاضی ہیئت، تاریخ، شعر وشاعری ایسے علوم سے انہیں زیادہ دلچسپی نہیں رہی لیکن فاضل بریلوی ہر علم میں تجدیدی مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔ اس کے باوصف انہیں جس طرح متعارف کرایا جارہا ہے وہ ان کی شخصیت کے ساتھ تاریخی ناانصافی کے مترادف ہے۔ قارئین کو

Marfat.com

حیرت ہوگی کہ ان کے اس تعارف میں بیگانوں کے ساتھ ساتھ اپنے بھی برابر کے شریک ہیں وہ نئی نسل کو ان کی شخصیت، علم وفضل اور خدمات کا کما حقہ، تعارف کرانے میں ناکام رہے ہیں۔ دوسری طرف علم وفضل میں بھی وہ پورے طور پر ان کی جانشینی کا حق ادا نہیں کر سکے۔

یہ درست ہے کہ فاضل بریلوی آج بھی برصغیر کی غالب مسلم اکثریت کے پیشوا ہیں مگر اسمیں ان کے عقیدتمندوں سے زیادہ خود ان کی ذات کی کشش اور خدمات کا دخل ہے۔ مخالفین نے ان کے خلاف بدنامی کی مہم اس لیے چلائی کہ وہ اصل مسئلے سے عوام کی توجہ ہٹانا چاہتے تھے، فاضل بریلوی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے متعلق جن عبارات پر گرفت کی تھی وہ اس قدر صحیح جائز اور درست تھی کہ اس کا جواب آج تک ہو سکا اور نہ ہو سکتا ہے، فاضل بریلوی کو نظر انداز کر کے برصغیر میں مسلم اتحاد کا خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ ضرورت ہے کہ ان کے موقف پر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کیا جائے۔ ہم نے اس کتاب میں ان کا وکیلِ صفائی بننے کی بجائے صرف حقیقتِ حال کی طرف ملک کے پڑھے لکھے طبقے کو توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ فاضل بریلوی نہ کسی بدعت کے مجوز وموید ہیں اور نہ کسی غیر شرعی امر کے قائل۔ ہم نے ان کی سینکڑوں کتابوں سے ایسے تمام امور کی نشاندہی کی ہے جن کے بارے میں بدعت کا شائبہ ہو سکتا ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم مسلکِ اہلِ سنت سے گریز یا فرار کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ فاضل بریلوی کا مسلک کتاب وسنت پر مبنی اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں بالکل بے غبار ہے۔ وہ ایک سچے عاشقِ رسول، متبع سنت، بالغ نظر عالم دین اور نامور فقیہ تھے۔

اس کے ساتھ میں ملک کے پڑھے لکھے طبقے سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے مندرجات کو پڑھیں اور ملک کی اکثریت کے اس مقتدا کے بارے میں اپنے نظریات کا جائزہ لیں اور عنداللہ یہ فیصلہ کریں کہ اگر ان خیالات کا حامل بھی بدعتی ہے تو پھر صحیح مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ اس کتاب سے میرا مقصد یہ ہے کہ امتِ مسلمہ اسلام اور

Marfat.com

ہادی اسلام کو نقطۂ اتحاد قرار دے کر اتفاق و اتحاد کی طرف قدم بڑھائے۔ ہم نے تفصیلی مسائل اور عالمانہ بحثوں سے اجتناب کیا ہے تاکہ عام آدمی بھی اس کتاب کے مضامین سے فائدہ اٹھا سکے۔ آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کتاب کو ملّتِ اسلامیہ کے اتفاق و اتحاد کے سلسلے میں ایک حقیر کوشش کے طور پر منظور و مقبول فرمائے۔

ناشکر گزاری ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے خصوصی احباب جناب میاں زبیر احمد صاحب اور جناب صاحبزادہ میاں محمد سلیم حماد صاحب سجادہ نشین دآنا صاحب کا ذکر نہ کروں جن کا تعاون اس کتاب کی تکمیل میں مجھے برابر حاصل رہا۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

سیّد محمد فاروق القادری ایم۔ اے
آستانۂ عالیہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں
بہاول پور

۵ مارچ ۱۹۸۱ء

Marfat.com

آئینۂ احوال

ہمارے ہاں ایک عرصے سے ہر شعبۂ حیات میں کچھ درجہ بندیاں قائم ہیں۔ کس نے قائم کی ہیں اور کس لیے قائم کی ہیں؟ اس تحقیق میں پڑنے کی روایت ہی موجود نہیں۔ نہ صرف عوام بلکہ اچھے اچھے پڑھے لکھے حضرات بھی اپنے طور پر کچھ تعینات دل دماغ میں پہلے سے آثار لیتے ہیں۔ پھر ان کی حفاظت کے لیے ہر وقت وہ عقلی و نقلی استدلالات کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔ یہ جاننے کی قطعاً کوئی کوشش نہیں کی جاتی کہ پہلے اپنے ذہن میں خیال یا نظریے کی صحت و عدم صحت کو اچھی طرح پرکھ لیا جائے۔ ہماری اس تمہید کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس مسئلے پر غور کیجیے جو ایک نزاعِ مسلسل کی صورت اختیار کر چکا ہے اور وہ ہے دین سے متعلق پائے جانے والے اختلافات کی خلیج، ہماری کوشش ہے کہ ہر شخص، شخصیت پرستی یا دھڑہ بندی کے دم ہم رنگ زمین سے اپنے آپ کو آزاد کر کے عقل و خرد اور حقائق کی روشنی میں حق و صداقت کی تلاش کرے اور کسی چیز کے لہ و ما علیہ کو جانے بغیر اس کے بارے میں کوئی سا فتویٰ صادر نہ کرے۔

برِصغیر میں دیوبندیت و بریلویت کے نام پر باہمی اختلافات کو ہوا دے کر جس بہت بڑی قد آور علمی شخصیت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو ان کی راست دینی و علمی خدمات کے باوصف موجد و موید بدعات قرار دے کر اڑانے کی کوشش جاری ہے۔ یہ صریح علمی و تاریخی ناانصافی ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی کے معتقدات و نظریات کو ان کی سینکڑوں تصانیف پر پھیلی ہوئی تحریروں میں سے نکال کر ابنائے ملت کے

59607

Marfat.com

سامنے رکھ دیں اور انہیں دعوت دیں کہ وہ آگے بڑھ کر ان نظریات و معتقدات کو شریعتِ مطہرہ کے کڑے اصولوں کی کسوٹی پہ پرکھیں۔

جن لوگوں نے اختلافات کی خلیج کو صرف اس لیے وسیع کیا کہ ان کے کسی بزرگ یا اُستاد نے اس کی بسم اللہ کی تھی ان کے پیشِ نظر کبھی بھی اسلام کی صداقتیں اور اصول و فروع نہیں رہے۔ اسلام کا منبع بریلی ہے نہ دیوبند، ہمیں دیکھنا تو یہ ہے کہ کس نے کہاں تک اللہ تعالےٰ کے عطا کردہ دین کو پھیلانے اور اس پر عمل کرنے میں جدوجہد کی۔ ہم نے فاضل بریلوی کے معتقدات و نظریات سے معمور عرصۂ قرطاس پیش کر دیا ہے۔ قارئین اپنی صدا بدید سے اس کے ایک ایک لفظ کو شریعت کے پیمانے سے ماپتے چلے جائیں اگر کہیں بھی انہیں کتاب و سنت کے حدود سے باہر ان کی کوئی تحریر دکھائی دے تو برملا کہہ دیں کہ انھوں نے بدعت پھیلائی اور اگر ایسی بات نہیں ہے تو پھر علمی دیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دھڑے بندیوں کے طلسم سے نکل کر یہ اعلان کریں کہ انہیں جو کچھ بتایا جاتا رہا وہ تحقیق و مطالعہ کے بغیر فقط تعصب کی رو میں بہہ کر ایک شخصیت کے سحر انگیز اثر کو ختم کرنے کے لیے کہا جاتا رہا جہاں تک دینِ اسلام کا تعلق ہے اس کے اصول و فروع واضح ہیں۔

آج کی دُنیا پر ایک نگاہ ڈالیے! طرح طرح کے نظام رائج ہیں بظاہر ہر نظام انسانیت کے روحانی و جسمانی دکھوں کا مداوا کرنے کا داعی ہے اور یہ تمام نظام ایک عرصۂ دراز سے سے رائج ہیں۔ نتائج پر نظر ڈالیے تو تمام کا بھرم کھلتا دکھائی دیتا ہے ان کے زیرِ اثر افراد بحیثیتِ مجموعی ان سے غیر مطمئن دکھائی دیتے ہیں، استحصال کو ختم کرنے کرتے سب استحصالی ہو گئے اور انسانیت کی آنکھیں پھر کسی واضح، مکمل اور جسم و روح کے تمام تقاضے پورے کرنے والے نظامِ زندگی کے انتظار کا رنگ جھلک رہا ہے کوئی اور قوم مانے نہ مانے مگر ہم مسلمانوں کا پختہ عقیدہ ہے کہ وہ نظامِ کامل جس کا انتظار ہے اسلام ہے اور یہ ہماری کوتاہی ہے کہ چودہ سو برس میں ہم نے ایک آدھ بار کے بعد پھر سے صدقِ دل

سے متحد ہو کر اس آفاقی و عالمگیر نظامِ انسانیت کو نافذ کر کے چشمِ انسانیت کا انتظار ختم نہیں کیا، یہ تو نہیں ہوا البتہ ہم نے یہ ضرور کیا کہ اگر اپنے ہی بھائی بندوں میں سے کسی کا قامت نکلتا ہوا دکھائی دیا تو اس پہ آری رکھ دی تاکہ تفرقہ پھیلے اور اسلام اپنے نفاذ کے لیے متبحر اور باعمل عظیم علماء کے وجود سے محروم ہو جائے ہم نے رجال کو حق پر پرکھنے کی بجائے حق کو رجال پر پرکھنے کا غیر معقول طریقہ اختیار کر رکھا ہے، تقلیدِ جامد، اندھی عقیدت اور تعصب کی فضا نے حقائق سے ہماری آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ ہمارا معیارِ حق صرف اپنے کسی اُستاد یا شیخ کا فرمودہ بن کر رہ گیا ہے دوسری طرف یہ المیہ ہے کہ عرصہ دراز سے ہمیں دین کے کچھ لفظوں اور اصطلاحوں سے بیزار کر دیا گیا ہے اور ہم ہیں کہ آنکھیں بند کر کے اس پر عمل پیرا ہیں مثلاً فتویٰ، مولوی، ملا پیر اور کئی دوسرے دینی الفاظ زیادہ نام نہاد جدت پسند تو لفظ اللہ رسول، مسجد اور قرآن سے بیزاری کو بھی فیشن کا حصہ سمجھتے ہیں اگر کوئی بدکردار شخص کسی دینی لقب، لفظ یا اصطلاح کا غلاف اوڑھ لے تو کیا ہمارے پاس قرآن و سنت کا معیار موجود نہیں ہے کہ ہم اس کو بے نقاب کر کے اصل و نقل میں تمیز کر سکیں اس طرح سے ہم اپنے لیے اور اپنے دین کے لیے تو کچھ نہیں کر رہے بلکہ خود ان لوگوں اور طرز ہائے زندگی کے لیے راستہ ہموار کر رہے ہیں جن کے آتے ہی نہ ہم رہیں گے اور نہ دین کی کوئی بات۔

اس کے ساتھ ساتھ کچھ علماء کا اپنا رویہ بعض حالات میں سراسر غیر علمی اور غیر منصفانہ نظر آتا ہے مثلاً وہ اپنے علاوہ کسی اور انسان کے فکر اور نظریے کو سننے کے روادار نہیں ہوتے اور ہر انسانی سوچ کو ضائع کر دینے میں مستعدی دکھاتے ہیں دوسروں کی اچھی بات کو بھی اچھا نہ کہنا آخر کہاں کی دانشمندی ہے، اسلام تو اچھائی کی تلاشِ مسلسل کا دین ہے ہر دانش مندی اور بہتری ہماری ہی متاعِ گم گشتہ ہے۔

اتحاد اور اختلاف دو متضاد چیزیں ہیں اگر اختلاف رہے تو اتحاد ناممکن اور اتحاد رہے تو اختلاف کا وجود معدوم لیکن خیال رہے کہ مذہب کے ہر معاملے میں اتحاد، اتحاد

Marfat.com

کی تبلیغ صرف اسی صورت میں روا رکھی جا سکتی ہے جب کہ مذہب کو ہندو مت یا ویدانت کی طرح ہر قسم کے خیالات و نظریات کا مجموعہ اور ملغوبہ تسلیم کر لیا جائے اس کے برعکس اگر اس کے کچھ اٹل اور غیر متبدل اصول ہیں تو ان کے بارے میں نرمی یا رعایت اتحاد و اتفاق نہیں۔ بلکہ مداہنت اور اپنے نظریات و عقائد سے عدم اخلاص کا نتیجہ ہے، مذہبی معاملات میں اختلافات کا نام سن کر چیں بجبیں ہونے والے حضرات مہذب دنیا کے سیاسی، عمرانی، اقتصادی اور فنی باہم دگر مخالف و متضاد نظریات باہمد گر دست و گریباں اقوام سے کیوں آنکھیں بند کر لیتے ہیں آخر یہ برائی انہیں صرف مذہبی دنیا ہی میں کیوں کھٹکتی ہے؟ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ دین میں نفرت، تعصب اور درشتی کا کوئی دخل نہیں لیکن اختلافات کا پیدا نہ ہونا یہ ایک ایسا غیر فطری مطالبہ ہے جسے عملی دنیا میں کروڑوں انسانوں کے لیے ایک لمحے کے لیے بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! ان اختلافات کو اپنی حدود میں رکھتے ہوتے وسیع بنیادوں پر اتحاد و اتفاق کا پلیٹ فارم مہیا کیا جائے۔

فاضل بریلوی کے احوال و واقعات زندگی اور آپ کی تصانیف پر تحقیقی نظر کے بعد جب ہم ان کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والی تحریروں سے گزرے ہیں تو خدا شاہد ہے کہ بحیثیت طالب علم کے ہمارے دل و دماغ کو شدید صدمہ پہنچا، برصغیر کا ایک ایسا عالم دین جس نے علوم دینیہ پر سینکڑوں مبسوط اور محققانہ تصانیف کا ذخیرہ ملت اسلامیہ کو عطا فرمایا جسکی زندگی عشق رسول، توحید حق اور اتباع سنت کا پیکر تھی کیونکر اس بدنامی کا مستحق ٹھہرا

قارئین حقیقت پسندی سے اس کتاب کا مطالعہ کریں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ غلطی کیا ہے؟ اور وہ کہاں ہے؟ ہم دور نہیں جاتے اپنے ہی ارد گرد میں رہتے ہوئے اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ اکثر لوگ جب بھی کسی کو اپنے مسلک کی کسی شخصیت یا مکتب فکر کا مخالف دیکھتے ہیں تو فوراً اٹھ کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کی قطعاً کوشش نہیں کرتے کہ اس مخالفت کے اسباب کیا ہیں اور کیا واقعی ان کی گنجائش تو موجود

Marfat.com

نہیں ہے؟ اس سے بھی عجیب تر بات یہ کہ ایک عمل جسے بُرا سمجھتے ہوئے دوسروں پر الزام تراشی اور انہیں مطعون کرنے کا سلسلہ جاری ہو اگر اتفاق سے اپنے ہاں نکل آئے تو اس کے لیے سینکڑوں تاویلات اور محمل نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اس کتاب میں آپ کو کئی ایسے شواہد ملیں گے کہ فاضل بریلوی پر بدعت و شرک کی جو چارج شیٹ عائد کی گئی ہے اس سے کئی بڑے بڑے ایسے شیوخ اپنا دامن کسی طرح صاف نہیں کر سکتے جو ان مخالفین کا قبلہ عقیدت ہیں:

اتفاق سے افتراق کی طرف:

برصغیر میں اختلافات کا آغاز ان عبارات سے ہوا جن کا تعلق براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عبارات انتہائی گستاخانہ اور کسی اعتبار سے بھی بارگاہِ نبوی کے شایانِ شان نہیں یہ انتہائی نازک، سنگین اور خطرناک مسئلہ تھا، مسلمانوں کی ملی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ وہ چاہے اور سب کچھ گوارا کر لیں مگر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بے ادبی اور گستاخی برداشت کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔

اعتقادیات و اعمال کے بارے میں معمولی نوعیت کے اختلافات پہلے موجود تھے مگر وہ نہ تو اصولی تھے اور نہ ہی ملتِ اسلامیہ میں ان سے فرقہ بندی پیدا ہوئی تھی۔ البتہ عبارات کا مسئلہ اصولی تھا، ممتاز عالمِ دین علامہ سید احمد سعید کاظمی اسکی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "دیوبندی حضرات اور اہلسنت کے درمیان بنیادی
> اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات
> ہیں جن میں اللہ تعالےٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم،
> کی شانِ اقدس میں کھلی توہین کی گئی ہے" ؎۱

اسی موقف کی تائید میں مولانا منظور نعمانی مدیر الفرقان فیصلہ کن مناظرہ میں لکھتے ہیں۔

> "شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد

؎۱ الحق المبین سید احمد سعید کاظمی: ۱۲ مطبوعہ ملتان

Marfat.com

قیام، عرس، قوالی، فاتحہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں برسی وغیرہ رسوم کے جائز و ناجائز اور بدعت وغیر بدعت ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو نظریاتی اختلاف ہے یہی دراصل دیوبندی اور بریلوی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں یہ اختلاف تو اس وقت سے ہے جب کہ دیوبند کا مدرسہ قائم نہ ہوا تھا اور نہ مولوی احمد رضا خاں صاحب پیدا ہوئے تھے اس لیے ان مسائل کو دیوبندی بریلوی اختلاف نہیں کہا جا سکتا علاوہ ازیں ان مسائل کی حیثیت کسی فریق کے نزدیک بھی ایسی نہیں کہ ان کے ماننے نہ ماننے کی وجہ سے کسی کو کافر یا اہل سنت سے خارج کیا جا سکے"۔[1]

عجیب اتفاق ہے کہ ان عبارات کا دور تقریباً ایک ہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و منصب کے بارے میں باقاعدہ ایک تحریک چلائی گئی۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے ان حضرات کے پیش نظر مسئلہ توحید کا نکھار ہو مگر یہ کیسی توحید تھی جو عظمت و تقدیس رسالت کے کھنڈروں پر قائم کی جا رہی تھی، تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات اور اثر ابن عباس کا مسئلہ وہ نقطۂ آغاز ہے جس سے جمہور مسلمانوں کے دل بھڑک اٹھے، تقویۃ الایمان کی اس عبارت :-

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن و فرشتہ

---

[1] فیصلہ کن مناظرہ مولانا منظور نعمانی دارالاشاعت فیصل آباد ص۲۶۔

جبریل و محمد پیدا کر ڈالے“ لے

سے امکان یا امتناع النظیر کا مشہور مسئلہ پیدا ہوا اور امام معقولات علامہ فضل حق خیر آبادی
کو اس کے رد میں معروف کتاب " امتناع النظیر" لکھنی پڑی۔

اقوامِ عالم میں مسلمانوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عشق و محبت کی نسبت ان کی ایک ایک ادا پر مر مٹنے کے جذبے اور انہیں
فطری محبوب کا درجہ دینے کی جو یادگار تاریخ چھوڑی ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ بلاشبہ
اس کی بنیادیں قرآنِ مجید نے فراہم کی ہیں، ارشاد ہوتا ہے :۔

یا یہا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون	اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور نہ اُن سے بہت زور کے ساتھ بات کرو جیسے تم ایک دوسرے سے آپس میں بولا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب کچھ اکارت جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

قرآن مجید: الحجرات:

دوسری آیت میں ارشاد ہے

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولٰئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوٰی لھم مغفرۃ واجر کریم: الحجرات	بے شک جو لوگ اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے نزدیک وہ ایسے لوگ ہیں جن کے دل کو اللہ تعالےٰ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

لے تقویۃ الایمان مطبوعہ علمی کُتب خانہ لاہور صت ۲۱

Marfat.com

اور ایک اور آیت میں فرمایا :-

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم۔

سورۃ الحجرات

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جو لوگ آپ کے رہنے کے حجروں سے باہر پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں، اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ خود حجروں سے نکل کر ان کی طرف آتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مزید ارشاد فرمایا

یاایھا الذین اٰمنو لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکٰفرین عذاب الیم ٥

البقرہ

اے ایمان والو! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راعنا کہہ کر خطاب نہ کیا کرو بلکہ انظرنا کہا کرو اور دھیان لگا کر سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے

ان آیات میں بارگاہِ رسالت کے آداب، طرزِ تخاطب اور الفاظ کے استعمال کے بارے میں جو ہدایات دی گئی ہیں وہ محتاجِ بیان نہیں، علمائے امت، صلحائے ملت اور عاشقانِ جمالِ نبوی اس مقام پر پہنچ کر ہمیشہ اپنے آپ کو بے بس درماندہ، مفلس اور تہی دامن محسوس کر کے مقامِ محمدی کی آفاقیت کا اعتراف کرتے رہے ہے، حضرت سعدی فرماتے ہیں :-

ندانم کدامین سخن گو ئمت
کہ بالا تری زانچہ من گو ئمت

چہ وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

عزت بخاری کس خوبصورت انداز میں اس مقام کی رفعت کا احساس دلاتے ہیں

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید این جا

غالب نے یہی بات ذرا مختلف پیرائے میں کہی ہے

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

اس بات پر تمام علمائے امت متفق ہیں کہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی اور توہین کفر ہے ٹھیک اسی طرح اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ توہین یا گستاخی کے صریح الفاظ میں کسی طرح کی تاویل جائز نہیں۔ جناب سید انور شاہ کاشمیری کا بیان ہے کہ:۔

وقد ذکر العلماء ان التهور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر

"علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو" [۱]

رہی یہ بات کہ کیا چیز توہین ہے اور کیا نہیں ہے؟ سو یہ اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے ہر زبان کے روزمرے اور محاورے کی روشنی اور سیاقِ کلام سے الفاظ کا مفہوم آسانی سے متعین کیا جا سکتا ہے اگر دور از کار تاویلات کا سہارا نہ لیا جائے تو اس کا فیصلہ متعلقہ زبان کا معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی آسانی سے کر سکتا ہے۔

---

[۱]: اکفار الملحدین: ۔۔۔۱۷

Marfat.com

توہینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں

عام طور پر سادہ لوح حضرات کا ذہن اس طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ گو عبارات میں توہین پائی جاتی ہے مگر اس کے قائل کی نیت یقیناً توہین کی نہیں ہو گی اس سلسلے میں گزارش ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے متعلق اس قاعدے کو ایک لمحے کے لیے بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بارگاہِ نبوت کے بارے میں آدابِ گفتگو کی براہِ راست تعلیم اور اس کی باریکیوں اور نزاکتوں کو ہر حال میں ملحوظِ خاطر رکھنے کی تاکید کا منشا یہی ہے کہ بارگاہِ قدس میں لب کھولنے سے پہلے الفاظ کی بے مائیگی حروف کی درماندگی اور نظم عبارت کی بے چارگی کا اچھی طرح جائزہ لے لیا جائے۔ صحابۂ کرام رَاعِنَا کا لفظ تعظیم کی نیت سے ادا کرتے تھے مگر جس وقت یہودیوں نے اسے معمولی تصرف سے توہین کی نیت سے استعمال کرنا شروع کیا تو اللہ تعالےٰ نے صحابۂ کرام کو بھی یہ لفظ بولنے سے منع کر دیا، معلوم ہوا کہ لفظ کے بولنے میں نیت یا ارادے کا کوئی دخل نہیں اگر کوئی لفظ توہین آمیز معنیٰ یا مفہوم کی طرف مشعر ہے تو وہ لفظ توہین ہی ہے۔

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کے بارے میں توہین آمیز عبارات سے سارا مسئلہ پیدا ہوا، علمائے اہلِ سنت نے ایسی عبارتیں واپس لینے یا مناسب الفاظ میں بدلنے پر زور دیا۔ تو دوسری طرف سے معقولیت کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا گیا اور ان عبارات کو اپنے اساتذہ کی عزت و وقار کا مسئلہ بنا لیا گیا۔ ظاہر بات ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و منصب کے مقابلے میں کسی اور کی کیا حیثیت ہے مگر ملتِ اسلامیہ میں فرقہ بندی گوارا کر لی گئی اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصانات جواب ایک صدی پر پھیل گئے ہیں برداشت کر لیے گئے

Marfat.com

مناظرہ بازی، گالی گلوچ اور فضول لٹریچر کی طباعت پر کروڑوں روپے کے قومی ضیاع پر کبھی اظہار افسوس تک کی ضرورت نہ سمجھی گئی اس صورتِ حال سے برصغیر میں اسلامی مفاد کو جو نقصان پہنچا اسے ہضم کر لیا گیا۔ مگر چند علماء کی قلمی لغزشوں کو قبول کر لینے کی ہمت نہ ہو سکی، دار العلوم کے بڑے شیخ الحدیث سے طفلِ مکتب تک آج بھی ہر شخص کی زبان سے آسانی سے سنا جا سکتا ہے کہ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال (نعوذ باللہ نعوذ باللہ) اپنے ..... خیال سے زیادہ برا ہے کے بارے میں ہمارے اکابرین درست اور صحیح تھے، جہاں تقلید جامد اور شخصیت پرستی اتنی مضبوط جڑیں پکڑ چکی ہوں وہاں کسی خوشگوار اسلامی نقاب کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

آج اندھی عقیدت اور رسم پرستی کے بارے میں خانقاہوں سے وابستہ جاہل افراد کو طعنے دینے والے روشن خیال حضرات کو گھر کی اس پیر پرستی، استاذ پرستی جو صنم پرستی کی حد تک پہنچ چکی ہے کا شہتیر نظر کیوں نہیں آتا۔؟ مسئلہ تکفیر کے بارے میں فاضل بریلوی کو جس طرح بدنام کیا گیا ہے وہ اصل مسئلے سے توجہ ہٹانے کا کامیاب حربہ ہے (اسکی تفصیل اگلے باب میں آرہی ہے) اگر آج یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی کے بارے میں علامہ اقبال کے اشعار ارمغانِ حجاز سے نکال دیے جائیں تو ملک کی بہت بڑی اکثریت کا یہ مطالبہ کیوں نہیں مانا جا سکتا کہ تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تحذیر الناس، بلغۃ الحیران وغیرہ کی دلخراش عبارتیں حذف کر دی جائیں یا انہیں مناسب الفاظ میں تبدیل کر دیا جائے۔ جب فاضل بریلوی کے ہم خیال جید علماء بار بار اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ دیوبند و بریلی کا اصل تنازعہ یہی عبارات ہیں انہیں حل کر دینے سے مسائل کافی حد تک سدھر جائیں گے۔ میرے علم کے مطابق غالباً ۱۹۶۳ء میں ناموعلم دین علامہ سید احمد سعید کاظمی نے اس سلسلے میں خاصی پیش رفت کی تھی انھوں نے ملک کے مقتدر اور جید علمائے کرام کے پاس ذاتی خط لکھ کر اس مسئلے کا قابل عمل حل پیش کیا تھا

Marfat.com

اور انہیں دعوت دی تھی کہ وہ آگے بڑھیں اور معیار و مدار صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو قرار دیتے ہوئے شخصیات کے دائروں سے نکل آئیں مگر افسوس کہ چند ایک کے سوا کسی نے ان کی بات نہ سنی یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ برصغیر کی غالب اکثریت نے ان عبارات کو توہین آمیز اور گستاخانہ سمجھا ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے فاضل بریلوی کی گرفت اور تنقید کو اپنے دل کی آواز سمجھا ہے یہی وجہ ہے کہ برصغیر کی غالب اکثریت آج بھی فاضل بریلوی کو اپنا مقتدا اور دینی رہبر سمجھتی ہے، جوش سے زیادہ ہوش کی ضرورت ہے اگرچہ فاضل بریلوی کا تدریسی اور عقیدت کا حلقہ بھی خاصا وسیع ہے مگر انہیں جس چیز نے لازوال شہرت، دائمی عزت اور قبولیتِ عامہ کا درجہ عطا کیا ہے وہ ہے ان کا وہ مضبوط موقف جو انھوں نے رسالت، اسکی عظمتوں اور مسلمان کے اپنے آقا و مولی سے نازک و لطیف رشتے کی حفاظت کے لیے اختیار کیا، ضرورت ہے کہ ان کے موقف کو ٹھنڈے دل سے سمجھا جائے ان کی مجبوری اور ذمہ داری کا احساس کیا جائے۔ تکفیر کے معاملے میں وہ حد درجہ محتاط تھے، مسئلہ تکفیر کے بارے میں علامہ سید احمد سعید کاظمی رقم طراز ہیں:۔

> مسلک تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول و فعل سے التزامِ کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگرسی، نیچری ہو یا ندوی، اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمۂ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہو گئی یا ایک ندوی نے التزامِ کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد

Marfat.com

ہو گئے، ہم تو بعض دیوبندیوں کی عباراتِ کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبند اور لکھنو والے کو کافر نہیں کہتے، ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذاللہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم و محبوبانِ ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہہ شدید کے انھوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی، نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں پر مطلع ہو کر اور ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہلِ حق اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی، ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے اور نہ بریلی کا نہ لیگی نہ ندوی، ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔" [1]

فاضل بریلوی کے تاریخی کردار کو سبوتاژ کرنے کے لیے ان کے خلاف منفی پروپیگنڈہ اس شدت سے کیا گیا کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگا، بدنامی اور کردار کشی کی اس مہم میں سرفہرست

---

[1] الحق المبین : ۲۴، ۲۵

یہ الزام رکھا گیا کہ وہ بدعات کے مؤید و مجوز ہیں، افسوس! کہ فاضل بریلوی کے کھاتے میں الزام بھی ایسا ڈالا گیا جس میں ذرہ برابر صداقت نہیں ہے

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

اس سلسلے میں ہم نے فاضل بریلوی کی سینکڑوں تصانیف میں سے امورِ بدعت سے متعلق ان کی آراء اور فتوے جمع کر دیے ہیں، اس وقت عام طور پر صوفیاء کا خانقاہی نظام بدعت کے لیے بدنام ہے مگر بحمد اللہ اس سچے عالم دین اور دیدہ ور متبع سنت مفکر کا قلم کسی رو رعایت کے بغیر شریعت و سنت کی نگرانی اور چوکیداری کے فرائض پورے طنطنے سے ادا کرتا رہا ہے ویسے یہ بدعت کا معاملہ بھی عجیب ہے مخالفین کے پاس یہ ایک ایسا لباس ہے جو مخالفین کے ہر عمل چاہے وہ کتنی نیک نیتی، خلوص دل اور شرعی بنیادوں پر ہو رہا ہو پر فٹ آجاتا ہے مگر اپنے معمولات، پیری مُریدی، کشف و کرامات اور رسوم و رواج قطعاً اسکی ذیل میں نہیں آتے، آسمانِ دُنیا کے نیچے بدعت کی کوئی ایسی تعریف کی ہی نہیں جا سکتی جس سے مدارس کی بلند و بالا عمارتیں، ان پر کروڑوں روپے کے اخراجات، سالانہ جلسے ان کی تزئین و آرائش ان کے لیے چھ چھ ماہ پہلے وقت مقرر کرنا، خوبصورت لٹریچر چھاپنا وغیرہ تو عین سنت اور مقتضائے توحید قرار پائے مگر میلادِ مُصطفٰے، جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکرِ شہادت حسین ایسی محافل بدعت قرار پائیں۔

بدعت: لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں دین میں ایسی چیز پیدا کرنا جس کی اصل دین میں نہ پائی جائے بدعت ہے

یعنی ہر وہ چیز جو کسی دلیلِ شرعی کے معارض ہو بدعتِ شرعیہ ہے، بدعت کی یہ ایک ایسی جامع تعریف ہے جس کے ذریعے ہم تمام اعتراضات سے بچ سکتے ہیں، مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے رسالے "سنت و بدعت" میں الطریقہ المحمدیہ اور الاعتصام

Marfat.com

سے بدعت کی یہ تعریف نقل کی ہے :۔

ہر ایسے نو ایجاد طریقہ عبادت کو بدعت کہتے ہیں
جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عہد مبارک میں اس کا داعیہ اور
سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قولاً ثابت ہو نہ فعلاً نہ
صراحتہً نہ اشارتاً ،، [1]

مگر یہ تعریف بھی جامع نہیں ہے زمانہ کی برق رفتاری نے دین متین کے لیے کام کرنے کے داعیے اور تقاضے بالکل مختلف انداز میں پیدا کر دیے ہیں، اگر بدعت کی مذکورہ بالا تعریف درست مان لی جائے تو رواں دواں انسانی گاڑی قدم قدم پر بدعت کے بریکوں کا شکار ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ رواں انسانی زندگی اور مذہب کے درمیان فاصلہ تیزی سے بڑھنا شروع ہو جائے گا۔ جن ممالک میں مذہب کی رجعت پسندانہ تشریح پر زور دیا جا رہا ہے یا جہاں صرف الفاظ کے گورکھ دھندے پر بحثیں گرم ہیں۔ وہاں مذہب کی گرفت خود بخود ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارے جن علماء نے بدعت کی یہ تعریف کی ہے کہ ہر وہ کام جو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو [2] انہوں نے غیر شعوری طور پر انسانی زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ مسلمان کی پوری زندگی رضائے الٰہی کے تابع اور عبادتِ خداوندی کی تصویر ہے اس کا کوئی فعل و عمل اس کے عالمگیر نظریہ حیات سے باہر نہیں بدعت کی اس تشریح کی روشنی میں وہ کس طرح اپنے آپ کو جدید معاشرے میں ضم کر سکے گا شریعت ہمارے بعض علمائے کے ہاں موم کی ایک ایسی بتی ہے جسے وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں موڑ لیں۔ جناب مفتی محمد شفیع صاحب رقم طراز ہیں کہ :۔

---

[1] : سنت و بدعت مفتی محمد شفیع صاحب : ۱۱، ادارہ المعارف : کراچی

[2] : مرقاۃ جلد اول : ۱۷۹

Marfat.com

"جس کام کی ضرورت عہدِ رسالت میں موجود نہ تھی بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پیدا ہو گئی وہ بھی بدعت میں داخل نہیں جیسے مروجہ مدارس اسلامیہ وغیرہ"

دیکھا آپ نے ایک بدعت کیونکر عین سنت بن گئی صرف اس لیے کہ علماء نے اسے جائز قرار دے دیا تو کیا خیال ہے جناب مفتی صاحب کا ان بزرگان اسلاف اور نیک نیت متقی حضرات کے بارے میں جن کا علم و فضل یقیناً ہم لوگوں سے بہتر تھا کہ اگر انہوں نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے محبت اور نسبت کاملہ کے حصول کے لیے میلاد کی محفلیں قائم کیں یا کسی ولی اللہ کے عقیدت مندوں کے لیے احتسابِ نفس تجدید بیعت اور تعلیم و تعلم کی خاطر عرس کی مجالس قائم کر دیں یا تزکیۂ نفس اور رذائل باطنی سے چھٹکارا حاصل کرنے کی خاطر خانقاہی نظام کے کچھ اصول مرتب کر دیے تو یہ سب کچھ بدعت کیسے ہو گیا فرق صرف اپنے پرائے کا ہے ورنہ بات تو ایک ہی ہے اگر یہ سب کچھ شرک و بدعت ہے تو پھر اس حمام میں سب ننگے ہیں، ایک عجیب بات اس سلسلے میں کہی جاتی ہے کہ تاریخ مقرر نہ کی جائے اور اس پر یوں زور دیا جاتا ہے گویا قرآن مجید کی اصل تعلیم یہی ہے اس مصروف زندگی میں جہاں انسان کا ایک ایک سیکنڈ قیمتی اور طے شدہ پروگرام کے مطابق ہے انسان مشین بن کر رہ گیا ہے اس کی زندگی کا کوئی کام وقت مقرر کیے بغیر ایک لمحے کے لیے نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف اپنے جلسے جلوس میٹنگیں اور شادی بیاہ کے لیے دھڑا دھڑ اخبارات پوسٹروں، ریڈیو اور ٹیلیویژن پر تاریخ کا اعلان کیا جا رہا ہے آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟ رہی بات یہ کہ کسی کا خیال ہے کہ یہ عرس یا محفل صرف اسی تاریخ کو ہی ہو سکتی ہے دوسری تاریخوں میں نہیں ہو سکتی سو ایسا خیال کسی کا بھی نہیں، یہ ایجاد بندہ گرچہ گندہ والی بات ہے، درود سلام کھڑے ہو کر پڑھنے کی پابندی، ایصال ثواب کے لیے مختلف اور مخصوص سورتیں پڑھنے کی پابندی، نماز باجماعت کے بعد کئی بار دعا مانگنے کی پابندی، تیجہ چہلم وغیرہ کی پابندی

Marfat.com

وغیرہ، یہ ساری باتیں مفروضے ہیں کوئی شخص بھی ان پابندیوں کا قائل نہیں ہے اور نہ کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر انہیں اسی طرح سے نہ کیا گیا تو ادا نہ ہوں گی۔

بدعت سے متعلق اسی غلط اور جاہلانہ تصوّر کی تردید کے لیے ہمارے نامور فقہاء کو بدعت کی تقسیم کرنا پڑی، فقہ کی معروف کتاب رد المحتار (شامی) کا بیان ہے۔

(ای صاحب بدعة) ای محرمة والا فقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجد ومباحة کالتوسع بلذیذ الماکل والمشارب لے

"بدعت ناجائز ہوگی اور کبھی وہ واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے لیے دلائل قائم کرنا اور قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے علم نحو کا سیکھنا اور کبھی بدعت مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جو ابتدائی دورِ اسلام میں نہ تھا اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مساجد کو مزین و منقش کرنا اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے پینے وغیرہ"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بدعت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بعض بدعتہا است کہ واجب است چنانچہ تعلیم و تعلم نحو و صرف کہ بداں معرفت آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیز

Marfat.com

ہائیکہ حفظ دین و ملت براں موقوف بود و بعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطہا و درسہا و بعض مکروہ مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعض و بعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ و لباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نشوند و مباحات دیگر کہ در زمان آنحضرت نبودند چنانکہ بیری و غربال و مانند آں و بعض حرام چنانکہ مذاہب اہل بدع و ہوا برخلاف سنت و جماعت و آنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ باآں معنی کہ در زماں آنحضرت نبودہ بدعت است و لیکن از قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ، در حقیقت سنت است زیرا کہ آنحضرت فرمودہ است بر شما باد کہ لازم گیرید سنت مرا و سنت خلفائے راشدین ؎۱،،

" بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ نحو و صرف کا سیکھنا تاکہ اس سے آیات و احادیث کے مفہوم و مطالب کی معرفت حاصل ہو اور قرآن و سنت کے علوم محفوظ ہوں اور دوسری وہ چیزیں بھی محفوظ ہوں جن پر دین و ملت کی حفاظت کا دارومدار ہے اور بعض بدعتیں مستحب و مستحسن ہیں جیسے سرائے اور مدارس کی تعمیر اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے بعض کے نزدیک مساجد اور قرآن مجید

ؑ۱ اشعۃ اللمعات : ۱ : ۱۱۷، شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ نولکشور

Marfat.com

ہیں نقش و نگار اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے .....
اچھے اچھے کھانوں کا شوق بشرطیکہ حلال ہوں اور
غرور و نخوت کا باعث نہ ہوں اور دوسری مباح چیزیں
جو آنحضور کے زمانے میں نہ تھیں جیسے چھلنی وغیرہ
اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے اہل سنت وجماعت
کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے
مذاہب اور جو چیزیں خلفائے راشدین نے کی ہیں۔
اگرچہ وہ اس معنی میں بدعت ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے میں نہ تھیں لیکن بدعت حسنہ کے اقسام
میں سے ہیں بلکہ درحقیقت سنت ہیں کیونکہ آنحضور
صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اور میرے
خلفائے راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو۔"

بدعت کے بارے میں امام ربانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مسلکِ حقہ کو عموماً غلط رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے اس کی وضاحت کے لیے ہم آپ کے خانوادۂ عالیہ کے ایک جلیل القدر عالمِ دین اور نامور بزرگ شیخ الشیوخ حضرت محمد حسن جان مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے بدعت کے بارے میں حضرت مجدّد الفِ ثانی علیہ الرحمہ کے مسلک کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں

جاننا چاہیے کہ بدعت لغت میں ہر اس نو پید چیز
کو کہتے ہیں جس کی کوئی نظیر پہلے نہ ہو اسی کو باری تعالےٰ
نے یوں فرمایا ہے "بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ"
اور شرع میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو امورِ دین

میں نو پیدا کردہ ہو یعنی جس کا وجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں نہ ہو اور وہ سنت کی مخالف اور معارض ہو، سنت کے مخالف یا معارض ہونے کی قید ہم نے اس لیے لگائی ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد اتنے نئے امور پیدا ہوئے ہیں اور وہ اس زمانے میں بھی اور اس سے پہلے بھی اس قدر عام اور شائع ہو گئے ہیں کہ ان سے نہ مقلد بچ سکتا ہے اور نہ غیر مقلد یہاں تک کہ خیر القرون کا آخری حصہ بھی ان امور کی زد سے نہ بچ سکا جس پر تاریخ کی کتابیں شاہد ہیں .... حاصل کلام یہ کہ مراد بدعت سے حدیث میں وہ بدعت ہے جس کو سیئہ (بری) کہا جاتا ہے اور جو سنت کے مخالف اور مقابل ہے لیکن وہ نو پید امور جو سنت کے معارض اور مقابل نہیں وہ مباحات شرعیہ میں داخل ہیں اس لیے کہ ہمارے مذہب میں سب اشیاء در اصل مباح ہیں (حرمت بعد نص شارع سے ثابت ہوتی ہے)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ کا لفظ آیا ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے مگر ہم نے بعض بدعات کو مباحات قرار دیا، اس کا جواب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کی مراد لفظِ کل فرمانے سے یہ نہیں کہ یہ سب اقسام بدعت کے مطلقاً حسنہ ہو یا سیئہ سب ضلالت اور گمراہی ہیں بلکہ لفظِ کل سے مراد

Marfat.com

ہے کہ بدعت سیئہ کے سارے اقسام جو سنت سے متکر کھائیں اور مخالف ہوں گمراہی ہیں اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وہ قول دلیل ہے جو صحاح میں وارد ہو چکا ہے کہ "میری سنت کو اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہیں اپنے اوپر لازم پکڑ د۔"

خلفائے راشدین کی سنت عین سنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہو ہی نہیں سکتی اس لیے کہ عطف مغائرت چاہتا ہے تو اگر کل کا لفظ علی الاطلاق لیا جائے تو سنت خلفائے راشدین کے اتباع کا کوئی موقع نہیں رہتا اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کوئی موقع نہیں رہتا اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ بیس تراویح بڑی اچھی بدعت ہے۔ کوئی محل نہیں نکلتا، علمائے کرام کہتے ہیں کہ بدعت کی بہت سی قسمیں ہیں بعض ان میں سے تو اس زمانے میں واجب ہیں مثلاً علوم کی اشاعت کرنا۔ مدرسے اور مسافر خانے بنانا وغیرہ اور بعض سنت حسنہ ہیں جیسے بیس رکعت تراویح پڑھنا اور حکومت کے لیے دفتر اور کچہریاں بنانا اور مساجد کو منقش پتھروں اور ساگوان کی لکڑی سے تعمیر کرنا اور قرآن مجید کو مصحف میں جمع کرنا اور باغیوں سے جنگ کرنا وغیرہ اور بعض بدعتیں مستحب یا مباح ہیں جیسے آج کل کے زمانے کے اکثر اوضاع اور رسوم، پس مشائخ کے

Marfat.com

کے اطوار واذکار مرتبہ اور مراقبات موقتہ اس بدعت حسنہ
میں داخل ہیں جن کو نامور اور جید علمائے کرام نے قبول
کیا ہے اور ان کو اچھا سمجھا ہے اور لوگوں کو ان باتوں کی طرف
ترغیب دی ہے اور ان کاموں میں خود مصروف رہے ہیں
اور نہ صرف یہ کہ وہ ان امور کو بدعت نہیں سمجھتے بلکہ اس
پر رضامند ہی نہیں کہ ان امور پر بدعت کا لفظ استعمال
کیا جائے جیسا کہ ہمارے مرشد اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب ہے۔“ ؎

اس ساری تمہید سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بدعت کی جو بھی کڑی سے کڑی تعریف مقرر کی جائے فاضل بریلوی کا دامن اس سے ہر طرح صاف ہے وہ اس کے مؤید ہیں نہ مجوز رہی یہ بات کہ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کا یکسر لحاظ کیے بغیر ہر چیز کو بدعت کہہ کر رد کر دینے سے جو نقصان خود دینی مفاد کو پہنچے گا اس کے مضمرات کا اچھی طرح اندازہ لگا لینا چاہیئے، ہاں! یہ الگ بات ہے کہ ہم بدعت و شرک کے پیمانے ہی الگ مقرر کر لیں۔ فاضل بریلوی اور ان کے ہم خیال علماء و فقراء بدعت کی مخالفت کریں، بدعات کے خلاف کتابیں لکھیں، اعلانیہ بدعتوں سے بیزاری کا اظہار کریں۔ تب بھی وہ بدعتی ٹھہریں اور ہم اپنے اساتذہ اور بزرگوں کی ہر بدعت کو مشرف بہ سنت کرتے جائیں یوں اپنے اندر بدعتوں کے جہاں آباد کرنے کے باوجود بھی رہیں پکے موحد! تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

فاضل بریلوی کوئی معمولی پڑھے لکھے انسان نہیں تھے، ان کا شمار ملت اسلامیہ کے ان چند اعاظم رجال میں ہے جنہوں نے غیر معمولی ذہانت، عبقریت، بے شمار علوم میں مہارت

؎ طریق النجات حضرت شیخ حسن جان فاروقی: ۸۵، ۸۶، ۸۷ مطبوعہ مکتبۃ الشیق استنبول ترکیہ۔

Marfat.com

اور گراں قدر اسلامی خدمات کی بدولت اپنی الگ تاریخ بنائی ان کے فکر و فلسفے کا محور ارفع پاکیزہ اور عظیم ہے جس کی مثال نہیں ملتی اور وہ ہے شاہکار قوت و حیات حضرت محمّد مُصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی لافانی عظمتوں کی تقدیس اور مسلمانان عالم کو ان کی محبت اور عشق کی نسبت کی لڑی میں منسلک کرنے کی تحریک، کیا کوئی دانشور اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ دُنیا میں پھیلی ہوئی مختلف رنگوں، نسلوں اور زبانوں پر مشتمل مسلمان قوم کے لیے اس ذاتِ گرامی کے سوا اور کوئی مرکزِ ثقل یا کعبۂ انجذاب ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا تو پھر یقیناً وہ تحریک بہت ہی عظیم ہے اور اس کو برپا کرنے والے ملّتِ اسلامیہ کے محسن ہیں جو مسلمانانِ عالم کو اس ابدی، لطیف اور نازک رشتے کے آداب اور حفظ و رعائیت کا درس دینے کے لیے اُٹھے ہیں۔

برِصغیر میں انگریزی سامراج کے تسلّط کے بعد خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں مکّار انگریز دینی دنیاوی تعلیم میں تفریق کے ذریعے اس نازک رشتے اور والہانہ تعلق کو کمزور کرنے میں کامیاب نہ ہو جائے جو درحقیقت مسلم قوم کی متاعِ حیات ہے کہ ایسے میں اللہ تعالےٰ نے فاضل بریلوی ایسی جامع الصفات شخصیت کو اس جذبے اور متاع کی حفاظت کے لیے مامور فرمایا، ان کے خلاف قسم قسم کی بہتان طرازیاں کی گئیں، غلط باتیں منسوب کی گئیں مگر وہ اللہ کا بندہ بلا خوف لومۃ لائم اپنی راہ پر چلتا رہا تا آنکہ اس نے برّصغیر کی غالب مسلم اکثریت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا۔

پس چہ باید کرد: یوں تو اتحاد و اتفاق کی افادیت سے کسی دور میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا مگر دنیائے اسلام کو اس دور میں جس قدر اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ بحمد للہ! دنیائے اسلام میں اسلامی اقدار کے احیاء کی جو تحریک اٹھی ہے وہ انتہائی خوش آئند اور نتیجہ خیز ہے اس سے مُسلمان قوم اور ممالک میں اتحاد و اتفاق کا راستہ خود بخود ہموار ہو رہا ہے ہر مُسلمان کی دلی خواہش

اور دُعا ہے کہ دُنیا کے ۸۰ کروڑ مسلمان واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی شیرازہ بندی کریں اور معاشی و معاشرتی گمبھیر مسائل میں سسکتی ہوئی دنیا کو اسلامی عدل و انصاف اخوت و مساوات اور خدمت و محنت کے زرّیں اصولوں کے ذریعے نئی قیادت فراہم کریں مگر سب سے پہلے یہ بات طے ہونی چاہیئے کہ ہماری اس عمارت کا بنیادی پتھر کیا ہے اور اگر اس کی حیثیت خود متنازعہ فیہ ہے تو عمارت کی پائیداری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک اسلامی تحریک کی بنیاد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ قرآن مجید کا نمبر بھی بعد میں آتا ہے یہی وہ مرکز و منبع ہے جس پر ہم مسلمانانِ عالم کو متحد کرکے اسلامی تحریک برپا کر سکتے ہیں، برصغیر میں تقویۃ الایمان کی تحریک پر اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر بڑا بھائی عاجز وغیرہم من الخرافات (نعوذ باللہ) قرار دینے اور سمجھنے کی جو لہر اٹھی اس نے ملتِ اسلامیہ کے اعصاب کو مضمحل کرکے رکھ دیا ان کی فکری یکجہتی اور مدارِ عمل کو پریشان کر دیا۔

اگر رسول خدا کے مقام اور حیثیت و منصب کو اس بھونڈے انداز سے چیلنج نہ کیا جاتا تو ہمیں برصغیر میں منکرینِ سنت اور قادیانیت ایسی دشمنِ رسول تحریکوں کا منہ نہ دیکھنا پڑتا تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، براہین قاطعہ، بلغۃ الحیران اور تحذیر الناس ایسی کتابوں نے جو پلیٹ فارم تیار کیا اور آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو جس طرح صوفیا کے آفاقی نظریے مقامِ محمدی کی وسعتوں اور عظمتوں سے اتار کر معمولی اور عام البشر کے مقام پر لا کھڑا کیا اس کے نتیجے میں قادیانیت یا انکارِ سنت کے فتنوں کا ظہور بالکل طبعی اور فطری بات تھی اب اس پر چیخنا چلانا بے سود ہے البتہ اگر ہم صدق دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ عالم بالخصوص ایشیا کے مسلمان اپنے اندرونی اختلافات چھوڑ کر اتفاق و اتحاد اختیار کریں تو ہمیں اس کے لیے لازماً نقطۂ ماسکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو بنانا پڑے گا، ہم دوبارہ ملتِ اسلامیہ کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے سے سرشار کیے بغیر

Marfat.com

ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتے، ہمارے پاس یہی وہ مضبوط اور ناقابلِ تسخیر ہتھیار ہے جس کا مقابلہ دُنیا کی کوئی قوم نہیں کر سکتی۔

اس سلسلے میں ہمیں بعض جرأت مندانہ اقدام اٹھانے پڑیں گے مثلاً مذکورہ بالا کتابوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا تبار سے متعلق موجود عبارات کے بارے میں اختلافات فروعی نہیں ہیں اصولی ہیں لہٰذا ایسی تمام عبارتوں کو ان کتابوں سے نکال دیا جائے یا انہیں مناسب الفاظ میں بدل دیا جائے، اگر علمائے دیوبند اپنے طور پر ان عبارتوں کو گستاخانہ نہیں سمجھتے جس کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں تو بھی وہ مسلمانوں کی اکثریت کے فیصلے کا احترام کرتے ہوئے ان تمام عبارتوں کو متعلقہ کتابوں سے حذف کر دیں۔ ایک طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کا مسئلہ ہے جسے مسلمانوں کی واضح اکثریت مسئلہ بنائے بیٹھی ہے دوسری طرف چند ایسے علماء کی زبان وقلم کی ساکھ کا مسئلہ ہے جو مکتبِ دیوبند کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں اس موقع پر مکتبِ دیوبند کے جیّد علماء آگے بڑھیں اور اللہ کے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اپنے اساتذہ، شیوخ اور والدین سے زیادہ محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ جرأت مندانہ قدم اُٹھائیں اس سے مُفید اور دور رس نتائج نکلیں گے اور اُمتِ مسلمہ اس ہولناک کشیدگی سے بچ جائے گی جو اسے درپیش ہے۔

۱۹۷۶ء میں جناب میاں عبدالرشید صاحب کالم نگار "بصیرت" روزنامہ نوائے وقت جو ایک دردمند دل رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے باہمی انتشار پر ہمیشہ کڑھتے رہتے ہیں، نے نوائے وقت میں ایک مضمون "چند تجاویز" کے عنوان سے لکھا تھا جس میں اسی مسئلے پر اظہارِ خیال کیا گیا تھا۔ ہم مضمون کی اہمیت اور میاں صاحب ایسے ملّتِ اسلامیہ کے بہی خواہ کے دل کی آواز کی حیثیت سے اسے یہاں نقل کرتے ہیں۔ آپ رقم طراز ہیں:۔

"نوائے وقت کی ملی اشاعتوں میں "وقت کی پکار"

کے عنوان سے پیرزادہ مولانا باہلہ الحق قاسمی صاحب

کا ایک مضمون تین قسطوں میں شائع ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے تینوں مکاتب فکر بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کا باہمی اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے خیال تھا کہ صاحب مضمون اس سلسلے میں کوئی ٹھوس تجاویز پیش کریں گے۔ مگر انہوں نے صرف عدم تکفیر پر زور دیا ہے اور مختلف بزرگوں کی طرف سے رواداری کی تلقین کی مثالیں پیش کرنے پر زور دیا ہے اور بعض مثالیں ایسی بھی دی ہیں جو اُلٹا دل آزاری کا موجب بنی ہیں، مثلاً قسط اول میں اشرف السوانح کے اقتباس نمبر ۲ کے یہ الفاظ "مولوی احمد رضا خاں صاحب (بریلوی) کی بھی رجن کی سخت ترین مخالفت اہل حق سے عموماً اور حضرت والا سے خصوصاً شہرۂ آفاق ہے)" حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اہل حق کا سخت ترین مخالف بنانا کیا یہ ان کے احترام کی مثال ہے؟ اسی طرح تاریخ عجیبہ سے رواداری کے جس واقعہ کا حوالہ دیا گیا ہے کہ "موحدین نے جمع ہو کر مولوی اسمٰعیل شہید سے عرض کیا کہ امام عیدگاہ بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں، تب مولانا شہید نے فرمایا، وہ سب باتیں اپنی نفسانیت سے نہیں کہتے" ظاہر ہے کہ امام مذکور دوسرے مکتب فکر سے تعلق رکھتا تھا نماز تو اس کے پیچھے پڑھ لی مگر پہلے اسے بدعتی اور نفسانیت کا پجاری کہہ کر یہ باہمی رواداری

Marfat.com

کی کوئی اچھی مثال نہیں، راقم کو تینوں مکاتبِ فکر کے علماء کے قریب دس دس، پندرہ پندرہ، برس گزارنے کا موقع ملا ہے، میں نے اس مسئلے پر بہت غور کیا ہے میری ناچیز رائے میں مندرجہ ذیل ٹھوس تجاویز تینوں مکاتبِ فکر کے عوام کو قریب تر لانے میں ممد و معاون ہو سکتی ہیں:-

۱۔ بریلوی حضرات کے لیے مُشرک اور بدعتی کے الفاظ کا استعمال یکسر ترک کر دیا جائے، صرف ان سے ملاقات کے ہی وقت نہیں بلکہ اپنی نجی محفلوں میں بھی، کسی مسلمان کو مُشرک کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ شرک تو ظلم عظیم ہے جس کی معافی ہی نہیں اور بدعت وہ چیز ہے جس کی پہلے کوئی مثال یا نظیر نہ ہو ورنہ بقول قاضی ثناء اللہ پانی پتی نہ صرف فقہا پر بلکہ تمام عالم پر عافیت تنگ ہو جائے گی، بقولِ مولانا عبید اللہ سندھی بدعت وہ نئی چیز ہے جس کے نہ کرنے کو گناہ سمجھ لیا جائے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی شان میں بدیع السمٰوٰت والارض فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو نیست سے وجود میں لانے والا، اس لیے بدعت وہ ہے جس کا پہلے سرے سے وجود ہی نہ تھا، مثلاً درود شریف کا حکم قرآنِ پاک میں ہے، حضور نے اس کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں بعد میں آنے والے مختلف اصحاب نے مختلف درود شریف لکھ کر اپنی عقیدت کا ثبوت پیش کیا ہے جیسے درودِ تاج

Marfat.com

اب اگر کوئی یہ کہے کہ درود تاج پڑھنا بدعت ہے تو یہ درست نہ ہوگا۔ اسی طرح آنجناب کے دورِ مبارک میں قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں مواعظ کا سلسلہ جاری رہتا تھا مگر قرآن پاک کا اردو ترجمہ نہ ہوتا تھا، قرآن پاک کا باقاعدہ درس دیا جاتا تھا اگر اس بنا پر کوئی یہ کہے کہ نماز کے بعد قرآن پاک کا درس جیسے آج کل بالعموم دیا جاتا ہے یہ بدعت ہے تو کوئی اسے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوگا۔

۲۔ جس کتاب میں بھی حضور کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے فقرے ہیں انہیں وہاں سے حذف کر دیا جائے اور اس بات کی پرواہ نہ کی جائے کہ اس کا لکھنے والا کون ہے لکھنے والا خواہ کوئی ہو آخر حضور کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ اگر یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال نے مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق جو تین اشعار لکھے ہیں انہیں ان کے کلام سے نکال دیا جائے تو یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ شاہ اسمٰعیل دہلوی اور مولانا اشرف علی تھانوی کی کتابوں سے بھی وہ فقرے نکال دیے جائیں۔ جس سے حضور کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔

۳۔ حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی تمام دیو بند اکابرین کی محترم شخصیت ہیں انہوں نے ایک رسالہ ہفت مسئلہ لکھا ہے اسے بآسانی باہمی اتحاد کی بنیاد بنایا

Marfat.com

جا سکتا ہے۔

۴۔ درود شریف پڑھنا تو فرض ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں اس کا حکم دیا ہے، دیوبندی اور اہلِ حدیث فرض نمازوں کے بعد تین بار بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیں، یا رسول اللہ والا نہ سہی، اللّٰھم صلِّ علیٰ، والا ہی پڑھ لیں، تین ماہ کے اندر اندر تینوں مکاتبِ فکر کے عوام بالکل قریب آجائیں گے۔ علماء کا میں نہیں کہہ سکتا، دُرود شریف میں ویسے بھی برکت ہے کہ اس سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ نمازِ فرض کے بعد باآوازِ بُلند درود شریف پڑھنے سے بعد میں نماز کے لیے آنے والوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے تو حج کے ایام میں فرض نمازوں کے بعد باآوازِ بلند تکبیریں پڑھنے کی نظیر موجود ہے ویسے بھی اکثر مسجدوں میں فجر کی نماز کے بعد بالعموم لاؤڈ سپیکر پر تقریریں ہوتی ہیں۔

آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ جو اصحاب خود حضور کی شان میں گُستاخی کے مُرتکب نہیں ہوئے ان کے بارے میں حسنِ ظن سے کام لینا چاہیئے اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔

راقم الحروف کی اپیل علماء سے زیادہ عوام سے ہے، علماء کے ذہن سالہا سال تک مکتبِ فکر کے سانچوں میں پڑے رہنے کے باعث متحجر ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

ان کے لیے دوسروں کا نقطۂ نگاہ سمجھنا بہت مشکل ہے
البتہ عوام میں سے دینی سوجھ بوجھ رکھنے والا پڑھا لکھا
طبقہ چاہے تو ان ٹھوس تجاویز کی روشنی میں تینوں مکاتب
فکر کو قریب لا سکتا ہے۔" [1]

فاضل بریلوی برصغیر کے نامور فقیہ عبقری عالمِ دین اور جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاسبان تھے ان کے ساتھ ساتھ وہ برصغیر کی واضح مسلم اکثریت کے مسلمہ پیشوا اور قائد تھے اس لیے ان کے بارے میں عامیانہ زبان اور سوقیانہ طرزِ کلام ترک کر دیا جائے اختلافات کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ان کی عظیم علمی شخصیت کا احترام بھی چھوڑ دیں۔ ان کے متعلق رائے زنی کرنے والے بیشتر علماء کے پاس اتنا علم بھی نہیں جسے وہ پیمانہ بنا کر فاضل بریلوی کا علم و فضل ماپ سکیں اس کے علاوہ تبلیغ دین کا منفی انداز چھوڑ کر مثبت طریقہ اختیار کیا جائے، شدت، درشتی، بدمزاجی اور کفر و شرک کے فتووں کو تبلیغ کی اساس بنانے کی بجائے محبت، نرمی، ایک دوسرے کے احترام اور آشتی کو مدارِ تبلیغ بنا کر ہم زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر انفرادی یا اجتماعی طور پر کچھ لوگ اور ادارے بعض غیر شرعی امور میں مبتلا ہیں تو ان کی ذمہ داری یا الزام فاضل بریلوی کے کھاتے میں ڈالنے کی بجائے انہی لوگوں پر ڈالا جائے جو ایسی باتوں کا ارتکاب کر رہے ہیں، ذمہ دار اور سنجیدہ سنی علماء کا فرض ہے کہ وہ بھی ایسے لوگوں سے اعلانیہ برأت کا اظہار کریں، ہر مولوی اور خانقاہ نشین علم و فضل میں نہ احمد رضا ہے اور نہ اسے یہ اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ نئے نئے مسائل پیدا کر کے مسلک اہل سنت کی بدنامی و سبکی کا باعث بنے، ہر معاملے میں مدار و معیار صرف اور صرف کتاب و سنت کو بنایا جائے ہر چھوٹی بڑی شخصیت کو اسی واحد کسوٹی پر پرکھا جائے، ہماری گذارش

---

[1]:۔ مضمون بعنوان چند تجاویز، از میاں عبدالرشید: روزنامہ نوائے وقت: ۱۷ جنوری ۱۹۶۷ء

Marfat.com

صرف اس قدر ہے کہ فاضل بریلوی اپنے علم و فضل اور عمل و عقیدے کے اعتبار سے کتاب و سُنّت کے بہت بڑے عاشق، شیدائی اور عامل تھے ہم نہ شخصیت پرست ہیں اور نہ حق کو شخصیات میں منحصر ماننے کے غیر شرعی اصول کے قائل، ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم صرف اس مظلوم اور گُشتہ اغیار شخصیت کے بارے میں اہلِ علم سے انصاف و دیانت کے طلبگار ہیں جس نے پوری زندگی کتاب و سنت کی حفاظت اور نشر و اشاعت میں گزاری ضعیف الاعتقاد بے عمل متصوفین، جہلا اور عوام کی کم علمی سے فائدہ اُٹھا کر پیری مُریدی کی دکانیں چمکانے والے غیر متشرع لوگوں کا سہارا لے کر برصغیر کی اس عبقری شخصیت کو بدنام کرنے کا چڑا ناحر بہ اور کاروبار اب ختم ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

علمی مقام۔ تجدیدی کارنامہ

بڑے لوگوں کے ساتھ یہ حادثہ اکثر گزرا ہے کہ ان کے معتقدین اور متوسلین نے اپنے ممدوح کا تعارف کراتے ہوئے ان کے وقیع کام کو تو چنداں اہمیت نہ دی البتہ ضمنی قسم کے معمولات و مشاغل پر اس قدر زور دیا کہ یہی چیزیں ان کا طرۂ امتیاز بن کر رہ گئیں۔ چنانچہ ہوا یہ کہ ایک تاریخ ساز شخصیت زندگی بھر اپنے ذوق کے مطابق جس کام کو سرمایۂ حیات سمجھتی رہی اور حیات مستعار کا ہر ہر لمحہ اس کی تکمیل میں صرف کرتی رہی جب اپنا کام ختم کر کے اس جہان سے رخصت ہوئی تو یاران سرِ پل نے اپنی نادانیوں یا غیروں کی ریشہ دوانیوں کے زیر اثر اس کام کو تو پس پشت ڈال دیا مگر وہ باتیں جو ان کی افتادِ طبع سے میل کھاتی تھیں لیکن اس شخصیت کے ہاں محض برسبیل تذکرہ ہی آگئیں تھیں بڑھا چڑھا کر پیش کرتے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس شخصیت کے اصل مقام و مرتبے کے تعین میں الجھنیں پیدا ہو گئیں۔

یہی حادثہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں کے ساتھ بھی گزرا۔ بقول علامہ اقبال ؎

مرا یاراں غزل خوانے شمردند

فاضل بریلوی کو شاعر، منجم یا زیادہ سے زیادہ ایک غصہ ور، فتویٰ باز مولوی کے روپ میں پیش کرنے کی ایسی رسم چلی کہ بس چلی جا رہی ہے۔

اگر فاضل بریلوی کے مخالفین انہیں صرف درشت مزاج عالم اور بات بات پر کفر کے فتوے دینے والے غیر محتاط مفتی کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں تو خود فاضل بریلوی کے معتقدین و متوسلین بھی عجیب الجھن میں گرفتار ہیں وہ آج تک اس بات کا تعین کرنے میں ناکام رہے

Marfat.com

ہیں کہ علمی دنیا میں فاضل بریلوی کا اصل مقام و مرتبہ کیا ہے؟ بنیادی طور پر وہ کیا ہیں؟ یہ ضروری نہیں کہ ایک شخص صرف ایک ہی خوبی کا مالک ہو ہمارے بیشتر اسلاف اپنی اپنی ذات میں اداروں کی طرح متنوع علوم و فنون میں حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو گزرے ہیں مگر ہر شخص فطری طور پر کسی مخصوص کام کے لیے پیدا ہوتا ہے اس کام کی انجام دہی کے لیے قدرت اس کے دل و دماغ میں پوری فیاضی سے وہ صلاحتیں ودلیعت کرتی ہے۔ جو اس کام کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ اس فطری استعداد اور جوہر کے علاوہ اس میں بے شمار دوسری خوبیاں اور کمالات ہوتے ہیں مگر ان کی حیثیت ثانوی ہوا کرتی ہے دُنیا کی ان گنت ضروریات حاجات اور تقاضوں کو پورا کرنے اور انہیں بخوبی چلانے کے لیے یہ تقسیم ضروری ہے گویا یہ ایک ایسا فطری سسٹم ہے جو نظام عالم میں ازل سے کارفرما ہے ۶

ہر کسے را بہر کارے ساختند

ہم یہ بات مانتے ہیں کہ کچھ لوگوں میں قدرت متنوع کمالات اور گوناگوں فضائل اس فیاضی سے ودلیعت کرتی ہے کہ ایک عام آدمی کے لیے ان میں تمیز کرنا یا کسی خوبی اور کمال کو دوسری خوبی پر ترجیح دینا بہت مشکل ہو جاتا ہے اگرچہ ایسے لوگ خال خال ہوتے ہیں تاہم وہ قاعدہ پھر بھی اپنی جگہ مُسلم اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ایسی شخصیات کا اصل میدان ایک ہی ہوتا ہے۔

بلاشبہ فاضل بریلوی کا شمار ملتِ اسلامیہ کے انہی اعاظم رجال میں ہوتا ہے جو مختلف اور متنوع کمالات اور فضائل میں حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو گزرے ہیں، اگر فاضل بریلوی کی شخصیت کو مجموعی طور پر دیکھنے کی بجائے کسی ایک حیثیت میں دیکھا جائے تو وہ یقیناً اس حیثیت کے اعتبار سے سرفہرست نظر آتے ہیں تاہم ان کے اصل میدان، کام اور مُقام کا تعین کرنا چنداں دشوار نہیں۔ ہمارے نزدیک جب تک کسی شخصیت کے اصل علمی کارنامے اور اس کے بُنیادی میدان کا تعین نہ کیا جاتے اس کی زندگی اور کارنامے کو سمجھنا بے حد

Marfat.com

دشوار ہے۔

یوں تو اسلام علم وفن کے ہر شعبے کی حوصلہ افزائی اور اس کی تعمیر وترقی کا داعی ہے۔ لیکن ایسے علوم کی نسبتاً وہ زیادہ آبیاری کرتا ہے جن کا تعلق انسان کے فکر و عمل سے ہے چونکہ فکر و عمل کے اثرات انسان کی اجتماعی وانفرادی زندگی پر بہت گہرے ہوتے ہیں اور وہ انسانی زندگی کے باقی گوشوں پر پوری طرح محیط ہیں اس لیے اسلام ایسے علوم کو بطور خاص اہمیت دیتا ہے اسلامی علوم میں فقہ ایک ایسا علم ہے جس کا تعلق انسانی زندگی کے ہر زاویے سے ہے تمدنی زندگی کی بڑھتی ہوئی رفتار میں نو پیش آمدہ مسائل اور ان کا حل جدید دنیا میں انسانی زندگی کی راہوں کا تعین ایسے بنیادی مسائل ہیں جن کا تعلق فقہ سے ہے۔

آج مفتی فقیہ اور فقہ کے الفاظ سے ہمارے ذہنوں میں جو تصور ابھرتا ہے وہ ان الفاظ کے اصل معنی اور مفہوم کی انتہائی بگڑی ہوئی، مسخ شدہ اور بھونڈی صورت ہے۔ ان الفاظ کا یہ توہین آمیز اور انتہائی معمولی درجہ برصغیر میں انگریز بہادر کا مرہون منت ہے آج اعلیٰ عدالتوں کے چیف جسٹس یا جسٹس کے الفاظ سے ہمارے اذہان میں جو پر وقار تصور ابھرتا ہے اسلامی سوسائٹی میں فقیہ مفتی اور قاضی کے الفاظ میں بعینہ وہی اعزاز، وقار اور رعب موجود ہے صرف الفاظ میں ہی نہیں بلکہ واقع میں یہ الفاظ اپنے معنی سمیت اسلامی سوسائٹی میں وہی مقام رکھتے ہیں جو اس سوسائٹی میں ججوں کے لیے موجود ہے۔

قانون کی تشریح کرنا، اصولوں کی روشنی میں قانون بنانا، قانون پر عمل کرانا، زندگی سے متعلق تمام مسائل کے بارے میں عدل و انصاف کو قائم رکھنا۔ عدل و انصاف کے نفاذ کے لیے عملی تدابیر اختیار کرنا اور ممکنہ اقدامات اٹھانا یہ ایسے بنیادی امور ہیں جو کسی بھی معاشرے کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی سوسائٹی میں یہ امور انہی لوگوں کے سپرد ہیں جنہیں ہم آج مفتی، فقیہ اور قاضی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ہمیں یہ بات تسلیم ہے کہ ان الفاظ کے حاملین میں سے اکثر لوگوں میں ان ذمہ داریوں

Marfat.com

کو نبھانے یا مطلوبہ معیار علم وفضل پر پورا اُترنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ مگر خیال رہے کہ یہ سب کچھ انگریز بہادر کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوا ہے چونکہ عملی طور پر یہ لوگ میدان میں نہیں ہیں اس لیے انحطاط اور تنزل ایک فطری امر ہے تاریخی عمل کو دیکھا جائے تو آج مفتی فقیہ اور قاضی کے نام سے یہی جو لوگ نظر آتے ہیں یہ بھی نہیں ہونے چاہئیں تھے اور یہی سوچ کر انگریز نے انہیں عضو معطل بنا دیا، مگر صد آفرین ہے اس قوم پر کہ اپنا جلیل الشان منصب چھن جانے کے باوجود وہ روکھی سوکھی کھا کر ابھی تک دینی فریضے کے طور پر ان ذمہ داریوں کو بدستور نبھا رہی ہے اور اس نے انگریز کی اسکیم کو بالکل فیل کر دیا ہے۔ اب یہ تو فرض تھا مسلمان قوم کا کہ وہ انگریزی سامراج کے تسلط سے نجات حاصل کرنے کے بعد اپنے فکر وعقیدے کے مطابق ان لوگوں کو یہ عظیم الشان منصب سپرد کرتی جو اسلامی اصولوں کی روشنی میں اس کے لیے راہیں متعین کرتے۔

اس منصب کے لیے مطلوبہ قابلیت کے لوگوں کا فقدان ہے کلی طور پر ہمیں یہ بات تسلیم نہیں ہے اسلام کا یہ معجزہ ہے کہ اس نے اپنے انتہائی انحطاط اور کمزوری کے دور میں بھی ایسے ایسے اعاظم رجال پیدا کیے ہیں جنہوں نے اسلامی شعبہ اجتہاد وقانون کو نئی آب وتاب اور زندگی بخشی ہے

ہماری اس مختصر توضیح کے بعد یہ بات محتاج بیان نہیں رہی کہ ایک فقیہ کی اصل ذمہ داری کیا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ جب اس کی ذمہ داری اس قدر عظیم اور وزنی ہے تو اس کے لیے خود کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیئے خود بخود سمجھ میں آجاتا ہے ایک فقیہ کے لیے گوناگوں علوم وفنون میں مہارت اصابت رائے، حریت فکر، وسیع النظری عمیق فکری، استحضار، قوت استدلال، جدید وقدیم مسائل کے ادراک اور ذاتی طور پر اعلیٰ اخلاق وکردار کا مالک ہونا ایسی خصوصیات ہیں جن سے کسی صورت میں صرف نظر نہیں کی جا سکتی۔ ایک فقیہ کبھی فقیہ کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک اسے قرآن، حدیث، مختلف مذاہب ومسالک

Marfat.com

تاریخ، فقہی کام اور اپنے زمانے کے مسائل کا پورے طور پر ادراک نہ ہو۔

قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیادیں قائم کر دی ہیں ان کی روشنی میں مجتہدانہ غور وفکر اور بصیرت کے ذریعے مسائل کا قابل عمل حل پیش کرنا معمولی ذمہ داری نہیں ہے۔

اس پس منظر میں جب ہم دیکھتے ہیں تو فاضل بریلوی وسیع معنی میں ہمیں ایک بلند پایہ فقیہ اور مفتی نظر آتے ہیں جن میں متنوع علوم وفنون میں حیرت انگیز ماہرانہ صلاحیت تفقہ، تدبر، اصابت رائے اور ذاتی بلند اخلاق و کردار کی شان پوری آب وتاب سے جھلک رہی ہے سب سے پہلے فاضل بریلوی عالم اسلام کے انتہائی قابل قدر اور گرامی منزلت فقیہ ہیں اور اس کے بعد کچھ اور! یہ درست ہے کہ انھوں نے پچاس مختلف علوم وفنون میں سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ یہ بات بھی ناقابل انکار ہے کہ آج فاضل بریلوی کی بیشتر کتابوں کو سمجھنے والے لوگ بھی موجود نہیں ہیں۔ تاہم ان کا علمی کارنامہ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق غور وفکر تحقیق وتجسس اور ناقدانہ اظہار خیال کے بعد اپنی مدلل رائے پر مشتمل وہ ہزارہا صفحات ہیں جنہیں ہم فقہ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔

فاضل بریلوی کی فقہی بصیرت کو اپنے پرائے سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس آخری دور میں جو تحقیق وتدقیق اور گہرائی وگیرائی فاضل بریلوی کے ہاں نظر آتی ہے۔ اس کی نظیر دور دور تک نظر نہیں آتی، ان کے ہاں جو علمی طنطنہ وآہنگ آورد کے مقابلے میں آمد اور جوش وخروش نظر آتا ہے، وہ مسلمانوں کے عظیم فقہا حضرت "امام ابوحنیفہ"، "امام شافعی"، "امام احمد بن حنبل" اور "امام مالک" کا پرتو اور عکس ہے کہ ع

آخر بادل نسبتے دارد

کوئی شک نہیں کہ فاضل بریلوی، بلند پایہ مفسر، نامور محدث، معروف ریاضی دان، ماہر علوم جفر ونجوم اور اعلیٰ درجے کے نعت گو شاعر ہیں، مگر ان کی یہ تمام خوبیاں دوسرے

Marfat.com

نمبر پر آتی ہیں۔ بنیادی طور پر وہ ایک ایسے فقیہ ہیں جنہوں نے زندگی سے متعلق تمام مسائل کے بارے میں اجتہادی شان سے بحثیں اٹھائی ہیں۔ جہاں ان کے قلم سے بعض معاصرین کے خلاف فتوے نکلے ہیں انہیں بھی اسی تناظر میں دیکھا جائے کہ ایک بلند مرتبہ فقیہ اور تجدیدی مقام کا حامل بزرگ افتا و قضا کی مسند پر فائز ہے اور وہ لوگوں کی ہمہ جہت اصلاح کے کام میں مشغول ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اعتقادیات یا تقدیس رسالت سے متعلق اہم فرو گزاشتوں سے صرف نظر کر لے یا ان سے سرسری طور پر گزر جائے، ایک روایتی خطیب اور عالم سے تو یہ بات ممکن ہے لیکن مسندِ افتا و قضا کے بلند پایہ صدر نشین سے یہ بات کیونکر متوقع ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مخالفین کو بھی اس بات کا اعتراف کرنا پڑا کہ جن عبارات کو انھوں نے گستاخانہ یا کفریہ سمجھا ان پر وہ اگر فتوی جاری نہ کرتے تو یہ شریعت میں اغماض کی ایک ایسی مثال ہوتی جو علمائے حق کی سنّت متوارثہ کے سراسر خلاف ہے۔

فاضل بریلوی کا فتاویٰ رضویہ جہازی سائز کی بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے ہر جلد کئی ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ فقہ اسلامی پر یہ فاضل بریلوی کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جو ان کی دقیقہ سنجی، ژرف نگاہی اور بلند علمی مرتبے کی دستاویزی شہادت ہے اس کے علاوہ شامی پر تعلیقات اور دیگر سینکڑوں رسائل اور کتابیں موجود ہیں۔ فاضل بریلوی کے اس کام کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ انسائیکلوپیڈیا طرز کی ان عظیم الشان کتابوں کی ترتیب و تسوید شخص واحد کے قلم سے ہوئی ہے ان کتابوں میں ہزاروں کتابوں کے حوالہ جات ان پر تنقیدی تعریفی تبصرے اور آخر میں اپنی مدلل جچی تلی رائے ایسا زبردست علمی کارنامہ ہے جو اس دور میں اداروں سے بھی متوقع نہیں ہے۔

فاضل بریلوی کے اس علمی اور فقہی مزاج اور ان کی تربیت کا اثر تھا کہ ان کے تلامذہ نے بہار شریعت اور صحیح بہاری ایسی جامع نادر اور بیش بہا تصانیف دنیائے اسلام کے سامنے پیش کیں۔

Marfat.com

انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ فاضل بریلوی نے فقہ اسلامی کے جس مہتم بالشان کام کا آغاز کیا تھا ان کے اخلاف اس مشکل پسندی ہیں ان کا ساتھ نہ دے سکے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ کام انتہائی محنت، دقّت نظرف نگاہی، مجتہدانہ بصیرت اور جان کھپا دینے کا متقاضی تھا۔ آسان پسند اخلاف نے فاضل بریلوی کی جذبِ محبت میں ڈوبی ہوئی نعتوں کی تو خوب نشر و اشاعت کی مگر ان سے اتنا بھی نہیں ہو سکا کہ وہ صرف فاضل بریلوی کے تحقیقی کام کو منظرِ عام پر لے آتے۔ فاضل بریلوی کے علم و فضل کی گردان تو یہ حضرات برابر کرتے رہے مگر نہ ان کے علمی و تحقیقی کام سے دُنیا کو روشناس کرا سکے نہ خود ان کے لیے نعم الخلف لنعم السلف ثابت ہو سکے (الا ماشاء اللہ)

وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا، اغیار کے منفی پروپیگنڈے اور مدافعانہ طرزِ عمل نے فاضل بریلوی کے وقیع علمی کام پر دبیز تہ چڑھا دی اور یوں ان کی شخصیت صرف ایک شاعر اور روایتی مُفتی کے معمولی مقام پر لاکھڑی کی گئی۔ وہی فاضل بریلوی جنہیں علامہ اقبال مرحوم ایسے دیدہ ور مُفکّر نے ہندوستان کا جیّد، طباع اور ذہین فقیہ قرار دیا تھا۔ اغیار کی ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی سہل انگاری کی نذر ہو کر رہ گیا۔

میں اس مقام پر فاضل بریلوی کے علمی جانشینوں اور معتقدین سے یہ گزارش کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ سب سے پہلے فاضل بریلوی کی اصل علمی حیثیت اور مقام کا تعین کریں اس کے بعد اسے بنیاد بنا کر علمی کام کا آغاز کریں۔

اختلافی عبارات اور مسائل پر فاضل بریلوی اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ ان کے بعد بھی اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اگر فاضل بریلوی کے بعد اس موضوع پر اور کچھ نہ لکھا جائے تب بھی ان کے فتوے، تحریریں، علمی گرفتیں اس وقت تک کافی و شافی ہیں۔ جب تک ان عبارات کا قابلِ عمل تصفیہ نہیں ہو جاتا۔ راقم السطور کا مشورہ ہے کہ اس موضوع کو جس مدلل طریقے پر خود فاضل بریلوی نے پیش کیا ہے اس سے بہتر ممکن نہیں ہے۔

Marfat.com

لہٰذا اب بلاوجہ فاضل بریلوی کے کام پر غیر ضروری اختلافات کے موضوع کے ساتھ بے انصافی نہ کی جائے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر فاضل بریلوی کے کام پر اکتفا کرتے ہوئے دورِ حاضر کے جدید مسائل کا رُخ کیا جائے۔ اس وقت جتنی تیزی سے دنیا میں احیائے اسلام کی تحریکیں اٹھ رہی ہیں اسی تیزی کے ساتھ اسلام کو جدید دُنیا کے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان مسائل کو کتاب و سُنّت کی روشنی میں حل کرنا بھی تو آخر جدید فقہا ہی کا کام ہے۔ یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ فاضل بریلوی کے زندگی کے اس حصّے کو تو ہم لائق اتباع اور قابل تقلید قرار دیں جو انہیں ایک دینی فریضے کے طور پر بامر مجبوری گزارنا پڑا مگر ان کی زندگی کے باقی حصّے کو چھوکر بھی نہ دیکھیں جسے دراصل انھوں نے ہمارے لیے نمونے اور مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

ہمارے نزدیک فاضل بریلوی کا دوسرا بڑا تجدیدی کارنامہ تحریک عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید ہے وہ صحیح معنوں میں عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور انہوں نے پوری زندگی اسی پاکیزہ مشن کی نشر و اشاعت میں گزاری۔

ہم کسی انسان کو غلطیوں سے پاک نہیں سمجھتے معصوم صرف انبیائے کرام کی جماعت ہے تاہم یہ دھرتی ان لوگوں سے کبھی خالی نہیں رہی جن کی زندگی میں مجموعی طور پر خیر بھلائی پاکیزگی اور اسلامی علوم کی نشر و اشاعت کی لگن غالب رہی ہے۔ فاضل بریلوی نے اکیس سال کی عمر سے وصال تک پوری زندگی علوم دینیہ کی نشر و اشاعت اور دعوتِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی کی حیثیت سے گزاری۔ آپ کی زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پوری زندگی اسی دھن میں گزاری کہ وہ کونسا ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے دعوتِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلایا جا سکتا ہے ؏

"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

Marfat.com

حدیثِ دل

برِصغیر میں اسلام کی اشاعت کا بیشتر کام مشائخ صوفیاء ہی نے سرانجام دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس خطے کے لوگوں کے دلوں میں مشائخ کی والہانہ عقیدت پائی جاتی ہے، اس گروہِ اصفیاء نے عام آدمی کی زندگی اور بود و باش اختیار کر کے اپنی دعوت میں عمومیت پیدا کی، انہوں نے عام آدمی کے دُکھ، سُکھ، رنج و راحت اور خوشی و غم میں اپنے آپ کو برابر کا حصہ دار بنا کر اور انہی کی زبان میں گفتگو کر کے وہ اثر پیدا کیا جسے صدیوں کے انقلابات بھی دھندلا نہ سکے۔

ان خانقاہوں میں ایک آدمی کو خدا ترس، خدمت گزار، رضا کار اور انسانیت کا حقیقی اور سچا خادم بنانے کی جو تربیت دی جاتی تھی اس نے بعد میں برِصغیر کے تہذیبی و سماجی حالات اور اقدار پر گہرے اثرات ڈالے، یہ ڈھانچہ ایک عرصۂ دراز تک اپنی انہی بنیادوں پر استوار رہا جن پر اسے تعمیر کیا گیا تھا، پھر اس میں آہستہ آہستہ تبدیلیاں رونما ہونے لگیں تو خود اسی طبقے کے اہلِ فکر و نظر بزرگوں نے اس کی اصلاح کی تجدیدی کوششیں کیں۔ یہ مساعی درآمد شدہ نظریات کی بنا پر جارحانہ، تنقیدی اور براہِ راست تصادم کی پالیسی پر مبنی نہ تھیں بلکہ تعمیری اور مثبت انداز کی مصلحانہ کوششیں تھیں جو بڑی حد تک کامیاب ہوئیں، اخیر دور میں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

Marfat.com

کی ساری جدوجہد اسی نوعیت کی ہے، اس دور کے خاتمے پر سہل انگاری،
عیش کوشی، تن آسانی اور شریعت وسنت کے بارے میں نسبتاً سرد مہری اور
بے پروائی کی فضا عام ہو گئی اور دوسری طرف انگریزی سامراج کی مضبوط گرفت
نے صدیوں پرانا مسلمانوں کا تہذیبی ڈھانچہ ہلا کر رکھ دیا بالخصوص دینی و دنیوی
تعلیم کی تفریق نے دینی سرچشموں یعنی خانقاہوں پر ایک ایسے طبقے کو لابٹھایا،
جس کی اکثریت ان بزرگوں کے دینی و روحانی ورثے کی امین تھی اور نہ ان کے
علم وفضل کی اور نہ ہی اس میں مسلمانوں کے اس قدیم تہذیبی ڈھانچے کی حفاظت
ونگرانی کی صلاحیت واہلیت تھی گویا ع

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

اس صورتِ حال سے جو سب سے زیادہ نقصان پہنچا وہ یہ تھا کہ ان
مشائخ اور بزرگوں کی تعلیمات، معمولات اور اندازِ تبلیغ وتربیت کا شروع سے
جو ایک معمولی سا مخالف گروہ چلا آرہا تھا اور کسی طرح اس کا چراغ نہیں جل رہا تھا، خانقاہی
نظام اور اس کے طریقِ کار میں کھل کر مین میخ نکالنے اور اس پر تنقید کرنے لگا،
اگرچہ آگے مجبور ہو کر خود اس نے بھی یہی راستہ اختیار کیا مگر اس نے اس صورت
حال سے اپنے لئے تقویت کا سامان حاصل کر لیا۔

ان چند ایک خرابیوں کی آڑ لے کر جنہیں خود صوفیاء اور مشائخِ کرام
کے ذمہ دار حلقوں سے بھی کبھی سندِ تحسین نہیں ملی، زبردست شور مچایا گیا اور
غلغلہ برپا کیا گیا، گویا پورا برصغیر کفر وشرک کی لپیٹ میں آگیا ہے، معاذاللہ!
خانقاہیں بدعت کدہ بن کر رہ گئی ہیں، ہر قبر کے سامنے سجدے ہو رہے ہیں، طواف
ہو رہے ہیں، غیر اللہ کو مستقل حاجت روا سمجھ کر مرادیں مانگی جارہی اور نہ جانے
کیا کیا کچھ ہو رہا ہے حالانکہ یہ سب کچھ صرف وقتی فائدہ حاصل کرنے اور فقط

Marfat.com

اپنے مخالفین کو بدنام کرنے کا ایک حربہ تھا، حقائق سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔ آخری دور میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ اور سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز بلا اختلاف سلف صالحین کے مسلک اور علم و فضل کے امین و وارث تھے مگر آپ دیکھئے ان حضرات کا وہی مسلک ہے جو شروع سے ہندوستان میں دوسرے تمام مشائخ اور بزرگوں کا رہا ہے، ان حضرات کے ہاں آپ کو شرک و بدعت کا وہ غلغلہ اور ہوّا نظر نہیں آئے گا جو صرف تیس چالیس سال بعد آپ کو شاہ محمد اسمٰعیل کے ہاں عام مل جاتا ہے۔ اس تحریک سے دراصل ایک متوازی قیادت ابھارنے کی کوشش کی جارہی تھی تاکہ اس مشن کو ناکام کیا جاسکے جو خانقاہی نظام کے ذریعے برسرِ میدان ہے۔

زمانۂ رسالت سے بُعد، انگریزی سامراج کی گرفت اور تعلیم و تربیت کی کمی کی وجہ سے یہ نظام کمزور تو پہلے ہی ہو رہا تھا مگر اس سے براہِ راست تصادم اور مڈبھیڑ کی یہ کوشش اس کے وقار میں خاصی کمی کا باعث بنی، اپنی سیادت کے جنون، قیادت کے شوق اور اجنبی دادپرے نظریات کی نشر و اشاعت کی لگن میں یہ سب کچھ کیا گیا مگر اس سے جو ذہنی طوائف الملوکی اور اعتقادی و عملی لحاظ سے جو انتشار پیدا ہوا اور تبلیغِ دین کے موثر نہ سہی کمزور ذریعے کو متبادل نظام لائے بغیر ختم کرنے کی کوشش کی گئی، اس کے نقصانات کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔ ان چند آدمیوں کے اعداد و شمار سے خوشیوں اور مسرتوں کے جشن منائے گئے، جو ذہناً ہمنوا بن گئے اور اس سے دوچند زیادہ حضرات پر ماتم تو درکنار افسوس تک نہ کیا گیا، جو اس صورتِ حال سے بددل ہو کر خود دینِ اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے اور طرفگی یہ کہ اس کا نام رکھا گیا توحید!

مشائخ صوفیاء صحیح معنوں میں نباضِ ملت تھے، انہوں نے برِ صغیر میں

Marfat.com

اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں جس حکیمانہ ژرف نگاہی اور وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کیا اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھرپور مادی وسائل، ذرائع ابلاغ اور دیگر سہولتوں کے باوصف تبلیغ اسلام کے میدان میں ہم ان کے عشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکے، انہوں نے برّصغیر کی تہذیبی اور سماجی اقدار کو براہِ راست چیلنج کرنے کی بجائے بتدریج تبدیل کیا بلکہ ان میں سے بعض کو خود ذریعہ بنایا، یہی وجہ ہے کہ ان صوفیاء کا پیغام برّصغیر کی غیر مسلم اقوام کے لئے بھی وحشت، نفرت اور اجنبیت کا باعث نہیں ہے بلکہ ایسی تمام اقوام آج بھی ان مشائخ کے ساتھ یک گونہ عقیدت رکھتی ہیں۔

اس خطے میں بے چینی اور ذہنی کرب کی فضا اس وقت سے پیدا ہوئی ہے جب سے یہاں صوفیاء کے پیغام سے الگ، یہاں کے تہذیبی، سماجی حالات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے دفعۃً اسلام کی ایک نئی تعبیر و تشریح لوگوں کے سامنے پیش کی گئی اور اس پر اصرار کیا گیا کہ اصل دین یہی ہے، اس پر دوسری طرف سے سارے برّصغیر کے مشائخ صوفیاء، علماء اور بزرگانِ دین یہاں تک کہ خود شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی کے خاندان کے معمولات، معتقدات اور کردار و عمل کو پیش کیا گیا تو اس کا ایک ہی جواب دیا گیا اور اسے آج تک دہرایا جا رہا ہے کہ ہمیں کسی کے قول و فعل سے کچھ واسطہ نہیں، ہم براہِ راست کتاب و سنت پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔

اپنی حد تک بات درست تھی مگر اس کا کیا کیا جائے کہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا کے مطابق ہر دور میں ہر گمراہ فرقے نے یہی آواز بلند کی ہے اور آج بھی قادیانی، منکرینِ سنت، تجدد پسند، اباحت پسند بالکل انہی الفاظ میں اپنے عزائم مذمومہ پروان چڑھا رہے ہیں، اگر کتاب کو حاملِ کتاب سے الگ کر دیا جائے اور حاملِ کتاب کے اسوۂ حسنہ سے صحابہ کرام اور خیارِ امت کا تعامل

منہا کر دیا جائے تو پھر ہر مسلک و مکتب اور فکر و عقیدے کی گنجائش نکل سکتی ہے اور تمام گمراہ فرقوں نے یہی راستہ اختیار کر کے ہی اپنے عقائد کی بنیادیں استوار کی ہیں اور بھولے بھالے لوگوں کو گمراہ کرنے کے طریقے نکالے ہیں۔ ایک کھلی اور سیدھی بات ہے کہ پہلی صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری کے اواخر تک برصغیر میں اسلام کو کسی نے صحیح سمجھا اور نہ اس پر عمل کیا اور یہ فہم و عمل شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے زیرِ اثر چلنے والی تحریک کے نتیجے میں ظہور میں آیا تو یہ ایک ایسا ہولناک اور جگر پاش فیصلہ ہے جسے کوئی ہوش مند آدمی قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا، رہا یہ امر کہ قدیم ہندوستان کے لوگ کس عقیدہ و خیال کے تھے تو اس میں زیادہ تفحص و تجسس کی ضرورت نہیں۔

برِصغیر کے مسلم عوام کی غالب اور واضح اکثریت ان اوپر سے نظریات و معمولات کے حامل افراد کو آج بھی اپنا دشمن سمجھتی ہے اور علامت کے طور پر لفظِ وہابی ان کے ہاں بطور گالی مستعمل ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم کی کمی ہے، جہالت ہے وغیرہ وغیرہ مگر میں کہتا ہوں کہ یہی جواب الٹا دیا جائے کہ آخر اس قدر جمِ غفیر جس کی اکثریت کے پاس نہ دینی علم ہے اور نہ مطالعہ، کیوں اور کس طرح اپنے ایک مضبوط موقف پر قائم ہے؟ تعلیم کی روز افزوں ترقی، بیداری، رسل و رسائل کے ذرائع تو انہیں متاثر نہیں کر سکے تو آخر وہ کونسی قوت اور ذریعہ ہے جس نے ان کے دلوں میں اس وسعت اور پختگی کے ساتھ یہ چیزیں راسخ کر دی ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ قدیم بزرگوں، مشائخ اور آباء و اجداد سے وہ اسی طریق متوارث پر چل رہے ہیں جس پر اب ہیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ کہہ دیں کہ یہ بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا کا مظاہرہ ہے مگر میں پھر وہی بات کہوں گا کہ کافروں کے بارے میں تو یہ بات درست ہے

Marfat.com

مگر ایک ایسا مسلم علاقہ جہاں اسلام پہلی صدی ہجری میں پہنچ گیا، جہاں قدم قدم پر مساجد کے مینار اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور تقدیس کا اعلان کر رہے ہیں، جہاں دن میں پانچ وقت کروڑوں لوگ اللہ کے حضور سر بسجود ہیں جہاں سے روزِ اول سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں زائرین بیت اللہ اور روضۂ رسول کی زیارت کو جاتے ہیں۔ توحید سے بیگانہ اسلام کی حقیقت سے ناآشنا اور دین کی روح سے بے بہرہ تھا اور اسے اب نئے سرے سے دین کی حقیقی روح سے آگاہ کرنے کی تحریک چلانے کی ضرورت پڑ گئی تھی، تو اس نظریے میں جو معقولیت ہے اس کی داد میں قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

برِّصغیر کے مسلمانوں کے مشرب و مسلک کے بارے میں جناب سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں :-

> "شاہ صاحب کے بعد یہ رنگ اور نکھر گیا، مولانا شاہ اسحٰق صاحب، مولانا شاہ عبدالغنی صاحب، مولانا شاہ اسمٰعیل صاحب اور مولانا عبدالحی صاحب دہلوی نے ردِّ بدعت اور توحیدِ خالص کی اشاعت میں جو جدّ و جہد فرمائی اس نے دلوں میں سنت کی پیروی کا عقیدہ راسخ کر دیا، ان کے شاگردوں میں یہ دونوں رنگ الگ الگ ہو گئے، شاہ اسحاق صاحب کے نامور شاگردوں میں مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مجددی مہاجر اور مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری ہیں، شاہ عبدالغنی مجددی کے ممتاز شاگرد مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ہیں اور پورب میں مولانا شاہ اسمٰعیل کے شاگرد مولانا سخاوت علی جونپوری وغیرہ ہیں۔"

اس سلسلے میں ردِ بدعت اور توحیدِ خالص کے جذبہ کے ساتھ

Marfat.com

حنفیت کی تقلید کا رنگ نمایاں رہا، مولانا شاہ اسحٰق صاحب کے ایک دوسرے شاگرد مولانا سید نذیر حسین صاحب بہاری دہلوی ہیں اس دوسرے سلسلے میں توحید خالص اور ردّ بدعت کے ساتھ فقہ حنفی کی تقلید کی بجائے براہِ راست کتبِ حدیث سے بقدر فہم استفادہ اور اس کے مطابق عمل کا جذبہ نمایاں ہوا اور اسی سلسلے کا نام اہلِ حدیث ہوا۔

تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل السنۃ کہتا رہا، اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے"۔ ؎۱

جناب سید صاحب کی تاریخ دانی اور مسلمہ علمی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے جملہ "تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا"، کو بار بار پڑھیے۔

جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری مدیر "اہلحدیث" نے ۱۹۳۷ء میں تحریر کیا:۔

"امرتسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے، اسی سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے"۔ ؎۲

شیخ محمد اکرام نے "موجِ کوثر" میں "بریلوی پارٹی" کے عنوان سے جو کچھ لکھا ہے، اگرچہ حقائق سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں اور اغماض وچشم پوشی کی بدترین مثال ہے تاہم یہ فقرہ ان کے قلم سے نکل ہی گیا ہے:۔

؎۱ حیاتِ شبلی از سید سلیمان ندوی : ص ۴۴، ۴۶

؎۲ شمع توحید از مولانا ثناء اللہ امرتسری، مطبوعہ سرگودھا : ص ۴۰

Marfat.com

"انہوں (فاضل بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی" ؎۱

ہندوستان کے معروف محقق مالک رام لکھتے ہیں:۔

"جیسا کہ سب کو معلوم ہے، بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے" ؎۲

قارئین کو تعجب ہوگا کہ فاضل بریلوی کی پیدائش سے پہلے کے علماء اور بزرگوں کے مسلک کو بھی بریلویت کہہ دیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:۔

جماعت اہلحدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام میں یہ اقتباس دینے کے بعد ایک صاحب نے لکھا ہے ۔۔۔۔

شاہ صاحب (شاہ ولی اللہ) کا جو حصہ تصوف سے متعلق ہے اس میں ایسا مواد ملتا ہے جس سے بریلویت کی خاصی تائید ہوتی ہے" ؎۳

انا للہ وانا الیہ راجعون! دیکھا آپ نے؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کس طرح بریلوی بن گئے ہیں؟ آج برِّصغیر میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے علماء، مشائخ اور بزرگ موجود ہیں جن کا فاضل بریلوی سے بظاہر کوئی علمی یا روحانی ناطہ نہیں ہے بایں طور کہ ان کا سلسلۂ طریقت یا سلسلۂ تعلیم و تعلّم فاضل بریلوی تک پہنچتا ہو مگر مسلکِ اہلِ سنت سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ اسی طرح بریلوی بن گئے ہیں جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حالانکہ اہلِ سنت و جماعت کو بریلوی کہنا کسی طرح درست نہیں، اگر آج جماعتِ اسلامی کے افراد کو مودودی پارٹی یا مودودیئے کہنا اور تبلیغی جماعت کو الیاسی جماعت کہنا درست نہیں تو آخر ملک

؎۱ موجِ کوثر، طبع نہم ۱۹۶۶ء : ص ۷۰

؎۲ نذرِ عرشی، مطبوعہ دہلی : ص ۱۳

؎۳ ماہنامہ الرحیم، جنوری ۱۹۶۶ء، شذرات مولانا غلام مصطفٰے ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد سندھ

Marfat.com

کے سوادِ اعظم کو بریلوی کہنا کس منطق کی رُو سے درست ہے؟

تعجب ہے کہ خود اہلِ سنت کے بعض اصحاب کو بھی اس کا احساس نہیں اور وہ بڑے فخر سے اپنے آپ کو بریلوی کہہ کر متعارف کراتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام بریلی یا دیوبند کی سرزمین سے نہیں پھوٹا لہذا اس طرح کی تراکیب و نسبتیں اپنانا عالمانہ نکتہ نظر سے فریقین کے لئے ایک جاہلانہ اقدام ہے۔

برِّ صغیر کی پُرسکون اور خاموش فضا میں گرنے والا پہلا پتھر "تقویۃ الایمان" ہے جس نے علماء، صلحاء اور عوام میں ہلچل مچا دی، اس کی دعوت اجنبی، اس کا فکر نامانوس اور اندازِ بیاں گستاخانہ و جارحانہ تھا، خود مولانا شاہ محمد اسماعیل کا بیان ہے:

"خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولانا نصراللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا، اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحٰق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فریدالدین صاحب مرادآبادی، مومن خاں، عبداللہ خاں علوی (استاذ امام بخش صہبائی و مولانا مملوک علی) بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے، شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی، اگر میں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اس وقت

Marfat.com

میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزمِ جہاد ہے اس لئے میں اس کام سے معذور ہو گیا، میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اُٹھائیگا نہیں اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے، گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے ورنہ اسے چاک کر دیا جاوے، اس پر ایک شخص نے کہا اشاعت تو ضرور ہونا چاہیئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہیئے الخ" ؎۱

چونکہ اس وقت سارا برّصغیر معاذ اللہ مشرک و بدعتی ہو چکا تھا اس لئے تقویۃ الایمان کی تحریک کے انقلابی نتائج مولانا گنگوہی نے یوں بیان فرمائے ہیں:۔

"خاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی تقویۃ الایمان کی نسبت فرماتے تھے کہ اس سے بہت ہی نفع ہوا چنانچہ مولوی اسمٰعیل کی حیات ہی میں دو ڈھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے تھے اور ان کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا"۔ ؎۲

اس وقت متحدہ ہندوستان کے تقریباً بیس کروڑ مسلمانوں میں سے دو ڈھائی لاکھ مسلمان درست ہو گئے تھے، باقی کیا تھے؟ اس فقرے کے تیوروں سے خود اندازہ فرمایئے، اس کے بعد اس امر میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ برصغیر کی پوری مسلم آبادی کو غلط اور گمراہ قرار دے کر اسے از سرِ نو راہِ راست پر لانے کی اسکیم کا سنگِ بنیاد رکھا جا رہا تھا۔

؎۱ ارواحِ ثلاثہ (حکایاتِ علمائے دیوبند) مطبوعہ لاہور، ص ۹۲

؎۲ ایضاً " : ص ۹۲

Marfat.com

انتہائی سادگی سے ان اختلافات کو حضرتِ فاضل بریلوی کے کھاتے میں ڈال کر لوگوں کو ان کے خلاف اکسانے اور خود انہیں بدنام کرنے کی مہم کے پیچھے کوئی معقولیت نہیں ہے، اگر یہ جرم ہے تو اس کا مجرم کوئی ایک فرد نہیں بلکہ برِصغیر کے تمام علماء، صلحاء اور عوام ہیں، مولانا منظور نعمانی رقمطراز ہیں:-

"مسلمانوں کے درمیان ان مسائل (میلاد، قیام، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں، گیارہویں) میں اختلاف تو اس وقت سے ہے جب کہ ابھی دیوبند کا مدرسہ قائم نہ ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خاں صاحب ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس لئے ان مسائل کو دیوبندی، بریلوی اختلاف نہیں کہا جا سکتا، حضرت مولانا معین الدین صاحب اجمیری، مولٰنا عین القضاۃ صاحب علمائے فرنگی محل لکھنؤ، مولانا محمد سجاد صاحب بہاری جیسے بہت سے علمائے کرام اور علمی سلسلوں و خاندانوں کا نام لیا جا سکتا ہے، ان حضرات کا مسلک علمائے دیوبند کے مسلک سے مختلف تھا" لہ

برِصغیر میں مذہبی اختلافات کا نقطۂ آغاز

تاریخی نکتۂ نگاہ سے تقویۃ الایمان کی تحریک ہی وہ نقطۂ آغاز ہے جس نے مذہبی میدان میں مستقل کشمکش، بے چینی، مناظرہ بازی اور رسہ کشی کو جنم دیا، یہ تحریک محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کے زیرِ اثر اور شعوری طور پر اس کی ترجمان تھی، اس میں مشائخ صوفیاء کے ہزار سالہ محبت و شفقت، رأفت و رحمت کے اندازِ تبلیغ سے ہٹ کر پہلی بار شدت، درشتی، سختی اور بد مزاجی کو اساسِ تبلیغ بنایا گیا تھا

لہ فیصلہ کن مناظرہ، مطبوعہ دار الاشاعت، لائل پور، ص ۶

Marfat.com

برِصغیر میں مشائخ کی خدمات، اندازِ تبلیغ، یہاں کے سماجی حالات کا تو ذکر ہی کیا، ہزار سالہ جدوجہد، تاریخ اور تعامل پر لکیر پھیر کر براہِ راست کتاب و سنت کا امین و وارث ہونے کا دعویٰ کر دیا گیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان ہے :-

"واقعہ یہ ہے کہ یہ مباحثہ (مباحثۂ دہلی ۱۲۴۰ھ) بالکل بے نتیجہ تھا کیونکہ فریقین میں صرف مسائل ہی میں نزاع نہ تھی بلکہ اصول و مبادیات میں بھی بونِ شلع تھا، مولانا منور الدین اور ان کی جماعت جابجا استناد و استشہاد، بعض علماء کی کتابوں شاہ عبدالعزیز کے خاندان کے طرزِ عمل اور مختلف مکاتیب و ملفوظات سے کرتے تھے اور اسے دلیل و حجت سمجھتے تھے، مولانا اسمٰعیل صرف قرآن و حدیث سے سند مانگتے تھے۔" لہ

آگے لکھتے ہیں :-

"مولانا منور الدین نے اس مباحثے کا حال خود قلمبند کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تمام دلائل ختم ہو گئے تو ان کی طرف سے یہ دلیل پیش کی گئی کہ شاہ عبدالعزیز پنجشنبہ کو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالرحیم کے مزارات پر جاتے اور توسل و استغاثہ کرتے تھے اور تم لوگ بھی ان کے ساتھ وہاں حاضر ہوتے تھے لیکن مولانا عبدالحی نے جب یہ جواب دیا کہ دلیل قرآن و حدیث سے ہونا چاہیئے نہ کہ زید و عمرو کے افعال سے .... تو مجلس میں شور اٹھا کہ یہ لوگ اپنے استادوں اور بزرگوں سے بھی برگشتہ ہو گئے ہیں۔" کہ

لہ آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، مطبوعہ چٹان پریس، لاہور : ص ۷۹، ۸۰

کہ ایضاً " : ص ۸۰

Marfat.com

صرف یہی نہیں بلکہ اس تحریک کے مقاصد میں یہ بات بھی شامل تھی کہ تقلیدِ ائمہ حرام ہے۔ مسئلے کی حقیقت سے قطع نظر یہ آواز برِّصغیر کے مسلم عوام اور خود خانوادہ شاہ ولی اللہ کے معمولات و معتقدات کے بھی بالکل منافی اور مخالف تھی، ملاحظہ ہو۔

شاہ اسمٰعیل کا رفع یدین اور شاہ عبدالقادر کی تنبیہ

"خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ شاہ اسحٰق صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا تو مولوی محمد علی صاحب و مولوی احمد علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز کے شاگرد تھے اور ان کے کاتب تھے، شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت! مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا ہے اور اس سے مفسدہ پیدا ہوگا آپ ان کو روک دیجئے، شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں تو ضعیف ہوگیا ہوں مجھ سے تو مناظرہ نہیں ہوسکتا، میں اسمٰعیل کو بلائے لیتا ہوں، تم اس سے مناظرہ کرلو، اگر تم غالب آ گئے، تمہارے ساتھ ہو جاؤں گا اور وہ غالب آگیا تو اس کے ساتھ ہو جاؤں گا مگر وہ مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے اور کہا کہ حضرت! ہم تو مناظرہ نہ کریں گے، اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب تم مناظرہ نہیں کرسکتے تو جانے دو۔ شاہ صاحب نے یہ جواب دیا تو میں سمجھا کہ شاہ صاحب نے اس وقت دفع الوقتی فرمادی ہے مگر یہ مولوی اسمٰعیل سے کہیں گے ضرور! چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب شاہ عبدالقادر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میاں عبدالقادر! تم اسمٰعیل کو سمجھا دینا کہ وہ رفعِ یدین نہ کیا کریں کیا فائدہ ہے؟ خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی۔

Marfat.com

شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ حضرت میں کہہ تو دوں گا مگر وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا، اس وقت بھی میرے دل میں یہی خیال آیا کہ گو انہوں نے اس وقت یہ جواب دے دیا ہے مگر یہ بھی کہیں گے ضرور! چنانچہ یہاں بھی میرا خیال صحیح ہوا اور شاہ عبدالقادر صاحب نے مولوی محمد یعقوب صاحب کی معرفت مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہلوایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو، اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہو گا۔

جب مولوی محمد یعقوب نے مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جاوے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد کیونکہ جو کوئی سنتِ متروکہ کو اختیار کرے گا عوام میں ضرور شورش ہو گی۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نے شاہ عبدالقادر صاحب سے ان کا جواب بیان کیا، اس کو سن کر شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا" بابا ہم تو سمجھتے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھا، یہ حکم تو اس وقت ہے جبکہ سنت کے مقابل خلافِ سنت ہو اور ما نحن فیہ میں سنت کا مقابل خلافِ سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کیونکہ جس طرح رفعِ یدین سنت ہے یونہی ارسال بھی سنت ہے۔

جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے یہ جواب بھی مولوی اسمٰعیل صاحب سے بیان کیا تو وہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا" [1]

---

[1] ارواحِ ثلاثہ : ص ۱۰۴، ۱۰۵

Marfat.com

اس تحریک کا ردِّ عمل

مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان ہے :

"مولانا محمد اسمٰعیل شہید، مولانا منورالدین کے ہم درس تھے، شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھیں اور ان کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو علماء میں ہلچل پڑ گئی، ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی، متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا، تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا، پھر حرمین سے فتوے منگوایا۔ ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابتداء میں مولانا اسمٰعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحی کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث و ردّ میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد کا شہرۂ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علمائے دہلی" [1]

شہیدِ آزادی، امامِ معقولات حضرتِ مولانا علامہ محمد فضلِ حق خیرآبادی کے نامِ نامی اسمِ گرامی کو کون نہیں جانتا، حقیقت یہ ہے کہ یہ خطہ اس نابغۂ روزگار ہستی پر جس قدر فخر کرے کم ہے، اس تحریک کے خلاف سب سے پہلے مؤثر آواز اسی شخصیت نے اٹھائی تھی، حیاتِ اعلیٰحضرت میں ہے :-

" اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ کسی ضرورت سے رام پور تشریف لے گئے

---

[1] آزاد کی کہانی : ص ۷۹

(یہ آپ کے آغازِ جوانی کا واقعہ ہے) وہاں مولانا عبد العلی صاحب ہیئت کے مشہور فاضل تھے۔ چند روز ان کی خدمت میں رہ کر شرح چغمینی کے اسباق لیئے تھے۔ دوسری مرتبہ بعض خاص رشتہ داروں کے یہاں رامپور تشریف لیجانے کا اتفاق ہوا، حضرت کے خُسر جناب شیخ فضل حسین صاحب مرحوم حضور نواب رامپور کلب علی خاں صاحب کے یہاں بہت ہی اعلیٰ عہدہ پر تھے۔ نواب صاحب کے دربار میں اعلیٰ حضرت کا تذکرہ ہوا، نواب صاحب مشتاقِ ملاقات ہوئے حسبِ طلب اپنے خسر صاحب قبلہ رام پور تشریف لے گئے، نواب صاحب نے خاص اپنے پلنگ پر بیٹھنے کے لئے فرمایا اور کچھ علمی باتیں پوچھتے رہے، اتنے میں فرمایا کہ یہاں مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مشہور منطقی ہیں، آپ ان سے کچھ منطق کی کتابیں قدمار کی تصنیفات سے پڑھ لیجئے، اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اگر والد ماجد کی اجازت ہوگی تو کچھ دن یہاں ٹھہر سکتا ہوں۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتفاق وقت جناب مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مرحوم بھی تشریف لے آئے۔ جناب نواب صاحب نے اعلیٰ حضرت کا ان سے تعارف کرایا اور فرمایا باوجود کمسنی ان کی کتابیں سب ختم ہیں اور اپنے مشورہ کا ذکر فرمایا۔

مولانا عبد الحق صاحب مرحوم کا عقیدہ تھا کہ دنیا میں صرف ڈھائی عالم ہوئے، ایک مولانا بحر العلوم، دوسرے والد مرحوم اور نصف بندۂ معصوم، وہ کب ایک کم عمر شخص کو عالم مان سکتے تھے؟ اعلیٰ حضرت سے دریافت فرمایا کہ منطق میں انتہائی کون کتاب آپ نے پڑھی ہے؟ اعلیٰحضرت

نے فرمایا قاضی مبارک، یہ سُن کر دریافت فرمایا کہ شرح تہذیب پڑھ چکے ہیں، یہ طعن آمیز سوال سن کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ کیا جناب کے یہاں قاضی مبارک کے بعد شرح تہذیب پڑھائی جاتی ہے؟

یہ سوال سیر کا سوا سیر پاکر جناب مولانا عبدالحق صاحب نے سوال کا رُخ دوسری جانب پھیرا اور پوچھا اب کیا مشغلہ ہے؟ فرمایا تدریس، افتاء، تصنیف، فرمایا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں؟ فرمایا مسائلِ دینیہ و رَدِّ وہابیہ، اس کو سنکر فرمایا ردِ وہابیہ، ایک میراوہ بدایونی خبطی ہے کہ ہمیشہ اسی خبط میں رہتا ہے اور ہمیشہ ردِ وہابیہ کیا کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا جناب کو معلوم ہوگا کہ وہابیہ کا رد سب سے پہلے جناب مولانا فضلِ حق جناب کے والدِ ماجد ہی نے کیا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو بھرے مجمع میں مناظرہ کر کے ساکت کیا، اور ان کے رد میں ایک مستقل رسالہ بنام تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ تحریر فرمایا ہے۔ اس پر مولانا عبدالحق صاحب خاموش ہو گئے۔" [1]

حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی نے اپنی اس تاریخی اور نادر کتاب میں تقویۃ الایمان کے مندرجات کے قائل کے بارے میں فرمایا :-

"جواب سوالِ ثالث این است کہ قائلِ این کلام از روئے شرعِ مبین بلاشبہ کافر و بے دین است ہرگز مومن و مسلمان نیست وحکمِ او شرعاً قتل و تکفیر است۔" [2]

---

[1] حیاتِ اعلیٰ حضرت مؤلفہ مولانا ظفرالدین بہاری، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳، ۳۴

[2] تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ :

Marfat.com

شاہ محمد اسمٰعیل نے جب یہاں تک لکھ دیا :

" اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکمِ کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے "۔ ؎۱

تو علامہ فضلِ حق کو کہنا پڑا :

" باید دانست کہ ایں کلامِ ناتمام کاذب و دروغ و گزاف بے فروغ است "۔ ؎۲

مجاہدِ آزادی علامہ فضلِ حق خیر آبادی صرف منقولات کے روایتی عالم نہ تھے بلکہ برّصغیر نے فلسفہ و عقلیات کے آج تک جتنے آدمی پیدا کئے ہیں، آپ کا شمار ان کے ائمہ میں ہوتا ہے، ایک ایسی نابغہ روزگار ہستی جس کی ذات پہ خود عقل و فلسفہ کو ناز ہے، فاضلِ بریلوی کی پیدائش سے کئی برس قبل کیونکر بریلویت کا شکار ہوگئی ؟ اس کی علمی پرواز اور تحقیقی دیانت آج کے نیم خواندہ مولویوں سے بھی گئی گزری تھی ؟

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

آپ کی معروف تصنیف تحقیق الفتوٰے اس انحرافی اعتزالی تحریک کے رد میں ایک مستقل عالمانہ تصنیف ہے جو اس وقت سر اٹھا رہی تھی اور اس اعتبار سے اس کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ اسی دور کی تصنیف ہے۔

اس کے ساتھ حضرتِ خیر آبادی کی کتاب امتناع النظیر کو بھی سامنے رکھ لیا جائے تو اس بات کا اندازہ کرنا چنداں دشوار نہیں کہ آپ نے اس پُر آشوب

؎۱ تقویۃ الایمان ، ص ۳۶

؎۲ تحقیق الفتوٰے ، ص ۵۹

Marfat.com

دور میں اس تحریک کو کس قدر خطرناک اور مسلمانوں کی وحدتِ ملیہ کے لئے کتنا مضر سمجھا، یہی وجہ ہے کہ انگریزی سامراج سے نبرد آزما ہونے کے باوجود آپ نے اس معاملے کی اہمیت اور نزاکت کے پیشِ نظر اسے بھی برابر کے نشانے پر رکھا۔

اس دور کے ممتاز علماء مولانا رشید الدین، مولانا مخصوص اللہ، شاہ محمد موسےٰ (شاہ رفیع الدین کے صاحبزادے) مفتی شجاع الدین خاں، علامہ رحمت اللہ کیرانوی، اپنی اپنی جگہ شدت سے اس تحریک سے برسرِ پیکار تھے، مختلف زبانوں میں تقویۃ الایمان کے رد میں سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں، تیس کتابوں کی فہرست انوارِ آفتابِ صداقت میں موجود ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کے خلاف ردِ عمل صرف برِ صغیر میں ہی نہیں ہوا بلکہ خود نجد و حجاز میں بھی شدید ردِّ عمل ہوا، محمد بن عبدالوہاب کے حقیقی بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نے اس فرقے کے معتقدات و معمولات کی تردید میں ایک مبسوط کتاب لکھی جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے، حجاز کے علماء اور عوام کی ذہنی کیفیت کیا تھی۔ مولانا آزاد کا بیان ہے:

> "سب سے پہلے یہ کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ان کی جماعت سے علمائے حجاز و عوام کو سخت تعصب و عناد تھا" [1]

مزید مولانا کا بیان ہے:

> "اسی زمانے میں علمائے مکہ نے والدِ مرحوم سے کہا کہ وہابی عقائد کی کتابیں اردو میں ہیں جنہیں وہ سمجھ نہیں سکتے نیز نجدی عقائد کا رد بھی کافی طور پر نہیں ہوا ہے۔ شیخ احمد دحلان نے اس بارے میں خاص طور پر

---

[1] آزاد کی کہانی : ص ۱۰۴

Marfat.com

"زور دیا اور اس طرح والد مرحوم نے ایک کتاب نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھی جو اُن کی تصانیف میں سب سے بڑی ہے اس کا نام نجم ...... الرجم الشیاطین ہے یہ دس جلدوں میں ختم ہوئی ہے اور ہر جلد بہت ضخیم ہے اس کی ترتیب اس طور پر ہے کہ ایک سو چودہ مسئلے مابہ النزاع منتخب کیے ہیں اتنی تعداد جزئی جزئی اختلافات کے استقصا کی وجہ سے ہو گئی ہے ہر مسئلے کے لیے ایک باب قائم کیا ہے اور اس میں پہلے قرآن سے پھر احادیث سے پھر اقوالِ علماء سے رد کا التزام کیا ہے اس طرح کتاب ایک سو چودہ ابواب پر مشتمل ہے ایک جلد صرف مقدمے میں ہے اور چونکہ وہ ان مسائل کے متعلق نہیں ہے اس لیے معلومات کے اعتبار سے بکار آمد ہے اسمیں اصولی طور پر عقائد اہلسنت پر بحث کی ہے اور ہر طرح کے اختلافات کو ختم کر کے اپنے مسلک کو بہت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔" [1]

مولانا آزاد کے والد کے بیان کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حرمین کے علماء ان مسائل کو کس انداز سے دیکھتے تھے اور ان کے نزدیک موجود اختلافات کی اہمیت کتنی تھی؟ میں یہاں پر فاضل بریلوی ایسے محتاط اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے والے جید عالم دین کی سختی اور تشدد کا ہر جگہ ڈھنڈورا پیٹنے والے حضرات کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہمارے علماء، فقہاء اور مشائخ کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور باتوں میں وہ لوگ کتنے ہی روادار رحمدل، صلح کن اور رحمت و رأفت کے پتلے کیوں نہ ہوں مگر اعتقاد و عمل کے بارے میں کسی مقام پر کبھی ان میں سے کسی شخص نے کوئی نرمی، چھوٹ، رواداری یا مداہنت نہیں برتی اس سلسلے میں ہمارے تمام اسلاف چٹان کی طرح مضبوط اور فولاد کی طرح سخت رہے ہیں۔ دنیا میں کفر و شرک اور گمراہی شروع سے چلی آئی ہے اور رہے گی ؎

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است
آتش کرا بسوزد گر بو لہب نہ باشد

مولانا خیر الدین (والد مولانا ابوالکلام آزاد) کا اپنا طرز عمل اس بارے میں کیا تھا مولانا آزاد سے سنئے۔

انہوں نے وہابیوں کو دو اصولی قسموں میں بانٹ دیا تھا کہتے تھے دو فرقے ہیں ایک اسمٰعیلیہ دوسرا اسحاقیہ، اسمٰعیلیہ سے مقصود وہ فرقہ تھا جو بدعات اور رسوم کی مخالفت کے ساتھ تقلید شخصی کا

---

[1] آزاد کی کہانی ان کی زبانی (۹۱) مطبوعہ حالی پبلشنگ ہاؤس: لاہور

بھی تارک ہو جیسا کہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین وغیرہ میں لکھا ہے۔ اسحاقیہ سے مراد وہ فرقہ ہے جو حنفیت و تقلید سے تو انکار نہیں کرتا لیکن بدعات و رسوم کا مخالف ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ شاہ محمد اسحٰقؒ نے مائۃ مسائل میں بدعات و رسوم سے اختلاف کیا ہے مگر تقلید و حنفیت کے خلاف کوئی بات نہیں کہی ہے، وہ کہتے تھے کہ جب اسمٰعیلیہ غیر مقبول ہوگئی تو وہابیت نے اپنے عقائد کی اشاعت کے لئے راہِ تقیہ اختیار کی اور حنفیت کی آڑ قائم کرکے اپنے دیگر عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔ جہاں تک مجھے خیال ہے وہ وہابیوں کے کفر پر وثوق کے ساتھ یقین رکھتے تھے، انہوں نے بارہا فتویٰ دیا کہ وہابیہ یا وہابی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔" [1]

جمہور علماء اور سوادِ اعظم کے بروقت تعاقب اور خود یہاں کے مسلم عوام کی اکثریت کے ضمیر نے اس فکر کو قبول ہی نہ کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک صدی گزر جانے کے بعد بھی عام آدمی کے لئے دینِ اسلام کی یہ تعبیر و تشریح اسی طرح اوپری اور نامانوس ہے جس طرح آج سے ایک صدی پیشتر تھی۔

مولانا عبیداللہ سندھی کا یہ تجزیہ غور طلب ہے:-

"مولانا سندھی کہا کرتے تھے کہ گذشتہ صدیوں میں عوامی اور قومی تحریکیں اکثر و بیشتر مذہبی اٹھان اور بیداری کا نتیجہ تھیں لیکن جیسے جیسے وہ آگے بڑھیں ان کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور وہ عملاً عوامی اور قومی بن گئیں لیکن تحریک ولی اللٰہی میں اس تاریخی انحراف کے بعد جو موڑ آیا

---

[1] آزاد کی کہانی : ص ۱۷۳

تو وہ جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی بجائے اس کے کہ وہ مسلمان عوام کی ایک قومی تحریک بنتی وہ ایک علیحدگی پسند فرقہ پرستانہ تحریک بنتی گئی۔ سید احمد شہید سے منسوب اس تحریک کا یہ حشر تو ہوا ہی، اس کا ردِ عمل اس تحریک کے دوسرے حصے تحریکِ دیوبند پر بھی ہوا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی اس برعظیم کے مسلمان عوام کی غالب اکثریت بریلوی ہے جو اوپر کی دونوں تحریکوں کو کفر سے کم نہیں سمجھتی، اس نوع کی احیاء پسندانہ مذہبی تحریکیں اگر قومی اور عوامی خطوط پر نہ چلیں تو لازماً وہ علیحدگی پسندانہ فرقہ پرستانہ تحریکیں بن کر رہ جاتی ہیں"۔ [1]

اپنے موقف سے انحراف

اسے برّصغیر کے مشائخ صوفیاء کا تصرف سمجھئے یا حسنِ اتفاق کہ بزرگوں سے حسنِ عقیدت کو شرک قرار دینے والے ان کے مزارات پر جانے والوں کو مشرک اور بدعتی قرار دینے والے ان کے آستانوں کو بتوں سے تشبیہ دینے والے، ان سے توسل کو کفر بتانے والے اور ان کے کشف و کرامات کو بے سروپا افسانے اور مریدین کے واہمے قرار دینے والے حالات کی مجبوری سے خود مشائخ اور اولیاء اللہ بن بیٹھے، تعویذ گنڈے، دم درود، چلے مکاشفے، کشف و کرامات، غیبی امداد، ذکر و فکر کا وہ بازار گرم ہوا جس کے سامنے مشائخ کی چودہ صد سالہ تاریخ بھی پھیکی معلوم ہونے لگی۔

آج کسی پڑھے لکھے اور باہوش آدمی کے لئے یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں کہ اہلِ سنت پر بریلویت کا لیبل لگا کر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے خود کتنے

---

[1] افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی مرتبہ پروفیسر محمد سرور، مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی، ص ۳۴۹

Marfat.com

بڑے بدعتی ہیں۔

ایں گناہیست کہ در شہرِ شما نیز کنند اگر پیری مریدی گناہ ہے تو وہ اپنے لئے کیوں جائز ہے۔ اگر دعوت قبول کرنا نذرانہ وصول کرنا جرم ہے تو یہ جرم اپنے ہاں عبادت کیوں بن گیا ہے؟ اگر مشائخ کے آستانوں اور مرشدوں کی طرف کسبِ فیض کے لئے سفر کرنا حرام ہے تو اپنے بزرگوں استادوں اور پیروں کے پاس جانا کس نص سے جائز قرار پا گیا ہے؟ اگر مشائخ سے توسل، استمداد اور ان کے بارے میں روحانی امداد اور فیوض و برکات کے عقیدے مشرکانہ ہیں تو اپنے مشائخ کے تصرفات، روحانی فیوض و برکات اور غیب دانی پر کیوں دھڑا دھڑ کتابیں چھاپی جا رہی ہیں اور یہ ارواحِ ثلاثہ، سوانح قاسمی، اشرف السوانح وغیرہ اس قسم کے واقعات، مشاہدات اور حکایات پر مشتمل نہیں تو اور کیا ہیں؟ اپنے موقف سے انحراف اور اپنے بیگانے کے لئے فتوے میں امتیاز کا یہی وہ روح فرسا منظر ہے جس کے بارے میں مولانا عامر عثمانی مدیر "تجلّی" دیوبند کو زلزلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہنا پڑا :-

" بات یقیناً تشویشناک ہے، مصنف نے ایسا ہرگز نہیں کیا ہے کہ اِدھر اُدھر سے چھوٹے موٹے فقرے لے کر ان سے مطلب پیدا کئے ہوں بلکہ پوری پوری عبارتیں نقل کی ہیں اور اپنی طرف سے ہرگز کوئی معنی پیدا نہیں کئے ہیں، ہم اگرچہ حلقۂ دیوبند ہی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ اپنے ہی بزرگوں کے بارے میں ہماری معلومات میں اس کتاب نے اضافہ کیا اور ہم حیرت زدہ رہ گئے کہ دفاع کریں تو کیسے؟ دفاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامۃ الدہر بھی ان اعتراضات کو

Marfat.com

دفع نہیں کر سکتا جو اس کتاب کے مشتملات بزرگانِ دیوبند پر عائد کرتے ہیں، ہم اگر عام روش کے مطابق اندھے مقلد اور فرقہ پرست ہوتے تو بس اتنا ہی کر سکتے تھے کہ اس کتاب کا ذکر ہی نہ کریں لیکن خدا بچائے اشخاص پرستی اور گروہ بندی کی باطل ذہنیت سے، ہم اپنا دیانتدارانہ فرض سمجھتے ہیں کہ حق کو حق کہیں اور حق یہی ہے کہ متعدد علمائے دیوبند پر تضاد لپسندی کا جو الزام اس کتاب میں دلیل و شہادت کے ساتھ عائد کیا گیا ہے وہ اٹل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس کی توجیہ آخر کیا کریں گے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی یا حضرت مولانا اشرف علی جیسے بزرگ جب فتوے کی زبان میں بات کرتے ہیں تو ان احوال و عقائد کو برملا شرک، کفر اور بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں جن کا تعلق غیب کے علم اور روحانی تصرف اور تصورِ شیخ اور استمداد بالا رواح جیسے امور سے ہے لیکن جب طریقت و تصوف کی زبان میں کلام کرتے ہیں تو یہی سب چیزیں عین امر واقعہ، عین کمال ولایت اور علامتِ بزرگی بن جاتی ہیں۔

اگر ہم فرض کر لیں کہ ان بزرگوں کی طرف دیگر مصنفین نے جو کچھ منسوب کر دیا ہے وہ مبالغہ آمیز ہے، غلط ہے، حقیقت سے بعید ہے تو بیشک ان بزرگوں کی حد تک ہمیں اعتراض سے خلاصی مل جائیگی لیکن یہ دیگر مصنفین بھی تو علمائے دیوبند ہی ہیں، ان کی یہ کتابیں بھی تو حلقۂ دیوبند ہی میں بڑے ذوق و شوق سے تلاوت فرمائی جاتی ہیں اور کسی اللہ کے بندے کی زبان پر یہ اعلان جاری نہیں ہوتا کہ ان خرافات سے ہم برارت ظاہر کرتے ہیں، برارت کیا معنی ہمارے موجودہ بزرگ

Marfat.com

پورا یقین رکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں علمِ غیب اور فریاد رسی اور تصرفات روحانی اور کشف و الہام کے جو کمالات ہمارے کمالات ہمارے مرشدین کی طرف منسوب ہیں وہ بالکل حق ہیں، سچے ہیں، پھر آخر ازالہ اعتراض کی کیا صورت ہو؟

ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاوے رشیدیہ اور فتاوے امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دے دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواحِ ثلاثہ اور سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر ان مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔" [1]

ان ہی کتابوں پر ہی کیا موقوف ہے، ان حضرات کی نجی محفلوں، ارشاد و تلقین کی مجلسوں اور بیعت و سلوک کی خلوتوں کو آج بھی ٹٹول کر دیکھنے کی بجائے صرف سرسری نظر دیکھ لینے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بقولِ خود یہ حضرات اپنے اندر بدعت و شرک کے کس قدر جہاں آباد کئے ہوئے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ضعیف الاعتقادی کورانہ تقلید، اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی میں یہ مکتبِ فکر اہلِ سنت کو کوسوں پیچھے چھوڑ گیا ہے، غور و فکر، تحقیق و تجسس اور تلاشِ حق کی بجائے اپنے اساتذہ کی بات پر

---

[1] بحوالہ زلزلہ، مطبوعہ فیصل آباد، ص ۱۸۳ تا ۱۸۵

Marfat.com

اڑجانا اور اسے حرفِ آخر سمجھنا اس کا طرۂ امتیاز بن گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے عام طفلِ مکتب سے ذمہ دار لوگوں تک کو سارے برِصغیر کے صوفیاء، علماء، مشائخ اور عوام بدعتی نظر آتے ہیں مگر بعینہٖ انہی افعال و اعمال کی موجودگی میں وہ خود کو موحد کہتے نہیں تھکتے، دوسروں کے تنکے پر اعتراض کرنے والوں کو اپنا شہتیر کوئی دکھلائے بھی تو نظر نہیں آتا، اس صورتِ حال نے مسلمان قوم میں جو ابتری، افتراق اور تشتّت کا بیج بویا ہے، اس سے یہ حضرات کسی طرح اپنا دامن صاف نہیں کر سکتے غالباً اسی صورتِ حال پر حضرتِ علامہ نے فرمایا تھا ؎

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد — ملت از قالِ اقولش فرد فرد
مکتب و مُلّا و اسرارِ کتاب — کورِ مادر زاد و نورِ آفتاب
دینِ کافر فکر و تدبیرِ جہاد — دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

علمائے اہلِ سنت کے عقائد میں سے تصورِ شیخ، اولیاء کی روحانی امداد اور تصرفات کا عقیدہ محتاجِ بیان نہیں اور یہی وہ گردن زدنی مجرمانہ دفعات ہیں جن کا ارتکاب کر کے فاضل بریلوی سمیت تمام خیارِ امت نے اپنے اوپر فردِ جرم لگوائی ہے، اب ان بدعت زدہ اور شرکیہ عقائد کے ناقدین کی تنقید ملاحظہ فرمائیے:-

" خان صاحب نے فرمایا کہ ایک دن حضرتِ گنگوہی جوش میں تھے اور تصورِ شیخ کا مسئلہ درپیش تھا، فرمایا کہ کہدوں؟ عرض کیا گیا فرمائیے پھر فرمایا کہدوں؟ عرض کیا گیا فرمائیے، پھر فرمایا کہہ دوں؟ عرض کیا گیا فرمائیے تو فرمایا کہ تین سال کامل حضرتِ امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا، پھر اور

جوش آیا۔ فرمایا کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ حضرت ضرور فرمایئے، فرمایا کہ اتنے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ سے پوچھے نہیں کی۔ یہ کہہ کر اور جوش ہوا، فرمایا کہ اور کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ فرمایئے مگر خاموش ہو گئے الخ،،[1]

ملاحظہ فرمایا آپ نے! جب گھر کی بات آئی، ایک ہی سانس میں تصورِ شیخ، حاضر و ناظر، تصرفِ شیخ، علمِ غیب ایسے کئی عقیدے امرِ واقعہ بن گئے۔ خیال رہے کہ یہ واقعہ مثالی نہیں بلکہ امرِ واقع ہے جبھی تو حضرتِ گنگوہی فرما رہے ہیں کہ میں نے تین سال تک کوئی کام حضرتِ امداد سے پوچھے بغیر نہیں کیا۔

کس قدر ظلم اور دھاندلی ہے کہ اگر آج کوئی صاحب دل اور صاحبِ نسبت و معرفت یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہہ دے تو چاروں طرف سے فتوؤں کی بوچھاڑ ہو جاتی ہے۔

پیرِ پیراں غوثِ اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور زمرۂ اولیاء میں آپ کے بلند و بالا مقام سے کسے انکار ہو سکتا ہے، آپ کی معروف کرامت بڑھیا کی غرق شدہ کشتی کے صحیح و سالم نکالنے پر آپ نے اکثر و بیشتر اعتراضات سنے ہوں گے۔ اس روایت کے وضعی اور خلافِ عقل ہونے کی سینکڑوں توجیہات پیش کی جاتی ہیں، بعض اوقات یہ تردید و تغلیط روایت سے بڑھ کر خود غوثِ اعظم کی ذات تک بھی جا پہنچتی ہے حالانکہ نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت خرقِ عادت ہی کو کہتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندے کے دعویٰ کی تائید یا اس کے مقام و مرتبے سے آگاہی بخشنے کے لئے خود صادر کراتا ہے اور اس پر زبانِ اعتراض کھولنا

---

[1] حکایاتِ علمائے دیوبند، مطبوعہ لاہور، ص ۳۰۷

Marfat.com

خود قدرتِ الٰہی پر زبان کھولنا ہے لیکن یہاں چونکہ بات پیرِ پیراں کی تھی اس لئے کوئی بات قبول نہ ہوئی اور جہاں اپنی بات چھڑی تو زلفِ یار کی طرح دراز ہوتی گئی، لیجئے آپ بھی سنئے :-

" خاں صاحب نے فرمایا کہ پھلاوہ ضلع میرٹھ میں لاڈر کے قریب ایک مقام ہے وہاں کے رہنے والے ایک شخص تھے جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا، یہ صاحب حافظ عبدالغنی صاحب کے دادا کے چھوٹے بھائی تھے اور رئیس بھی تھے، ان صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ جو بچہ بکری کا پیدا ہوتا تھا میں اس کی اُون کتروا لیتا تھا، اس طرح میں نے اون جمع کروا کے حاجی صاحب (حضرتِ امداد اللہ) کے لئے ایک کملی بنوائی اور اس وقت تک میں حاجی صاحب کی زیارت سے مشرف نہ ہوا تھا بلکہ غائبانہ طور پر معتقد تھا۔

جب میں حج کے لئے گیا تو اس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک جگہ ہمارا جہاز طغیانی میں آگیا اور جہاز میں ایک شور مچ گیا۔ میں چھتری پر تھا وہاں سے اتر کر نتی کی جالیوں سے کمر لگا کر اور منہ لپیٹ کر ڈوبنے کے لئے بیٹھ گیا کیونکہ میں سمجھتا تھا اب کچھ دیر میں جہاز ڈوبے گا۔

اسی اثنا میں مجھ پر غفلت طاری ہوئی میں نہیں سمجھتا کہ وہ نیند تھی یا غم کی بدحواسی، اسی غفلت میں مجھ سے ایک شخص نے کہا فلانے اٹھو اور پریشان مت ہو، ہوا موافق ہو گئی ہے، کچھ دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جاوے گا اور میرا نام امداد اللہ ہے، مجھے میری کملی دو! میں نے گھبرا کر کملی دینی چاہی، اس گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی اور میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ تم مطمئن ہو جاؤ، جہاز ڈوبے گا نہیں کیونکہ مجھ سے

حاجی صاحب نے خواب میں بیان فرمایا ہے کہ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ اس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی حاجی امداد اللہ صاحب کو جانتا ہے؟ مگر کسی نے اقرار نہیں کیا۔

آخر جہاز طغیانی سے نکل گیا اور ہم مکہ پہنچ گئے۔ میں نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ کوئی مجھے حاجی صاحب کو نہ بتلائے، میں خود انکو پہچانوں گا جب میں طواف قدوم کر رہا تھا تو میں نے طواف کرتے ہوئے حاجی صاحب کو مالکی مصلے کے قریب کھڑے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ ان کی شکل اور لباس وہی تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا، صرف فرق اتنا تھا کہ جب میں نے جہاز میں دیکھا تھا تو اس وقت آپ لنگی پہنے ہوئے تھے اور اس وقت پاجامہ، میں نہیں سمجھتا کہ اتنا فرق کیوں تھا خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ وجہ بیان کی کہ جہاز کو طغیانی سے نکالنے کے لئے لنگی ہی مناسب تھی"۔[1]

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے کشتی کو دریا سے نکالنے والے واقعے پر چیں بہ جبیں ہونے والے حضرات اپنے بارے میں بعینہٖ اسی طرح کا واقعہ کس طرح مزے لے لے کر بیان کر رہے ہیں، یہاں شرک کا کوئی پہلو ہے اور نہ بدعت کا شائبہ! آپ سارے واقعے کو بار بار پڑھیں، حاضر ناظر، علم غیب، کائنات پر تصرف، امداد غیبی الغرض کونسا عقیدہ ہے جسے شربت سمجھ کر یہاں حلق سے نیچے اتارا نہیں گیا؟

رہی یہ بات کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات کیوں شرک تھی

---

[1] حکایات علمائے دیوبند، مطبوعہ ایم ثناء اللہ اینڈ سنز ریلوے روڈ، لاہور، ص ۱۸۸، ۱۸۹

Marfat.com

اور یہاں اسلام کیوں بن گئی ہے تو اس کا فیصلہ قارئین خود کر لیں۔ اس کے باوصف برصغیر میں بدعات کے مجوز و مؤید اور ضعیف الاعتقادی کے بانی فاضل بریلوی ہیں! فاعتبروا یاُولی الابصار۔

اپنی طریقت کا بھرم قائم رکھنے کی خاطر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے انتساب اور ان کی مدح میں ایسے واقعات بیان کرنا ضروری ہیں ورنہ حضرت حاجی صاحب کا "فیصلہ ہفت مسئلہ" ان حضرات کے نزدیک آج بھی بدعت کا پلندہ ہے علمائے اہلِ سنت کی طرف سے بارہا دعوت پیش کی گئی ہے کہ متنازعہ امور میں "فیصلہ ہفت مسئلہ" ہی کو قولِ فیصل قرار دے کر اتحاد کی راہ ہموار کی جائے مگر ایسے مواقع پر جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے حاجی صاحب سے طریقت میں بیعت کی ہے شریعت میں نہیں، شریعت کے مسائل انہیں ہم سے پوچھنے چاہئیں۔

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا مسلک کیا تھا اس مکتبِ فکر کی عمومی رائے ان کے بارے میں کیا ہے؟ خود حضرتِ گنگوہی کی زبانی سنئے:۔

" فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر آجکل کے نوجوان مولوی اعتراض کرتے ہیں اور حضرت مولانا گنگوہی حالانکہ امامِ وقت تھے مگر کبھی ان کی زبان سے اعتراض نہیں نکلا اور اعتراض تو کیا مولانا تو بالکل عاشقِ فانی تھے۔

ایک دفعہ مولانا گنگوہی مولوی صادق الیقین سے فرماتے تھے کہ فلاں صاحب نے کیسی بری بات لکھی کہ حضرت تو بدعتوں میں مبتلا ہیں ہماری نسبت تو قطع ہو گئی، دیکھو کیسی رنج کی بات ہے، بھلا ان باتوں سے نسبت قطع ہوتی ہے؟ بھلا حضرت حاجی صاحب بدعتی ہیں۔"

Marfat.com

فرمایا کہ مولوی صادق الیقین حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں جانے لگے تو مولانا گنگوہی نے وصیت فرمائی، دیکھئے ان بزرگوں کو نورِ باطن تو ہوتا ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نورِ ظاہر بھی اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ جس کی انتہا نہیں کہ میاں مولوی صادق الیقین جیسے جارہے ہو ویسے ہی چلے آئیو اپنے اندر کوئی تغیر پیدا نہ کیجیو، ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اس سے حضرت مولانا کا یہ مطلب تھا کہ وہاں جاکر حضرت حاجی صاحب کے افعال میرے خلاف دیکھو گے، اگر مجھ سے عقیدت رہی تو حاجی صاحب کو چھوڑ دو گے اور اگر حاجی صاحب سے عقیدت رہی تو مجھے چھوڑ دو گے چنانچہ انھوں نے مسلک مولانا کا رکھا اور حضرت حاجی صاحب کے بھی جاں نثار تھے، مجھ سے مولوی صادق الیقین کہتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں اور مولانا کے یہاں تو زمین آسمان کا فرق ہے، کوئی تطبیق ہو ہی نہیں سکتی۔ میں نے عرض کیا کہ فاتحہ خلف الامام کو ایک حرام کہتے ہیں، ایک فرض کہتے ہیں، اس میں بھی تو کوئی تطبیق نہیں ہو سکتی پھر ہم دونوں کو حق پر مانتے ہیں، ایسے ہی یہاں سمجھو۔" [1]

ہمیں اس واقعے پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے، جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے مگر ایک بات کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر حضرت حاجی صاحب قدیم ہندوستان کے سوادِ اعظم اور مسلک کی ترجمانی اپنے قول و فعل سے فرمائیں تو وہ شافعی حنفی اختلافات کی مانند حق و صواب پر ہیں اور اگر یہی بات علامہ فضلِ حق خیر آبادی، مولانا فضل رسول بدایونی، فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں

---

[1] حکایاتِ علماءِ دیوبند : ص ۳۱۶، ۳۱۷

کہہ دیں تو وہ مجرم گردن زدنی اور مشرک و بدعتی قرار پائیں، کہیں اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر فتوے داغنے سے اپنے گھر کو لگتی ہے اور اپنے فقر و فنا اور طریقت و تصوف کی ساری عمارت دھڑام سے زمین پر آگرتی ہے جب کہ علامہ خیر آبادی، مولانا بدایونی اور فاضل بریلوی کو کوسنے سے ایسا نہیں ہوتا ورنہ ہمیں بتایا جائے کہ وہ کونسا مسئلہ ہے جس میں حضرت حاجی صاحب نے مذکور الصدر علماء سے اپنی راہ ایک اختیار کی ہے یا جس میں انہوں نے ان کی ہمنوائی نہیں کی۔

جن باتوں کو بریلویت کی توہم پرستی اور بدعت قرار دیا جاتا ہے انہیں اپنے لئے جس خندہ پیشانی، لبشاشت اور افراط سے اپنایا گیا ہے اس کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے تاہم موضوع کتاب کی مناسبت سے چند ایک واقعات کا بیان نامناسب نہ ہوگا، بزرگوں کے تبرکات اور کربلا کی خاک کا مذاق اڑانے والوں کا مسلمانوں کے ساتھ یہ سنگدلانہ مذاق ملاحظہ فرمائیے:-

" فرمایا کہ مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت جو بعد وفات واقع ہوئی بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لیجا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا، بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم، کئی مرتبہ ڈال چکا، پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کہ کہا (یہ صاحبزادہ بہت تیز مزاج تھے) کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہوگئی، یاد رکھو کہ اگر اب سے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے، ایسے ہی پڑے رہیو، لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے۔ بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا،

Marfat.com

جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لیجانا بند کر دیا۔" [1]

قبر کی مٹی سے بخار سے آرام ہو جانا، اسے خوشی سے بیان کرنا ہمارے نزدیک اتنا اہم نہیں جتنی یہ بات کہ " یاد رکھو اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے" گویا اچھا کرنا نہ کرنا جو بقول تقویۃ الایمان خدا ہی کی صفت ہے اور غیر خدا کے لئے اسے تسلیم کرنا شرک ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب کے کرشمہ قدرت کا ایک ادنیٰ سا کھیل ہے جب تک انہوں نے چاہا لوگ اچھے ہوتے رہے، جونہی انہیں ذرا سی دھمکی ملی، انہوں نے لوگوں کو شفایاب کرنا چھوڑ دیا، اس کے باوجود ابھی تک مشرک بریلوی ہیں ع

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

لگے ہاتھوں یہ واقعہ بھی سماعت فرمایئے :-

" حضرتِ عمِ محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی اور مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی میں باہم معاصرانہ چشمک تھی اور اس نے بعض حالات کی بنا پر ایک مخاصمت اور منازعت کی صورت اختیار کر لی اور مولانا محمود حسن صاحب کو اصل جھگڑے میں شریک نہ تھے، نہ انہیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی مگر صورتِ حال ایسی پیش آئی کہ مولانا بھی بجائے غیر جانبدار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔

اسی دوران میں ایک دن علی الصباح بعد نمازِ فجر مولانا رفیع الدین

---

[1] حکایاتِ علمائے دیوبند، ص ۳۳۸

Marfat.com

صاحب نے مولانا محمود حسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا (جو دار العلوم دیوبند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بند حجرہ کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو، مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا، فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی جسدِ عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر بہ تر ہو گیا اور فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے، بس میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے۔ مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔" لہ

تھوڑی دیر کے لئے خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچئے کہ صرف اس واقعے میں اپنے لئے کتنے ایسے عقیدوں کا اثبات کیا گیا ہے جن کے بارے میں ایک صدی سے جمہور مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک قرار دیا جا رہا ہے، اس صورتِ حال سے ذہن میں جو نقش ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ اس ساری منفی تحریک کا مقصد ایک بڑے اور قدیم گروہ کو منظر سے ہٹا کر اپنی پیری مریدی اور مشیخت کی مسند بچھانے کے سوا اور کچھ نہیں۔

رہا یہ امر کہ فسق و فجور اور شرک و بدعت کے خلاف زبانی اور قلمی جہاد علمائے حق کا فریضہ ہے تو ہم کسی رو رعایت کے بغیر عرض کرتے ہیں کہ علمائے

لہ حکایات علمائے دیوبند : ص ۲۶۰، ۲۶۱

اہلِ سنت بالخصوص فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خاں نے اس فرض میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کی، شرک و بدعت کے خلاف جس طنطنے کے ساتھ انہوں نے قلم اٹھایا ہے وہ اس دور میں ہمیں اور کسی جگہ نظر نہیں آتا، جو امور فی الواقع بدعت ہیں یا جن میں شرک کا ادنیٰ سا شائبہ ہے چاہے وہ امور ہماری خانقاہوں میں رائج ہوں یا ان میں عوام کے علاوہ ہمارے خواص بھی مبتلا ہوں، ان کے بارے میں انہوں نے بلا خوفِ لومۃ لائم حق و صداقت کی آواز بلند کی ہے۔ اس بارے میں ان کا قلم ایسا خنجر ہے جو اپنے بیگانے کی تمیز روا نہیں رکھتا۔

اس ضمن میں سماع، سجدۂ تعظیمی اور بوسہ و طوافِ قبور ایسے بیسیوں مسائل پیش کئے جا سکتے ہیں جن پر آج بھی کتنے حلقے ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔

فاضل بریلوی کو علوم عقلیہ و نقلیہ میں جو تبحر حاصل تھا اس کی بنا پر وہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ قلم اٹھاتے ہیں، ان کی روایتی سختی اور تشدد کا رونا رونے والے حضرات سجدۂ تعظیمی، طوافِ قبور اور سماع ایسے نازک مسائل میں ان کے قلم کی جولانیوں اور کاٹ سے کیوں آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ بلاشبہ فاضلِ بریلوی کی آواز حق و صداقت کی دعوت ہے جس میں جوش سے زیادہ ہوش اور مصلحت سے زیادہ جذبۂ حق کا غلبہ ہے، ان کی تحریریں ان کے روح و قلب کی آواز ہیں ؎

میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہو

فضائل رسول اور نعتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں ان کی مثال حضرتِ علامہ کے الفاظ میں کچھ یوں ہے ؎

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

اور عظمت رسالت اور تقدیس اولیاء سے متعلق ذرا سی لغزش اور کوتاہی پر ؎

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

Marfat.com

عجم کا حسنِ طبیعت عرب کا سوزِ دروں

فاضلِ بریلوی کا مزاج خالص دینی اور شرعی ہے، ان کے ہاں محک و معیار باعثِ ایجادِ عالم حضرتِ محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، ان کا مشن اور پروگرام کوئی نئی چیز نہیں بلکہ عشقِ رسول، اتباعِ سنت اور پیروی سلف صالحین کے جذبے کو از سرِ نو اجاگر کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بحث و مناظرہ، جنگ و جدل اور تو تکار علمی قمار خانوں کی مہرہ بازی کے سوا کچھ نہیں، اصل چیز والہانہ عشق و محبت کا وہ تعلق ہے جو ایک مسلمان کو اپنے کملی والے آقا سے نصیب ہوتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے ؂

بوعلی اندر غبارِ ناقہ گُم
دستِ رومی پردۂ محمل گرفت

فاضلِ بریلوی کا اصل تجدیدی کارنامہ اسی جذبے کو علمی اور شرعی بنیادیں فراہم کرنا اور اسے بطور ایک مشن اور نظریہ حیات کے پیش کرنا ہے۔ اگر کتابوں کے یہ انبار، مدرسوں کی بالا و بلند عمارتیں اور ہمارے جبہ و دستار ہمارے دلوں کو ذاتِ نبوی کی قدوم گاہ اور ہماری آنکھوں کو خاکِ درِ دوست کی جلوہ گاہ نہیں بنا سکے تو پھر یہ ساری چیزیں کسی کام کی نہیں، غالباً اسی صورتِ حال کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا ہے ؂

تو ہم مثلِ من از خود در حجابی   خنک روزے کہ خود را باز یابی
مرا کافر کند اندیشۂ رزق   ترا کافر کند علمِ کتابی

گذشتہ ایک صدی سے فاضلِ بریلوی کے خلاف جو معاندانہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے وہ ابتدائً شعوری طور پر اور اس وقت زیادہ تر سُنی سنائی اور اپنے اساتذہ کی باتوں پر مکھی پر مکھی مارنے کے اصول پر مبنی ہے، شروع میں ان کے خلاف

Marfat.com

اس قدر شدت اور زور و شور سے مہم چلانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ فاضل بریلوی نے اپنے علمی تبحر، غیر معمولی صلاحیت، عبقریت، بے شمار علوم میں مہارت، قوتِ استدلال، قوی حافظے، استخراجِ مسائل، کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے، زود نویسی سے مخالفین کے منہ پھیر دئیے۔ فردِ واحد کی یہ صلاحیتیں صدیوں کی مجموعی کارکردگی پر بھاری تھیں، مخالفین کے کئی منظم ادارے کسی اعتبار سے اس اکیلی شخصیت کا مقابلہ نہیں کر پا رہے تھے، گویا ؎

ظہورِ صبح نے سب کارخانہ کر دیا ابتر
فروغِ شمع کا پروانہ کا ارباب محفل کا

تو انہوں نے فاضل بریلوی کے خلاف شدت سے پروپیگنڈہ شروع کر دیا، اس میں سرِ فہرست یہی الزام تھا کہ یہ لوگ بدعتی ہیں اور باتوں میں چاہے کچھ صداقت ہو مگر فاضل بریلوی پر شرک و بدعت کا الزام سو فیصد غلط اور اتہام ہے۔ یہ ایک ایسا سفید جھوٹ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس آخری دور میں فاضل بریلوی نے بھرپور زندگی گزاری ہے۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے نامور شیخِ طریقت تھے۔ اس دور میں برِصغیر میں آپ کی ذات سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے، آج ہزاروں کی تعداد میں آپ کے فیض یافتگان اور لاکھوں کی تعداد میں واسطہ بالواسطہ آپ کے مریدین ہیں۔

مجھے یہ کہنے میں کچھ باک نہیں کہ اس پُر آشوب دور میں فاضل بریلوی نے بیشتر مشائخ اور خانقاہی سلسلوں سے دینِ اسلام کی زیادہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کا امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ نے اپنے طریقے کی بنیاد صرف اور صرف اتباعِ سنت پر رکھی ہے۔ آپ کے ہاں اوراد و اشغال، ذکر و فکر، نشست و

Marfat.com

برخاست، اسلام و کلام الغرض ہر چیز میں سنت کو بنیاد بنایا گیا ہے، ساری زندگی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دینے والا اس کے علاوہ اور کر ہی کیا کر سکتا تھا حیرت در حیرت ہے کہ گزشتہ ایک صدی سے فاضل بریلوی کے خلاف بے سروپا اتہام طرازی کی جا رہی ہے اور کسی اللہ کے بندے کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ فاضل بریلوی کو سمجھنے کے لئے براہِ راست ان کی کتابوں کا مطالعہ کر لے۔

ہمارے علماء کی نوجوان نسل جس بُری طرح شخصیت پرستی، تقلید جامد اور علمی انحطاط کا شکار ہوئی ہے، اسے دیکھ کر رونا آتا ہے، غور و فکر، تحقیق و مطالعہ، بے لاگ رائے، ہر مکتب و مسلک کی کتابیں پڑھنا پھر اس کے بعد صحیح تجزیہ اور اصابتِ رائے سے اس قوم کی اکثریت محروم ہو چکی ہے، ذہنی افلاس، ژولیدہ فکری، تنگ نظری، تعصب، ہٹ دھرمی، اندھی تقلید بطور متاعِ حیات اس نے اپنالی ہے اس لئے علماء کے اس طبقے سے یہ توقع رکھنا کہ اس کی رائے سوچی سمجھی اور وزنی ہو گی، عبث امید ہے، ہمارے تعلیم یافتہ اور سمجھ دار طبقے کو چاہیئے کہ وہ سو سالہ پروپیگنڈہ کا شکار ہونے کی بجائے گرد و غبار کی دبیز تہوں کے نیچے ہیرے ایسی فاضل بریلوی کی کھری شخصیت کا خود ان کی تصانیف کے ذریعے مطالعہ کرے، سطحی معلومات رکھنے والے لوگ آج بھی فاضل بریلوی کو میلاد خواں قسم کا نیم خواندہ جھگڑالو مولوی سمجھتے ہیں جس نے دنیا بھر کے شرکیہ عقائد اپنا لئے تھے اور بدعتوں کے دروازے کھول دئے تھے حالانکہ یہ امرِ واقع ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد برِّ صغیر میں فاضلؒ بریلوی ایسا طباع اور زبردست جید عالمِ دین پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے وقیع فقہی کام کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا چنداں دشوار نہیں، معمولی چھوٹے چھوٹے مسائل سے لیکر معیشت و معاشرت، اخلاق و عقائد کے مسائل میں جو باریک بینی، احتیاط اور نزاکت و لطافت ہمیں فاضلِ بریلوی کے ہاں نظر آتی ہے اس کی نظیر سلف میں بھی خال خال ملتی ہے مگر بُرا ہو تعصب کا کہ اسے

Marfat.com

یہ خوبی بھی برائی نظر آتی ہے ؎

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق اتنا
صبا سے بھی نہ ملا تجھ کو بوئے گل کا سُراغ

زندگی کے عام مسائل کی طرح عقائد کے بارے میں یہی مشہور کیا گیا کہ وہ (فاضل بریلوی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الوہیت کا درجہ دیتے ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذاتی اور غیر متناہی علمِ غیب کا اعتقاد رکھتے ہیں، جلیل القدر ائمہ پر بلا سوچے سمجھے کفر کے فتوے دے دیتے ہیں، العیاذ باللہ!

خود فاضلِ بریلوی رقمطراز ہیں :-

" ۔۔۔۔۔۔ مسئلۂ علمِ غیب میں افترا ر چھانٹنے شروع کئے، کبھی یہ کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم ذاتی بے عطائے الٰہی مانتا ہے، کبھی یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم، علمِ الٰہی سے مساوی جانتا ہے، صرف قِدم و حدوث کا فرق کرتا ہے، کبھی یہ کہ بہ استثنائے ذات وصفاتِ الٰہی باقی تمام معلوماتِ الٰہیہ کو حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا علم محیط بتاتا ہے، کبھی یہ کہ امورِ غیر متناہیہ بالفعل کو حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا علم بہ تفصیل تمام حاوی ٹھہراتا ہے حالانکہ اللہ واحد قہار دیکھ رہا ہے کہ یہ سب ان اشقیار کا افترا ر ہے، سچے ہیں تو بتائیں کہ ان میں کونسا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتوے میں تحریر ہے؟

میرے رسالہ (الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ) کی نظرِ اول میں ہے " علمِ ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے، اس کے غیر کے لئے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے، غیر متناہی بالفعل کو

Marfat.com

شامل ہونا صرف علمِ الٰہی کے لئے ہے۔

کسی مخلوق کا معلوماتِ الٰہیہ کو بتفصیلِ تام محیط ہو جانا شرع سے بھی محال ہے اور عقل سے بھی بلکہ اگر تمام اہلِ عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم جمع کئے جائیں تو ان کو علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہو گی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے .... ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے علوم مل کر بھی علمِ الٰہی سے مساوی ہونے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ گزرے .... ہم نہ علمِ الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیرِ خدا کے لئے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا جانتے ہیں نہ کہ جمیع" لہ

آگے چل کر حضرت فاضل بریلوی نے اپنے موقف کی مزید وضاحت فرمائی ہے لکھتے ہیں:-

(۱) "بلاشبہ غیرِ خدا کے لئے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں، اس قدر خود ضروریاتِ دین سے ہے اور منکر کافر۔

(۲) بلاشبہ غیرِ خدا کا علم معلوماتِ الٰہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، معاذ اللہ مساوی درکنار تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب کے علوم مل کر علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علومِ الٰہیہ کے غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش و

لہ خالص الاعتقاد از فاضل بریلوی مطبوعہ بریلی : ص ۱۹ تا ۲۱

Marfat.com

شرق و غرب و جملہ کائنات از روزِ اول روزِ آخر کو محیط ہو جائیں، آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں، شرق و غرب دو حدیں ہیں، روزِ اول و روزِ آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو، سب متناہی ہے، بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علومِ خلق کو علمِ الٰہی سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہم مساوات۔

(۳) یونہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کثیر و وافر غیبوں کا علم ہے، یہ بھی ضروریاتِ دین سے ہے، جو اس کا منکر ہو، کافر ہے کہ سرے سے نبوت کا ہی منکر ہے۔

۴۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضلِ جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء، تمام مخلوق سے اتم و اعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیبِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ ہی جانتا ہے مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا مگر وہابیہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کس دل سے گوارا ہو انہوں نے:

(i) صاف کہہ دیا کہ حضور کو دیوار پیچھے کی بھی خبر نہیں

(ii) وہ اور تو اور خود اپنے خاتمہ کا بھی حال نہیں جانتے۔

(iii) ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ خدا کے بتائے سے بھی اگر بعض مغیبات کا علم ان کے لئے مانے جب بھی مشرک ہے۔

(iv) اس پر قہر یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تو دیوار پیچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور ابلیسِ لعین کے لئے تمام زمین کا علم حاصل جانیں۔

(v) اس پر عذر یہ کہ ابلیس کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے۔

Marfat.com

(۱۰) پھر ستم ظریفی یہ کہ جو کچھ ابلیس کے لئے خود ثابت مانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کے ماننے پر جھٹ حکمِ شرک جڑ دیا یعنی خدا کی خاص صفت ابلیس کے لئے تو ثابت ہے، وہ تو خدا کا شریک ہے مگر حضور کے لئے ثابت کرو تو مشرک ہو۔

(۱۱) اس پر بعض غالی اور بڑھے کہ جیسا علمِ غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل اور چوپائے کو ہوتا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون"[1]

اعتقادیات سے متعلق فاضلِ بریلوی کے بارے میں جو افسانے مشہور کئے گئے ہیں وہ ایک مستقل کتاب کا موضوع ہیں۔ بظاہر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ زندگی کے عام مسائل سے لے کر اعتقادی مسائل تک میں فاضل بریلوی انتہائی غالی اور افراط و تفریط کا شکار ہیں، حاشا وکلّا معمولی مسائل سے لے کر مسئلۂ تکفیر تک فاضل بریلوی جس حزم و احتیاط اور فقہی و شرعی جزئیات کی پاسداری سے کام لیتے ہیں وہ بایدو شاید کہیں اور پائی جاتی ہو، میں نے بطور مثال علمِ غیب کے بارے میں ان کا موقف خود انہی کی زبانی پیش کیا ہے، اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ ان پر حملہ آور ہونے سے پہلے مستند طور پر ان کی کتابوں کو پڑھا اور دیکھا جائے۔ جس شخص کی پچاس مختلف علوم پر ہزاروں دقیق اور علمی تصانیف موجود ہیں، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اسے مَوردِ الزام ٹھہرانے کے لئے اس کی تصانیف کو چھوڑ کر نیم خواندہ مولویوں کی تصانیف یا کم علم واعظین اور غیر ذمہ دار عناصر کا سہارا لیا جائے۔ اس قسم کے لوگ کہاں نہیں ہوتے، سوادِ اعظم کے ہر ہر شخص کے قول و فعل کی ذمہ داری فاضل بریلوی پر ڈالنا کیونکر صحیح ہے؟ آج تک فاضل بریلوی کے ساتھ جو صورت روا رکھی گئی ہے وہ زیادہ تر اسی نوعیت کی ہے۔

اگر آج دنیا کے اسّی کروڑ مسلمان اپنے ہادی و مرشد نجات دہندۂ انسانیت

[1] خالص الاعتقاد، ص ۲۹، ۳۰

حضرتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے پابند نہیں ہیں، تو یہ ذمہ داری ایک شیخِ طریقت اور عالمِ دین پر کیونکر ڈالی جاسکتی ہے؟ اگر آج کوئی شخص قبروں کو سجدہ کر رہا ہے، انہیں حاجت روا سمجھ کر ان کے طواف کر رہا ہے، اگر کہیں شرعی حدود و قیود کے بغیر محفلیں منعقد ہو رہی ہیں، اگر کوئی شخص غیر اللہ کو الوہی صفات دے رہا ہے تو یہ ساری باتیں فاضل بریلوی ایسے دیدہ ور عالم متبعِ سنت اور عاشقِ رسول کے کھاتے میں کیوں ڈالی جاتی ہیں جس کی ساری زندگی زبان و قلم کے ذریعے ان باتوں کے خلاف جہاد کرتے گزری ہے اور جس کی ان مسائل میں سے ہر ہر مسئلے پر گراں قدر علمی تصانیف موجود ہیں۔

گذشتہ ایک صدی سے سوچے سمجھے بغیر جس طرح فاضل بریلوی کی تفضیک کی جارہی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شروع میں مخصوص مقاصد کی خاطر کچھ لوگوں نے فاضل بریلوی کے خلاف اتہام طرازی کی ابتدا کی تو بعد میں آنیوالے لوگوں نے سعادت مند اخلاف کا ثبوت دیتے ہوئے اسے کمال تک پہنچایا، جس شخص کے خلاف یہ طوفان اٹھایا جارہا ہے اسے نگاہِ غلط انداز سے بھی کسی نے دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ ہمارے سہل انگار اور لکیر کے فقیر دانشور فاضل بریلوی کا نام آتے ہی ناک بھوں چڑھا کر کہتے ہیں کہ وہ تو اپنے علاوہ ساری دنیا کو کافر سمجھتے تھے۔ اس جھوٹ کو اس قدر بار بار اور کثرت سے دہرایا گیا کہ بالآخر وہ سچ معلوم ہونے لگا ہے

ایک صدی کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں، اس میں بطور مشن کے اسی بات کی تبلیغ کی گئی ہے، اس دوران دو تین نسلیں بدل گئی ہیں۔ ادھر ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی نے سوادِ اعظم کے تمام علمی مراکز اور سرچشموں، بدایوں، خیر آباد، لکھنؤ، دہلی کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ دنیا کی مایہ ناز علمی شخصیتوں نے انگریزی سامراج سے نبرد آزمائی کے عوض پھانسی کے پھندوں اور کالے پانی کو جا آباد کیا چنانچہ دوسری طرف سے خاموشی کے ماحول نے

Marfat.com

فضا اور ساز گار بنادی۔ فاضلِ بریلوی تو خیر علمی اور عملی اعتبار سے بہت ہی قدر آور شخصیت ہیں مگر کیا کسی معمولی پڑھے لکھے آدمی سے بھی اس بات کی توقع کی جاسکتی ہے جو مولٰنا عبدالرزاق ملیح آبادی فاضل بریلوی سے منسوب کر رہے ہیں، انکا کہنا ہے :

"یاد رہے مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے اور اپنے معتقدوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابولہب سے بھی بڑھ کر اکفر سمجھتے تھے۔" [1]

اگر انصاف دنیا سے رخصت نہیں ہوگیا تو پھر اہلِ دیانت سے گزارش ہے کہ وہ تاریخ کے اس مظلوم اور کشتۂ اغیار عبقری کے ساتھ انصاف کریں ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ فاضل بریلوی میں جوش اور شدت ہے مگر یہ بات کبھی فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ ان کی یہ شدت ان کے اخلاص پر مبنی، ان کے دل کی گہرائیوں کی آواز ہے، وہ اپنے اندر تجدیدی شان لئے ہوئے ہیں، اس منصب پر اپنی علمی بصیرت اور تبحر کے حوالے سے انہیں اس بات کا پورا پورا حق پہنچتا ہے۔

برِّصغیر میں ہمیں یہ جوش، ولولہ اور شدت حضرت مجدّدِ الفِ ثانی کے مکتوبات میں بآسانی مل جاتا ہے، فاضل بریلوی کا جوش، ولولہ اور طنطنہ ان کی اس تڑپ کا اظہار ہے جو عظمت و تقدیسِ رسالت کے منافی سرگرمیوں کو دیکھ کر ان کے دل میں بھی مگر خیال رہے کہ اس شدت اور جوش میں ان کا قدم صراطِ مستقیم سے ذرہ برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوا اور ان کا یہ ولولہ صرف مخالفین کے ہی خلاف نہیں بلکہ عظمتِ رسالت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اتباعِ سنت، ردِ بدعت، اسلامی اقدار کے احیاء اور فروغ کے بارے میں بھی ان کے ہاں وہی ہمہمہ، جذبہ اور جوش ہے اور یہ جوش و عزم فی الواقع محمود اور مطلوبِ شرع ہے۔

---

[1] ذکرِ آزاد از مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی : ص

اس موقع پر ہمیں ان حالات کو سامنے رکھنا ہوگا جن کے خلاف فاضل بریلوی کو صف آرا ہونا پڑا۔ اگر اس پس منظر کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اگر فاضل بریلوی میں یہ جوش، ولولہ اور عزم و ارادہ نہ ہوتا اور اس کے ساتھ ان کی کوہِ گراں قد آور علمی و روحانی شخصیت نہ ہوتی تو اس جدید تحریک کا مقابلہ کسی طرح نہیں کیا جاسکتا تھا ۔

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے

اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری

فاضل بریلوی کے خلاف اتہام والزام کی جو مہم چلائی گئی اس کا انہیں خود بھی احساس تھا، چنانچہ فرماتے ہیں :۔

" ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلِ سنت کے فتاویٰ تکفیر کا کیا اعتبار ؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا، مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا، پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی کو کہہ دیا، غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الٰہ آبادی مرحوم و مغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو

Marfat.com

کافر کہہ دیا، مولانا کو اللہ تعالٰی اجنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آیہ کریمہ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا پر عمل فرمایا، خط لکھ کر دریافت کیا" لہ

اس الزام کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہیں :-

" یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتوے دیا ہے، جب تک انکی صریح دشنامیوں پر اطلاع نہ تھی، مسئلہ امکانِ کذب کے باعث ان پر اٹھتر وجہ سے لزومِ کفر ثابت کرکے "سبحٰن السبوح" میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشَ للہ حاشَ للہ ہزار ہزار بار حاشَ للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ لاالٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔

مسلمانو! مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روز قیامت وحضور بارگاہِ رحمٰن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط، یہ جلیل تصریحات، اس پر تکفیر تکفیر کا افترا کتنی بے حیائی، کیا ظلم، کتنی گھناؤنی ناپاک بات ......

مسلمانو! یہ روشن، ظاہر، واضح، قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے

لہ حسام الحرمین، مطبوعہ بریلی : ص ۴۰، ۱۴۱

Marfat.com

ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو، یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افترا رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی، واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی باقی نہ رہ جائے۔

یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت اٹھتر وجہ سے بحکمِ فقہائے کرام لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی، جب ان سے جائیداد کی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی، حاش للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا و رسول ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایتِ احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکار ضروریاتِ دین و دشنام رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سن چکے"۔ ؎

تکفیر و تفسیق سے متعلق فاضل بریلوی کی احتیاط اور حتی الامکان دامن بچانے کا جذبہ ان کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے، رہی یہ بات کہ ان کے قلم سے بعض ایسے فتوے نکلے، تو ہم شرح صدر سے یہ بات عرض کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ فتوے بامر مجبوری پوری چھان پھٹک، تحقیق، کرید کے بعد دے اور اس وقت دئے جب شرعی طور پر انہوں نے اس کے علاوہ اور کوئی راہ نہ دیکھی، جن عبارات پر یہ فتوے دے گئے ہیں وہ واقعی اس قسم کی ہیں جن سے ایک مہذب معاشرے کا عام فرد بھی نفرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور عجیب بات یہ ہے کہ ان عبارات کا زیادہ تر تعلق براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے ہے جن کے بارے میں عشاق کا شروع سے نظریہ یہ رہا ہے ؎

معنی محرم فہم کنی تحقیق اگر　　بنگری با دیدۂ صدیق اگر
قوتِ قلب و جگر گردد نبی　　از خدا محبوب تر گردد نبی

اور حضرتِ علامہ اقبال نے تو یہاں تک فرما دیا ؎

خدا اندر قیاسِ ما نہ گنجد
شناس آں را کہ گوید ماعرفناک

یہاں بر سبیلِ تذکرہ یہ واقعہ ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ حضرتِ علامہ اقبال نے حقیقتِ محمدیہ پر عبدہٗ کے زیرِ عنوان جب اپنے یہ مشہور اشعار لکھے ؎

عبدہٗ از فہمِ تو بالا تر ست　　زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر ست
عبدہٗ صورتِ گرِ تقدیرہا　　اندرو ویرانہا تعمیرہا

؎ حسام الحرمین از فاضل بریلوی مطبوعہ بریلی : ص ۴۳ تا ۴۵

Marfat.com

عبدہٗ دہر ست و دہر از عبدہٗ ست ۔۔۔ ما ہمہ رنگیم او بے رنگ و بوست

کس ز سرِ عبدہٗ آگاہ نیست ۔۔۔ عبدہٗ جز سرِّ الا اللہ نیست

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر ۔۔۔ ما سراپا انتظار او منتظر

اس پر مشہور مؤرخ علامہ اسلم جیراج پوری نے طویل تبصرہ کیا، مولانا جیراج پوری یہ اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" یہاں تک کہ صاف صاف کہتے ہیں ؎

لا الٰہ تیغ و دمِ او عبدہٗ

فاش تر خواہی بگو ہُو عبدہٗ "

ان اشعار پر مولانا جیراج پوری کا پارۂ حرارت چڑھ گیا، اگر اس کا قائل کوئی عالمِ دین ہوتا تو وہ آنکھ جھپکنے ہی مشرک، بدعتی، غالی اور نہ جانے کیا کیا کچھ بن جاتا مگر اس کا قائل ایک ایسا شخص تھا جو جدید و قدیم کا عالم، اسلام اور ملتِ اسلامیہ کا درد مند تھا، اور جس کے فکر و فلسفہ پر آج پورے عالمِ اسلام کو ناز ہے مگر اس سے آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ اتنے اعزازات کی وجہ سے حضرتِ علامہ اقبال کو معاف کر دیا گیا ہوگا۔

مولانا جیراج پوری فرماتے ہیں:-

" فلکِ مشتری پر ڈاکٹر صاحب کی ایک ادا قرآن کے خلاف معلوم ہوئی اس لیے اس کو بھی ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں، وہ جوہرِ مصطفٰے کی حقیقت جس کو اللہ تعالےٰ نے معراج کے بیان میں عبدہٗ فرماتا ہے حلاج کی زبان میں اس طرح بیان کرتے ہیں "

اس کے بعد مولانا جیراجپوری نے مذکورۃ الصدر اشعار نقل کئے ہیں پھر فرماتے ہیں:-

" یہ حقیقت میں غلو ہے" [1]

---

[1] نوادرات (مجموعہ مضامین علامہ اسلم جیراجپوری) مطبوعہ ادارہ طلوعِ اسلام پالبن روڈ کراچی، ص ۱۱۹

Marfat.com

غور فرمایا آپ نے ؟ عظمت و حقیقتِ محمدیہ کی بات کرنے پر بیک جنبشِ قلم کس طرح حضرتِ علامہ غالی اور قرآن کے مخالف قرار پا گئے ؟ حضرتِ علامہ کے خلاف الزام میں جو صداقت ہے وہی فاضلِ بریلوی کے خلاف فردِ جرم میں بھی ہے۔ فاضلِ بریلوی کا جرم اور گناہ قطعاً علامہ اقبال سے مختلف نہیں ہے، دونوں کی دعوت عشقِ رسول ہے، دونوں کا مطالبہ حقیقتِ محمدیہ کا ادراک اور اس کی آفاقی اور لافانی عظمتوں کی تقدیس ہے، دونوں کی درخواست اتباع اور محبتِ رسول ہے، دونوں حضرات نے زوال پذیر امتِ مسلمہ کی پستی اور انحطاط کا واحد حل دامانِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل وابستگی کو قرار دیا ہے، حضرتِ علامہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جمالی اور رحمۃ للعالمینی کے ترجمان تھے جبکہ فاضلِ بریلوی شانِ جمالی کے ساتھ ساتھ شانِ جلالی کے بھی ترجمان تھے اس لئے انہوں نے اس بارے میں کسی نرمی اور رعایت سے قطعاً کام نہیں لیا،

فاضلِ بریلوی کی درشتی کا رونا رونے والے تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم، براہینِ قاطعہ اور حفظ الایمان کی ان جگر سوز اور دلخراش عبارات کی طرف کیوں توجہ نہیں دیتے جنہوں نے برِّصغیر کے مسلمانوں کے دل و دماغ جھنجوڑ کر رکھ دیئے ہیں، ان میں سے بیشتر کتابیں اردو میں ہیں، کیا اردو زبان سے معمولی شُدبُد رکھنے والے حضرات یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ اللہ کے حبیب حضرتِ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا تبار کے بارے میں زبان و قلم کو کن آداب اور باریکیوں کا پابند ہونا چاہیئے ؟ ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

آخر دین کا کونسا فریضہ اور ضروری مطالبہ ہے کہ یہ کتابیں بار بار چھاپی جائیں ؟

Marfat.com

ضد اور ہٹ دھرمی کی بجائے ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ تمام قابلِ اعتراض عبارات کے بارے میں متعلقہ زبانوں کے ادیبوں اور غیر جانبدار ماہرین کا بورڈ بنا کر ان عبارات کو مناسب الفاظ میں تبدیل کر دیا جائے؟ ایک صدی کی مناقشہ بازی، جنگ و جدل، غیر ضروری لٹریچر کی طباعت پر کروڑوں روپے کے ضیاع اور امتِ مسلمہ میں فرقہ بازی کو گوارا کر لیا گیا ہے مگر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ سے متعلق ان زہر آلود عبارات کو اپنے چند اساتذہ کی عزت و وقار کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے، یہ وہ عبارات ہیں جنہیں خود اس مکتبِ فکر کے سنجیدہ علماء بھی ناپسندیدہ قرار دے چکے ہیں مگر برا ہو شخصیت پرستی کا کہ اس نے جکڑ کر رکھا ہے۔

دنیائے مذہب کے اہلِ عقل و خرد کو یہ بات کان کھول کر سن لینی چاہیئے کہ آج مذہب (چاہے کوئی ہو) خود زیرِ بحث ہے، اس کے بقا کی صورت صرف یہ ہے کہ اس کے ساتھ جذباتی اور والہانہ تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے، قوموں کے عروج و زوال میں اپنے نظریۂ حیات سے شیفتگی اور والہانہ تعلق کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔

خیال رہے کہ تقویۃ الایمان کے نتیجے میں اٹھنے والی تحریک کی براہِ راست زد اسی جذبے اور والہانہ تعلق پر پڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوموں کے عروج و زوال کے فلسفے پر گہری نظر رکھنے والے زعماء پوری شدت اور قوت کے ساتھ اس سے مزاحم ہوئے ہیں، ان جگر پاش عبارات کے قابلِ عمل تصفیے کے بغیر برِ صغیر کے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی تلقین و تبلیغ کرنا کنوئیں سے مردار نکالے بغیر اسے پاک کرنے کے مترادف ہے۔

اس وقت مولانا جیراج پوری کی کتاب میرے سامنے ہے، اس میں انہوں نے علامہ اقبال کے ایک اور شعر کو موضوعِ تنقید بنایا ہے مگر ضمناً انہوں نے آنحضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی بارگاہِ قدس کے بارے میں جو الفاظ لکھے ہیں، میں دل پر پتھر رکھ کر انہیں آپ کے سامنے صرف اس لئے پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ وہ پس منظر سامنے لا سکیں جس سے مجبور ہو کر فاضل بریلوی ان حضرات کے خلاف میدان میں آئے، فرماتے ہیں:-

"خود ڈاکٹر اقبال کو بھی یہ میم پسند نہیں آیا، ایک جگہ لکھتے ہیں ؎

کہیں تہذیب کی پوجا کہیں تعلیم کی ہے
قوم دنیا میں یہی احمدِ بے میم کی ہے

معلوم نہیں کہ قرآن شریف کے مطالعہ کے بعد جس طرح تصوف کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کا خیال بدلا ہے، اسی طرح اس عقیدہ میں کوئی بھی تبدیلی ہوئی یا ابھی تک معذورِ صہبائے محبت ہیں اور خاکِ عرب کے سونے والے کو کچھ اور ہی سمجھتے ہیں۔" [1]

بدعت اپنی جگہ مذموم ہے مگر ہر نئی بات کو بدعت کہہ کر رد کر دینے سے زندگی میں جو جمود اور تعطل پیدا ہوتا ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ ہمارے بعض جلیل القدر ائمہ اور فقہاء نے بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا، ورنہ موجودہ طرزِ تعلیم، مدارس کی بلند و بالا عمارتیں، مزیّن و منقش مساجد، وعظ و تقریر کی پُرتکلف مجالس، لاکھوں روپے کے اخراجات سے چھپنے والا لٹریچر کس طرح بدعت سے خارج ہو جائیں گے؟

خیال رہے کہ میں نے ان چیزوں کا نام لیا ہے جن کا تعلق دین سے ہے اور جنہیں ہم دینی کام سمجھ کر ہی کرتے ہیں اور ان امور پر روپیہ پیسہ خرچ کرنے والوں کو جنت کی نوید سناتے ہیں حالانکہ خیر القرون میں ان میں سے کسی چیز کا نام و نشان تک

---

[1] نوادرات "حواشی" : ص ۸۷

نہیں پایا جاتا۔ اگر بدعت کی تعریف یہی ہے کہ جس چیز کا وجود خیر القرون میں نہ پایا جائے اور بعد میں اسے ایجاد کر کے دینی امر کے طور پر سرانجام دیا جا رہا ہو تو کوئی ہمیں بتائے کہ مذکورہ بالا چیزیں جنہیں ہم خالص دینی کام سمجھ کر دوسرے لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں، کیوں بدعت نہیں ہیں؟ غیر اسلامی اور ظالمانہ نظامِ حیات کے سامنے خاموشی اور سپر اندازی، غلط کار، بے دین اور راشی حکام سے میل جول اور روابط، ظالم سرمایہ داروں اور لوگوں کا خون چوسنے والے جاگیرداروں سے مدارس و مساجد کے لئے چندوں کی خاطر اپنی محفلیں سجانا، اجلاسوں میں انہیں اعزازِ صدارت پیش کرنا آخر کیوں بدعت کے ذیل میں نہیں آتا؟ کیا بدعت کے فتووں کے لئے صرف میلاد، سلام و قیام، جلوسِ میلاد اور ذکرِ شہادتِ حسین ہی کی محافل رہ گئی ہیں؟ عقیدۂ توحید، گیارہویں، ختمِ خواجگان اور محفلِ میلاد سے تو مجروح ہوتا ہے مگر زندگی کے باقی شعبوں میں متعدد طاقتوں اور قوتوں کو عملاً تسلیم کر لینے سے اسے کوئی گزند نہیں پہنچتا؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ توحید و شرک اور بدعت و سنت کے تصورات ہمارے خود ساختہ ہیں اور وہ موم کے ناک کی طرح ہر موقع پر ضرورت کے مطابق مڑتے اور ڈھلتے رہتے ہیں اور ان کے پیچھے کوئی معقولیت نہیں ہے۔

حالات کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنے سے جو حقیقت روزِ روشن کی طرح کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرتِ فاضل بریلوی نے جن توہین آمیز عبارات پر گرفت کی وہ اس قدر صحیح، برمحل اور واقعہ کے مطابق تھی کہ اس کا کوئی جواب دیا ہی نہیں جا سکتا اس کا سیدھا اور صاف جواب ان عبارتوں سے رجوع اور انہیں بارگاہِ رسالت کے شایانِ شان الفاظ میں تبدیل کرنا تھا مگر دوسری طرف سے ان توہین آمیز اور گستاخانہ عبارات پر اصرار اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا گیا، ان کی الٹی سیدھی تاویلات کا جو پاکھنڈ

Marfat.com

رچایا گیا ، اس سے اردو زبان وادب کے روزمرے اور محاورے آج تک شرمندہ ہیں، فخرِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنے اکابرین کی عزت ووقار کو زیادہ اہمیت دی گئی ، اس صورتحال سے حضرت فاضل بریلوی نے تردید و تنقید میں مزید شدت پیدا کی، جس میں وہ ہر طرح حق بجانب تھے ، تو معقول اور سیدھی راہ اختیار کرنے کے بجائے الزامی جواب کے طور پر فاضل بریلوی پر شرک و بدعت کے ہتھیاروں سے حملہ آور ہونے میں عافیت سمجھی گئی ۔

اصولی طور پر پہلے فاضل بریلوی کے عائد کردہ الزامات سے پوری طرح اپنا دامن صاف کیا جاتا ، مابہ النزاع مسئلے یعنی اختلافی عبارات کے بارے میں کوئی مثبت اور معقول رویہ اختیار کیا جاتا ، اس کے بعد اگر فاضل بریلوی کی کوئی بات قابلِ گرفت تھی تو اس پر گرفت کی جاتی ۔ یہ کہاں کا انصاف اور علمی ثقاہت ہے کہ ایک شرعی اور دینی مسئلے میں ایک فریق کے سنگین الزامات کا جواب دئے بغیر میدان میں نکل کر اسے للکارنا شروع کردیا جائے ۔

فاضل بریلوی کی کسی گرفت کا آج تک کوئی معقول اور مدلل جواب نہیں دیا گیا اور جواب دیا بھی کیا جاسکتا ہے ؟ ان کی حجت آج بھی قائم ہے ، میرا یہ دعویٰ ہے کہ اگر آج بھی ان تمام عبارات کی جانچ پرکھ کے لئے ماہرین کا بورڈ مقرر کردیا جائے تو اس کا متفقہ فیصلہ یہی ہوگا کہ یہ عبارات بارگاہِ نبوی کی توہین اور گستاخی پر مشتمل ہیں ۔ منطقی طور پر اس فیصلے سے بچنے کے لئے مسلمان عوام کا ذہن دوسری طرف پھیرنا ضروری تھا چنانچہ شدت کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا گیا کہ فاضل بریلوی تو بدعات کے مؤید و مجوز اور شرکیہ عقائد کے حامی ہیں ۔

اگر فاضل بریلوی کے خلاف یہ مہم کامیاب ہو جائے تو ظاہر ہے کہ ان کی گرفت اور عالمانہ تنقید خود بخود بے وقعت ہو جاتی ہے ۔

Marfat.com

یہاں یہ بات بے جا نہ ہو گی کہ صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ فاضل بریلوی پر طرح طرح کے دوسرے الزامات بھی عائد کیے گئے جن میں سر فہرست دار الحرب اور دار الاسلام کے بارے میں آپ کا فتوے اور ترکِ موالات سے متعلق آپ کا موقف ہے۔ یہاں اس مسئلے کی تفصیل کا موقع نہیں، اتنی بات ذہن میں رہے کہ فقہ حنفی کی تمام متون اور اہم نصوص کے مطابق فاضل بریلوی کا فتوے اور موقف ایسی حقیقتِ ثابتہ ہے جس کو آج بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جن حضرات نے بلا سوچے سمجھے جذباتی انداز میں اس ملک سے ہجرت کا نعرہ لگایا انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کو جس طرح ذلیل و پریشان کیا وہ محتاجِ بیاں نہیں، نقصانِ مایہ و شماتتِ ہمسایہ کے مطابق جب یہ لوگ بے نیلِ مرام ہندوستان واپس ہوئے اس وقت اس مردِ درویش کی سیاسی بصیرت اور دینی علوم میں مجتہدانہ عظمت کا احساس دلوں میں اجاگر ہوا، یہ فتوے خالص شرعی اور دینی تقاضوں کے مطابق جاری ہوا اور وقت نے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کے حق میں اس سے بہتر اور مفید رہنمائی اس وقت کسی دوسری جگہ سے نہیں ملی۔ اس سے اگر کوئی شخص انگریزی استعمار کی تائید و تقویت کی بنیادیں فراہم کرتا ہے تو اسے ان دوسرے علماء کے متعلق بھی سوچ لینا چاہیئے جو مسلکاً مخالف ہونے کے باوجود اس بارے میں فاضلِ بریلوی کے ہمنوا ثابت ہوئے۔ کیا فاضل بریلوی کے بارے میں فیصلہ دینے کے لئے اسی فتوے کو بنیاد بنایا جائے گا۔

انگریز ایسی جابر اور ظالم طاقت سے پنجہ آزمائی کرنے والی علمائے حق کی وہ جماعت جس نے خون کے نذرانے دے کر آزادیٔ وطن کی تحریک کا آغاز کیا، فاضل بریلوی کی ہم مسلک نہیں تھی؟ یہ شہیدِ آزادی علامہ فضلِ حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا کفایت علی کافی، شاہ احمد اللہ مدراسی، مولانا رضی الدین بدایونی ایسے سینکڑوں شہیدانِ آزادی مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کے مقتداء اور فاضل بریلوی کے

Marfat.com

کے ہم مسلک نہیں تھے؟ تحریکِ آزادیٔ وطن کے آخری مراحل کے دوران تحریکِ قیامِ پاکستان میں فاضلِ بریلوی کے ہم مسلک علماء اور مشائخ کی خدمات اور مساعیٔ جمیلہ کو تاریخ کے زریں صفحات سے کون مٹا سکتا ہے؟

اس ساری کدوکاوش کا نتیجہ کیا نکلا؟ وہی ڈھاک کے تین پات! فاضلِ بریلوی کی شخصیت آج بھی سوادِ اعظم اہلِ سنت کے اجتماعی ضمیر کی آواز اور اس کے دل کی دھڑکن ہے اور ان کے مخالفین آج بھی اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کے وارث ہیں۔ ہنگامی طور پر اس سے یہ نقصان ضرور ہوا ہے کہ اس معروف مادی اور پُرآشوب دَور میں سطحی علم رکھنے والے لوگ ذہنی بے اطمینانی کا شکار ہو گئے ہیں۔ ہر شخص کے پاس اتنا علم ہے اور نہ اتنا وقت کہ وہ فاضل بریلوی کی گراں قدر تصانیف کا مطالعہ کر سکے مگر یہ امر خوش آئند ہے کہ اب فاضل بریلوی کی تصانیف، حالاتِ زندگی، کردار اور مسلک و مشرب کے بارے میں خاصا مثبت اور ٹھوس کام شروع ہو گیا ہے اور وہ دن دور نہیں جب برِّ صغیر کی یہ مظلوم عبقری شخصیت اپنا جائز مقام حاصل کر لے گی۔

رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف

میں انتہائی کرب اور دکھ کے ساتھ قارئین سے یہ بات نہیں چھپانا چاہتا کہ فاضل بریلوی کی شخصیت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے اور ان کے خلاف بدنامی کی مہم کو غیر شعوری طور پر ہوا دینے میں خود ان کے معتقدین اور نام لیواؤں نے بھی کمی نہیں کی۔ فاضل بریلوی کا نام مسلک اہلِ سنت وجماعت اور سوادِ اعظم کے لئے علامت اور امتیازی نشان بنکر رہ گیا ہے مگر سوادِ اعظم کی اکثریت نے علم و فضل، تفقہ و تدبر، زہد و تقویٰ اور اتباعِ سنت کے اس معیار کو قائم نہیں رکھا جو فاضل بریلوی نے ان کے لئے مقرر کیا تھا۔ حد یہ ہے کہ سوادِ اعظم کی اکثریت پڑھے لکھے حضرات تک فاضل بریلوی کی

Marfat.com

خدمات، ان کے مسلک و مشرب اور علمی دنیا میں ان کے مقام و مرتبے سے پوری آگاہی نہیں رکھتے۔ اہلِ سنت وجماعت ہونے کے باوجود مختلف علماء اور روحانی خانوادوں نے بعض فروعی مسائل میں اپنے اپنے الگ مسلک بنا رکھے ہیں، ادھر دوسری طرف سے ہر شخص کے قول وفعل کی ذمہ داری فاضل بریلوی پر ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جاتا۔

سچی بات یہ ہے کہ سوادِ اعظم آخری دور میں علمی وعملی لحاظ سے فاضل بریلوی ایسی قدآور دوسری شخصیت پیش کرے اور اگر نہیں پیش کی جاسکتی اور یقیناً نہیں کی جاسکتی تو پھر دین فہمی میں انہیں حجت تسلیم کرلے۔ آج بشمول دیگر جماعتوں کے اہلِ سنت میں فاضل بریلوی کے پائے کا عالمِ دین کون ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ اعتقادیات ایسے اہم مسائل میں تو انکی فہم سند اور حجت ہے مگر جن فروعی مسائل میں وہ ہماری مخصوص رائے کی موافقت نہ کریں وہاں ان کا فکر مرجوح اور ثانوی حیثیت اختیار کرلیتا ہے اور ہم میں سے بعض حضرات بڑی دیدہ دلیری سے کہتے ہیں کہ وہ تو صرف عالمِ دین تھے اور ہم مشائخ طریقت ہیں۔ یہ بالکل وہی جواب ہے جو شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے معمولات و معتقدات سے متعلق علمائے دیوبند دیا کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اور باتوں کی طرح دین وشریعت کے بارے میں بھی ہم لوگ نرم مزاجی اور سبک روی کا شکار ہوگئے ہیں، ہم اپنے ذہن میں عقائد و نظریات اور معمولات و معتقدات کا ایک سانچہ پہلے بنا لیتے ہیں اور کم علمی یا سادگی سے اسے حرفِ آخر اور قطعیت کا درجہ دے دیتے ہیں پھر ہر چھوٹی بڑی شخصیت کو اس پیمانے سے ناپنا شروع کر دیتے ہیں ورنہ کوئی ہمیں بتائے کہ وہی فاضل بریلوی جو جدید نظریات اور نجد سے درآمد شدہ خیالات کے بارے میں ہمارے نزدیک حجۃ الاسلام کی حیثیت رکھتے ہیں، سجدۂ تعظیمی، بوسہ و طوافِ قبور، اور قوالی و مزامیر ایسے نسبتاً چھوٹے مسائل کے بارے میں کیوں غیر ثقہ اور

Marfat.com

مولوی کہہ کر غیر اہم بنا دئے جاتے ہیں۔ یہ مولوی اور مشائخ کا چکر بھی عجیب ہے، آج جبکہ سارے مکاتبِ فکر کا ہر چھوٹا بڑا مولوی شیخِ طریقت بن کر پیری مریدی کر رہا ہے، فاضل بریلوی ایسی نابغۂ روزگار ہستی جس پر سلسلۂ عالیہ قادریہ کو فخر حاصل ہے کیونکر اس وسیع دائرے سے خارج ہو جاتی ہے؟

اگر فاضل بریلوی نرے مولوی ہیں تو حقیقی شیخ اور مرشد راہ کی کوئی ایسی جامع تعریف ہمیں بتلائیے جس میں اس دور کے سارے علماء اور سجادہ نشین تو آجائیں مگر فاضل بریلوی اس سے خارج ہو جائیں اور اگر یہ مرتبہ تزکیۂ نفس، صفائے باطن، علم کی معراج اور ذاتِ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبتِ کاملہ کے حصول سے حاصل ہوتا ہے تو لاریب فاضل بریلوی اس دور کے بہت بڑے صوفی، شیخ طریقت اور مرشد راہ تھے، لاکھوں نے ان سے تعلق جوڑ کر خدا کی معرفت حاصل کی، کروڑوں نے ان کے ذریعے سے ایمان واعتقادیات کی بنیادیں مضبوط کیں، ہزاروں نے ان سے عشق ومحبتِ نبوی کی لازوال دولت کا فیض لے کر دوسروں میں تقسیم کیا، سینکڑوں نے ان سے امتِ محمدیہ کے علوم اخذ کر کے دوسروں میں پھیلائے، ان کا قلم عمر بھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اہلبیت عظام، اولیائے امت اور صلحائے ملت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت وناموس کی پاسبانی اور نگرانی کے فرائض انجام دیتا رہا ہے۔

اہلِ سنت وجماعت کے علماء اور روحانی پیشوا اپنا قابلِ فخر ماضی رکھتے ہیں مگر انہوں نے اتباعِ سنت کے سلسلے میں اپنے سلف کی شدت کو نرمی میں بدل دیا ہے اس وقت وہ بے شمار ایسی باتوں کو دل سے برا جاننے کے باوجود اپنی محافل اور خانقاہوں میں گوارا کر لیتے ہیں جنہیں ان کے اسلاف کسی صورت میں برداشت نہ کرتے، اس طرزِ عمل نے اہلِ سنت کے خلاف بالعموم اور فاضل بریلوی کے خلاف بالخصوص مذموم پروپیگنڈے کو تقویت بخشی ہے "من رائی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ"

Marfat.com

فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذٰلک اضعف الایمان (الحدیث) (تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے اسے بزور مٹائے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے بُرا کہے، اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اسے ضرور بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے) کے مطابق ہمارے علماء اور خانقاہوں کے منتظمین سجدۂ تعظیمی، طواف و بوسۂ قبور، اعراس کے موقع پر ناچ، بھنگڑا، تھیٹر، عام قوالی و سماع ایسی باتوں سے خانقاہوں کو کیوں پاک نہیں کرتے یا کم از کم ان سے براءت کا اظہار کیوں نہیں کرتے؟ اس سے خود تصوف، مسلکِ اہلِ سنت اور بزرگانِ دین کی بدنامی ہو رہی ہے جبکہ دوسری طرف ہمارا پریس اور ذرائعِ ابلاغ ڈبہ پیر ایسے لوگوں کے کردار کو حقیقی مشائخ کی کردار کشی کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ہمارا پریس آج تک یہ امتیاز نہیں کر سکا کہ شیخ یا مرشد کسے کہا جاتا ہے اور کن لوگوں کے لئے یہ لفظ نہ صرف غلط بلکہ برعکس نام زنگی نہند کافور، کی حیثیت رکھتا ہے۔

خانقاہوں میں اعراس کا انعقاد اکتسابِ فیوض و برکات، انفرادی و اجتماعی ذمہ داریوں کی تجدید، احتسابِ نفس اور تزکیۂ باطن کی خاطر ہوتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا مقاصد حاصل نہ ہوں تو پھر نشستند و گفتند و برخاستند کے سوا کیا باقی رہ جاتا ہے؟

اہلِ سنت و جماعت کے وہ حلقے جو بعض فروعی خانقاہی مسائل میں فاضل بریلوی سے اپنا الگ مسلک رکھتے ہیں اور اپنے معمولات و معتقدات پر اصرار کے وقت علمی و شرعی بنیادیں فاضل بریلوی ہی کے خوشۂ داماں سے حاصل کرنے میں ہماری اس کتاب کے مندرجات کو بار بار پڑھیں، فاضل بریلوی کے مسلکِ حقہ پر غور فرمائیں، اگر انہیں فاضل بریلوی کی کسی بات سے کوئی اختلاف ہے تو وہ اپنے مسلک کی تائید میں شرعی دلائل قائم کریں اور واضح طور پر اپنا الگ راستہ اختیار کریں۔ اس سے فاضل بریلوی کی شخصیت ناکردہ گناہ سے بچ جائے گی۔

Marfat.com

سنت و بدعت، تصوف و طریقت اور خانقاہی امور کے بارے میں فاضل بریلوی کا مسلک صاف ستھرا اور ٹھوس شرعی بنیادوں پر قائم ہے۔ اسے چیلنج کرنے کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے، حق و باطل اور خطا و ثواب کا فیصلہ زمانہ اور وقت خود کرے گا۔ سوادِ اعظم حضرت فاضل بریلوی کا پیروکار ہے، اسے کسی دوسری شخصیت کا سہارا لے کر تضحیک و تمسخر کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ سوادِ اعظم کے بارے میں کوئی فیصلہ دینے سے پہلے اس کے مسلّم رہنما اور قائد فاضل بریلوی کا مسلک و مشرب معلوم کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ کچھ خانوادے یا علماء بعض مسائل میں الگ نقطۂ نظر رکھتے ہیں تو ان کے نقطۂ نظر اور مسلک و مشرب کی ذمہ داری خود انہی پر عائد ہوتی ہے، اس سے مسلکِ اہلِ سنت کو الزام دینا کسی طرح صحیح نہیں البتہ سوادِ اعظم کے ہر باشعور شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے مقتدا اور دینی پیشوا کی تحقیق اور سعی و کاوش سے مکمل آگاہی حاصل کرنے کی کماحقہ کوشش کرے اور خود عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے۔ ہمارے علماء اور دینی قائدین کو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ فاضل بریلوی کے مشن اور مضبوط علمی بنیادوں پر چلائی گئی تحریک کو پوری طرح نہ سنبھال کر انہوں نے سوادِ اعظم کو جو نقصان پہنچایا ہے اگر اس کی تلافی اس وقت نہ کی گئی تو پھر شاید وقت کبھی اس کی مہلت نہ دے۔

فاضل بریلوی نے اپنے کام کا آغاز جس تجدیدی شان اور صدری قوت سے کیا تھا، اگر اسے پچاس سال تک اسی رفتار سے چلایا جاتا تو آج برصغیر کی تاریخ مختلف ہوتی۔ ہر تحریک اور پروگرام کے لئے مضبوط بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے، جذبۂ عشقِ رسول اور نسبتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو از سرِ نو اجاگر و بیدار کرنے کی اس تحریک کی بنیاد اس مردِ قلندر نے اس قدر مضبوط اور پائیدار ڈالی ہے کہ جسے

Marfat.com

زمانہ کے انقلابات دھندلا بھی نہیں سکتے۔ آج وقت کی آواز اور حالات کا تقاضا ہے کہ سوادِ اعظم کے رہنما، علماء، طلباء، دانشور، روحانی پیشوا اور باشعور عوام تمام اصولی و فروعی مسائل میں اپنے آپ کو فاضل بریلوی کے مضبوط اور محتاط پلیٹ فارم پر جمع کریں، ہنگامی مفادات کی خاطر فکری و عملی انتشار کو راہ نہ دیں، اس کے علاوہ جو بھی راہ اختیار کی گئی وہ غلط اور ہلاکت کی راہ ہوگی نیز خانقاہی نظام میں غیر ضروری اضافے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی جائے، کمیت میں اضافہ، کیفیت میں اضمحلال اور تنزل کا باعث ہوا کرتا ہے، پہلے سے موجود خانقاہوں کے نظام کو بہتر بنانے پر توجہ دی جائے۔

سجادہ نشینی کے لئے مقررہ شرائط کی پاسداری کا لحاظ یکسر ختم کر دیا گیا ہے، دنیوی ریاست کے مطابق ہر بزرگ کے انتقال پر اس کے بیٹے کو جانشین بنانا ضروری ہو گیا ہے، چاہے اس میں اس منصب کی ذرہ بھر بھی اہلیت نہ ہو۔ گزشتہ زمانے میں مالدار لوگ خانقاہوں میں مقیم فقراء، درویشوں اور طالب علموں کے لئے گرانقدر جائیدادیں وقف کرتے تھے، خانقاہوں کے خدا ترس منتظمین اس جائیداد کا ایک ایک پیسہ مستحقین میں تقسیم کرتے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ پابندیاں ختم ہو گئیں اور کارِ خیر کے لئے وقف شدہ جائیدادیں ناجائز اور غلط کاموں پر صرف ہونے لگیں۔

دوسری طرف خوش عقیدگی اور تن آسانی نے خانقاہوں کے ساتھ ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا ہے جسے عرفِ عام میں ملنگ کہا جاتا ہے۔ ہر خانقاہ پر بوڑھے اور ہٹے کٹے نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد پھٹے پرانے کپڑے پہنے، ہاتھوں میں گھنگرو لئے نشے میں دُھت، شور و فغاں میں مشغول اور طرح طرح کی عجیب حرکات میں مصروف نظر آتی ہے، بے جا عقیدت نے ان غیر متشرع اور نکمے لوگوں کے لئے ادب و احترام کی فضا تو خیر بنا ہی رکھی ہے البتہ ان کی خدمت کرنا اور روپے پیسے سے امداد کرنا بھی تو گویا طریقت کا ایک حصہ

Marfat.com

یا صاحبِ مزار بزرگ سے حسنِ عقیدت کا تقاضا سمجھ لیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ نیم خواندہ مولویوں، کم علم واعظین اور پکی روٹی کے تعلیم یافتہ حضرات نے بھی اپنے اس عظیم محسن اور عبقری عالمِ دین کو بدنام کرنے میں خاصا کردار ادا کیا ہے۔ یہ لوگ وحدۃ الوجود ایسے نازک اور عالمانہ مسائل سے کم کسی مسئلے پر بات ہی نہیں کرتے۔ حیرت در حیرت ان مدارس کے اربابِ بست وکشاد پر ہے جو فاضل بریلوی ایسے دیدہ ور عالمِ دین کے علمی ورثے کے امین ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں مگر سندِ فضیلت اور دستارِ فراغت ایسے شخص کے حوالے کرتے ہیں جو فاضل بریلوی کی کتابوں کو تحت اللفظ بھی نہیں پڑھ سکتا! ایسے حضرات نے اپنے وعظ وتقاریر اور سلسلۂ تصنیف وتالیف کا سارا دارومدار تیسرے درجے کی روایات، بے سروپا حکایات اور مہمل طریق پر رکھ دیا ہے، مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اہلِ سنت وجماعت کے علماء کی نوجوان نسل (الا ماشاء اللہ) اپنے اسلاف کے علم وتحقیق کے میدانِ خارزار سے تقریر ووعظ اور محفل آرائی کی سہل انگاریوں کی طرف چل پڑی ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ خانقاہی نظام کے سلسلے میں سارہ ذمہ داری علمائے اہلِ سنت پر عائد ہوتی ہے کیونکہ اس سارے نظام کے وارث یہی حضرات ہیں اس میں تساہل اور معمولی فروگذاشت کے اثرات کا اندازہ انہیں اچھی طرح کرلینا چاہیئے۔ علمی وفکری طور پر یہ انحطاط کسی ایک جماعت یا گروہ تک محدود نہیں ہے لیکن اہلِ سنت وجماعت برِصغیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سراج الہند شاہ عبدالعزیز، حضرتِ مجددِ الفِ ثانی، خاتم الحکماء مولانا فضلِ حق خیرآبادی اور فاضلِ بریلوی ایسے مایہ ناز علماء اور مفکرین کی ترجمان اور جانشین ہے اپنی ذمہ داری اور فرائض کا بہرحال احساس کرے نیز دینی علوم میں مہارت اور بصیرت اور

Marfat.com

اور دنیاوی علوم میں سیادت و قیادت کا منصب حاصل کرنے کے لئے اپنی نوجوان نسل کو مناسب تربیت دے۔

یہاں میں اہلِ سنت و جماعت کے واعظین اور مصنفین سے مؤدبانہ طور پر گذارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں سنجیدگی، متانت اور علمی وقار پیدا کریں، سوقیانہ اندازِ تحریر و تقریر صرف ان لوگوں کو زیب دیتا ہے جن کا دامن دلائل سے خالی اور جن کی جھولی براہین سے تہی ہوتی ہے۔ مجھے یہ بات تسلیم ہے کہ فاضل بریلوی میں جوش ہے مگر یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ عشقِ نبوی کے جس بلند مقام پر فاضل بریلوی فائز تھے اور علم و فضل میں جو تجدیدی مرتبہ انہیں حاصل تھا، اس کے حوالے سے اس جوش اور شدت کا انہیں پورا پورا حق حاصل ہے۔ علم و فضل کی بجائے صرف اس جوش میں ان کی پیروی کوئی صحت مند علامت نہیں ہے۔ فاضل بریلوی کا یہ جوش اور طنطنہ صرف انہی کا حصہ ہے۔ وہ اپنے دور کے عبقری اور عظیم مسلمان تھے، عشقِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت ان کا کوئی ثانی نہ تھا، ان کا علم و فضل صدیوں پر محیط اور بھاری تھا۔ آج ان کا نام استعمال کرنے والے حضرات کو بغور اپنا ناقدانہ تجزیہ کرنا چاہیئے، اس معقول، مہذب اور سائنٹیفک دنیا کو بات منوانے کے طور طریق مختلف ہیں وہ اپنائے بغیر فاضل بریلوی کے مشن کو کامیابی سے آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔

نیز فاضل بریلوی ایسی ہمہ گیر عالمانہ شخصیت کے جانشینوں کو اپنے فکر و عمل کی ساری مساعی صرف اختلافی مسائل تک ہی محدود و مرکوز نہ کر دینا چاہیئے بلکہ ان کا دینی و علمی فرض ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ملتِ اسلامیہ کی ناخدائی کا فریضہ انجام دیں معیشت و معاشرت کے گھمبیر مسائل میں گھری ہوئی قوم کی رہنمائی کریں۔ دنیا کے جدید مسائل کا ادراک حاصل کریں اور انہیں اسلام کی آفاقی اور فطری تعلیمات کی روشنی میں

Marfat.com

حل کریں۔

ہر دور کے اپنے مسائل ہوتے ہیں، موجودہ دورِ مادیت کے جن مضبوط ہتھیاروں سے مسلح ہو کر مذہب پر حملہ آور ہوا ہے اس کی نظیر ہمیں یونانی فکر اور فلسفے کی یلغار میں بھی نہیں ملتی بنا بریں ہمارے علماء اور مذہبی دانشوروں کو چاہیئے کہ وہ لادینیت اور الحاد کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے اکابر کی طرح اپنے آپ کو پوری طرح تیار کریں، اور دینی و دنیاوی علوم میں تبحر حاصل کریں۔

Marfat.com

شریعت کی حاکمیت، اس کے محک و معیار
اور مناط و مدار ہونے پر فاضلِ بریلوی
کا فکر انگیز مقالہ

Marfat.com

"شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع، شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا، طریقت کی جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے، شریعت ہی پر طریقت کا دار و مدار ہے، شریعت ہی اصل کار اور محک و معیار ہے، شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے، اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا، اللہ تعالےٰ کی راہ سے دُور پڑے گا، طریقت اس راہِ روشن کا ٹکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے، طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعتِ مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے، جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔"

(فاضلِ بریلوی)

Marfat.com

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و وارثانِ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیٰ نبینا وعلیہم اجمعین اس مسئلے میں کہ زید کہتا ہے کہ حدیث شریف العلماء ورثۃ الانبیاء میں علمائے شریعت وطریقت دونوں داخل ہیں اور جو جامع شریعت وطریقت ہیں وہ وراثت کے رتبۂ اعظم واجل و درجۂ اتم واکمل پر فائز ہیں اور عمرو کا بیان ہے :

۱۔ شریعت نام ہے چند فرائض و واجبات وسنن و استحباب و چند مسائل حلال و حرام کا جیسے صورت وضو و نماز وغیرہ ،

۲۔ اور طریقت نام ہے وصول الی اللہ تعالیٰ کا ،

۳۔ اس میں حقیقتِ نماز وغیرہ منکشف ہوتی ہے ،

۴۔ یہ بحر ناپیدا کنار و دریائے زخار ہے اور وہ بمقابلہ اس دریا کے ایک قطرہ ہے ۔

۵۔ وراثت انبیاء کا یہی وصول الی اللہ مقصود و منشا اور یہی شانِ رسالت و نبوت کا مقتضی خاص اسی کے لئے وہ مبعوث ہوئے ۔

۶۔ بھائیو ! علمائے صوری و قشری کسی طرح اس وراثت کی قابلیت نہیں رکھتے ۔

۷۔ نہ وہ علمائے ربانی وغیرہ کہے جا سکتے ہیں ،

۸۔ ان کے دامِ تزویر سے اپنے آپ کو دور رکھنا والعیاذ باللہ تعالیٰ ، یہ شیطان ہیں ۔

۹۔ منزل اعلیٰ طریقت کے سدِ راہ ہوئے ہیں ،

Marfat.com

۱۰۔ یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بہت سے علمائے حقانی و اولیائے ربانی نے اپنی اپنی تصانیف میں ان کو تصریح سے لکھا ہے، الی آخر الھذیانات۔

التماس یہ کہ ان دونوں میں کس کا قول صحیح اور اس مسئلے کی کیا تنقیح ہے؟ اگر عمرو غلطی پر ہے تو اس پر کوئی شرعی تعزیر بھی ہے یا نہیں؟ وہ کہتا ہے میری غلطی جب ثابت ہوگی کہ میرے اقوال کا ابطال اولیاء کے اقوال ہدایت مآل سے کیا جائے ورنہ نہیں۔

الجواب

عمرو کا قول کہ شریعت چند احکام فرض و واجب و حلال و حرام کا نام ہے محض اندھا پن ہے، شریعت تمام احکام جسم و جان، روح و قلب و جملہ علوم الٰہیہ و معارفِ نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے ولہٰذا باجماعِ قطعی جملہ اولیائے کرام تمام حقائق کو شریعتِ مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے، اگر شریعت کے مطابق ہوں، حق و مقبول ہیں ورنہ مردود و مخذول، تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے، شریعت ہی محک و معیار ہے، شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کا ترجمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ، یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص، یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات و استقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم ہم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چلا۔ ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

قرآنِ عظیم میں فرمایا ان ربی علی صراط مستقیم بے شک اس سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔ یہی وہ راہ ہے جس کا مخالف بددین گمراہ ہے،

قرآنِ عظیم نے فرمایا وان ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذٰلکم وصٰکم بہ لعلکم تتقون ہ شروع رکوع سے احکامِ شریعت بیان کرکے فرماتا ہے اور اے محبوب تم فرما دو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ اللہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگاری کرو، دیکھو قرآنِ عظیم نے صاف فرما دیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے، اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

طریقت یہی شریعت ہے

عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا، محض جنون وجہالت ہے، ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادتِ قرآنِ عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک پہنچائے گی، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں لے جائے گی، کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآنِ عظیم باطل و مردود فرما چکا، لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے، اسی راہ کا روشن ٹکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے، جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا طریقتِ حقہ راہِ ابلیس نہیں، قطعاً راہِ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعتِ مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے، ورنہ بے اتباعِ شرع بڑے بڑے کشف راہبوں جوگیوں، سناسیوں کو ہوتے ہیں پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں، اسی نارِ جہنم و عذابِ الیم تک پہنچاتے ہیں۔

Marfat.com

شریعت ہی منبعِ طریقت ہے

شریعت کو قطرہ، طریقت کو دریا کہنا اس مجنون پکّے پاگل کا کام ہے، جس نے دریا کا پاٹ کسی سے سن لیا اور نہ جانا کہ یہ وسعت اس میں کہاں سے آئی اور نہ ہی اس کے منبع اور خزانے سے واقفیت حاصل کی، خزانے میں وسعت نہ ہوتی تو اس میں کس گھر سے آتی، شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا، بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی ہے، منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر جن زمینوں پر گزرے انہیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج نہیں، نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے، منبع سے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف ہو جائے، فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے کا کام دے، نہیں نہیں، منبع سے تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہو جائے گا، بوند تو بوند، نم کا نام نظر نہ آئے گا، نہیں نہیں میں نے غلطی کی، کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سوکھے، کھیت مرجھائے، آدمی پیاس سے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں بلکہ یہاں اس مبارک منبع سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا البحر المسجور ہو کر شعلہ فشاں آگ ہو جاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں۔

شریعتِ مطہرہ ایک ربانی نور کا فانوس ہے کہ دینی عالم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں، اس کی روشنی بڑھنے کی کوئی حد نہیں، زیادت چاہنے، افزائش پانے کے طریقے کا نام طریقت ہے۔ یہ روشنی بڑھ کر صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر متناہی درجوں زیادہ تک ترقی کرتی ہے جس سے حقائق اشیاء کا انکشاف ہوتا اور نورِ حقیقی تجلی فرماتا ہے۔ یہ مرتبہ علم میں معرفت اور مرتبہ تحقق میں حقیقت ہے

Marfat.com

تو حقیقت میں وہی ایک شریعت ہے کہ بہ اختلافِ مراتب اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں، جب یہ نور بڑھ کر صبحِ روشن کے مثل ہوتا ہے، ابلیسِ لعین خیرخواہ بنکر آتا اور اس سے کہتا ہے اطفئ المصباح فقد اشرق الاصباح،
"چراغ ٹھنڈا کر کہ اب تو صبح خوب روشن ہوگئی"

اگر آدمی دھوکے میں نہ آیا اور نور فانوس بڑھ کر دن ہوگیا، ابلیس کہتا ہے کیا اب بھی چراغ نہ بجھائے گا، آفتاب روشن ہے، احمق اب تجھے چراغ کی کیا حاجت ہے،

ع ابلہے کو روزِ روشن شمعِ کافوری نہد

ہدایتِ الٰہی اگر دستگیر ہے تو بندہ لاحول پڑھتا اور اس ملعون کو دفع کرتا ہے کہ او عدو اللہ یہ جسے تو دن یا آفتاب کہہ رہا ہے، آخر کیا ہے؟ اسی فانوس کا تو نور ہے اسے بجھایا تو نور کہاں سے آئے گا؟ اس وقت وہ دغا باز خائب و خاسر پھرتا ہے اور بندہ نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء کی حمایت میں نورِ حقیقی تک پہنچتا ہے، اور اگر دام میں آگیا اور سمجھا کہ ہاں دن تو ہوگیا اب مجھے چراغ کی کیا حاجت رہی؟ ادھر فانوس بجھایا اور معاً اندھیرا گھُپ کہ ہاتھ سے ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا جیسا کہ قرآنِ عظیم نے فرمایا ظلمٰت بعضها فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرٰها ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور (ایک پر ایک اندھیریاں ہیں، اپنا ہاتھ نکالے تو نہ سوجھے اور جسے خدا نور نہ دے اس کے لئے نور کہاں؟)

یہ ہیں وہ کہ طریقت بلکہ حقیقت تک پہنچ کر اپنے آپ کو شریعت سے مستغنی سمجھے اور ابلیس کے فریب میں آکر اس الٰہی فانوس کو بجھا بیٹھے، کاش یہی ہوتا کہ اس کے بجھنے سے جو عالمگیر اندھیرا ان کی آنکھوں میں چھایا، جس نے دن دہاڑے چوپٹ کردیا ان کو اس کی خبر ہوتی کہ شاید توبہ کرتے، فانوس کا مالک ندامت والوں پر مہر رکھتا ہے

Marfat.com

پھر انہیں روشنی دینا مگر ستم اندھیر تو یہ ہے کہ دشمن ملعون نے جہاں فانوس خاموش کرائی اس کے ساتھ ہی اپنی سازشی بتی جلا کر ان کے ہاتھ میں دے دی، یہ اسے نور سمجھ رہے ہیں اور وہ حقیقۃً نار ہے، یہ مگن ہیں کہ شریعت والوں کے پاس کیا ہے ایک چراغ ہے، ہمارا نور آفتاب کو لجا رہا ہے، وہ قطرہ اور یہ ایک دریا ہے اور خبر نہیں کہ وہ حقیقۃً نور ہے اور یہ دھوکے کی ٹٹی، آنکھ بند ہوتے ہی حال کھل جائے گا کہ ع

باکہ باختہ عشق در شب دیجور

بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک پل، ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت ولہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المتعبد بغیر فقہ کالحمار فی الطاحون "بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کسر ظہری اثنان جاھل متنسک و عالم متھتک "دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑ دی یعنی وہ بلائے بے درماں ہیں، جاہل عابد اور عالم کہ اعلانیہ بے باکانہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔"

طریقت کو غیر شریعت جان کر حصر کر دینا شریعت کو معاذ اللہ معطل، مہمل، لغو اور باطل کر دینا ہے

عمرو کا طریقت کو غیر شریعت جان کر حصر کر دینا کہ یہی مقصود ہے انبیاء صرف اسی کے لئے مبعوث ہوئے، صراحۃً شریعتِ مطہرہ کو معاذ اللہ معطل، مہمل، لغو اور باطل کر دینا ہے اور یہ صرف کفر و ارتداد و زندقہ و الحاد اور موجب لعنت و ابعاد ہے،

Marfat.com

ہاں یہ کہنا تو حق تھا کہ اصل مقصود وصول الی اللہ ہے مگر حیف ہے اس پر جو اپنی جہالت شدیدہ سے نہ جانے یا جانے اور عنادِ شریعت کے باعث نہ مانے کہ وصول الی اللہ کا راستہ یہی شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بس۔ ہم اوپر قرآن عظیم سے ثابت کر آئے ہیں کہ شریعت کے سوا اللہ تک راہیں بند ہیں، طریقت اگر وہ اپنے زعم میں کسی راہ مخالف شریعت کا نام سمجھا ہے تو حاشا وہ خدا تک پہنچائے بلکہ وہ مسدود اور اس کا چلنے والا مردود اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اس کی تہمت ملعون و مطرود، کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو شریعت کے خلاف دوسری راہ کی طرف بلایا ہے حاشا وکلّا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ربانیین فقہاء معلمین، ربانی کے معنی ہیں فقیہ مدرس۔ (رواہ ابن حاتم عن سعید بن جبیر۔)، امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں سئل ابن المبارک من الناس فقال العلماء یعنی حضرت عبد اللہ بن مبارک سے کسی نے پوچھا کہ ناس یعنی آدمی کون ہیں؟ فرمایا علماء، امام غزالی فرماتے ہیں جو عالم نہ ہو ابن المبارک نے اسے آدمی نہ گنا۔

اب ہم ذیل میں مشائخ صوفیاء اور بزرگانِ دین کے وہ اقوال نقل کرتے ہیں جو انہوں نے شریعت کی حاکمیت، اہمیت اور اس کے اصل اور محک و معیار ہونے اور طریقت کو اس کی فرع قرار دینے کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

ارشاد فرماتے ہیں:۔

لا تری لغیرہ بك وجودا مع لزوم الحد وحفظ الاوامر

Marfat.com

والنواھی فان انخرم فیک شیئ من الحدود فاعلم انک مفتون وقد لعب بک الشیطان فارجع الیٰ حکم الشرع والزمہ ودع عنک الھویٰ لان کل حقیقۃ لا تشھد لھا الشریعۃ فھی باطلۃ۔

"غیرِ خدا کو معبود نہ دیکھنا، اس کے ساتھ ہو تو اس کی باندھی ہوئی حدوں سے کبھی جدا نہ ہو اور اس کے ہر امر و نہی کی حفاظت کر، اگر حدودِ شریعت سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے، بے شک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے تو فوراً حکمِ شریعت کی طرف پلٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی خواہشِ نفسانی چھوڑ، اس لئے کہ جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے۔"

(طبقات الاولیاء)

۲- اذا وجدت فی قلبک بغض شخص او حبہ فاعرض افعالہ علی الکتاب والسنۃ فان کانت محبوبۃ فیھما فاحبہ وان کانت مکروھۃ فاکرہ لئلا تحبہ بھواک وتبغضہ بھواک قال اللہ تعالیٰ ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ۔

"جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے کاموں کو قرآن و حدیث پر پیش کر، اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو تو اس سے محبت رکھ اور ناپسند ہوں تو کراہت، تاکہ اپنی خواہش سے نہ کسی کو دوست رکھے نہ دشمن۔"

(الطبقات الکبریٰ)

Marfat.com

الولایۃ ظل النبوۃ والنبوۃ ظل الالوھیۃ وکرامۃ الولی استقامۃ فعلہ علی قانون قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

" ولایت پر تو نبوت ہے اور نبوت پر تو الوہیت اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون پر ٹھیک اترے "

(بہجۃ الاسرار)

حضرت سری سقطی

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں میرے پیر حضرت سری سقطی نے مجھے دعا دی جعلک اللہ صاحب حدیث صوفیا ولا جعلک صوفیا صاحب حدیث " اللہ تمہیں حدیث دان کر کے صوفی بنائے اور حدیث دان ہونے سے پہلے تمہیں صوفی نہ کرے " (احیاء العلوم)

حجۃ الاسلام غزالی

حضرت سری سقطی کی اس دعا کی شرح میں فرماتے ہیں اشار الی من حصل الحدیث والعلم ثم تصوف افلح ومن تصوف قبل العلم خاطر بنفسہ " حضرت سری سقطی نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث و علم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے کو ہلاکت میں ڈالا " (احیاء العلوم)

الطائفہ سید جنید بغدادی

آپ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ ان التکالیف کانت وسیلۃ الی الوصول فقد وصلنا " یعنی احکام شریعت تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟ فرمایا صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق و یزنی خیر ممن یعتقد ذلک ولو انی

بقیت الف عام ما نقصت من اورادی شیئًا الا بعذر شرعی۔

"وہ سچ کہتے ہیں وصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک جہنم تک، چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں، میں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں جو نوافل و مستحبات مقرر کر لئے، بے عذر شرعی ان میں سے کچھ کم نہ کروں"۔ (الیواقیت والجواہر)

حضرتِ بایزید بسطامی آپ نے عمی بسطامی کے والد رحمہما اللہ سے فرمایا، چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنامِ ولایت مشہور کیا ہے، وہ شخص مرجع ناس اور زہد میں مشہور تھا۔ جب وہاں تشریف لے گئے اتفاقًا اس شخص نے قبلہ کی طرف تھوکا، حضرتِ ابویزید فورًا واپس آئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا ھٰذا رجل غیر مامون علی ادب من آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف یکون مامونا علیٰ ما یدعیہ۔ "یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر توامین ہے نہیں جس چیز کا دعویٰ کر رہا ہے، اس پر کیا امین ہوگا"۔ (قشیریہ)

حضرتِ ابوسعید خراز آپ فرماتے ہیں کل باطن یخالفہ ظاھر فھو باطل "وہ باطن کہ ظاہر اس کی مخالفت کر رہا ہے، باطل ہے"۔ (قشیریہ)

حضرتِ حارث محاسبی آپ فرماتے ہیں من صحح باطنہ بالمراقبۃ والاخلاص زین اللہ ظاھرہ بالمجاھدۃ واتباع السنۃ "جو اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کر لے گا، اسے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ و پیروی سنت سے آراستہ فرما دے (قشیریہ)

ظاہر ہے کہ انتفائے لازم کو انتفائے ملزوم لازم تو ثابت ہوا کہ جس کا ظاہر

Marfat.com

زیورِ شرع سے آراستہ نہیں وہ باطن میں بھی اللہ عزوجل کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتا۔

سیّدنا ابو عثمان حیری آپ کا ارشاد ہے خلاف السنۃ یا بنی فی الظاھر علامۃ ریاء فی الباطن

"اے میرے بیٹے! ظاہر میں سنت کا خلاف اس کی علامت ہے کہ باطن میں ریاکاری ہے۔"

حضرتِ ممشاد دینوری آپ فرماتے ہیں ادب المرید حفظ آداب الشرع علٰی نفسہٖ "مرید کا ادب یہ ہے کہ آدابِ شرع کی اپنے نفس پر محافظت کرے۔" (قشیریہ)

حضرتِ ابو علی رودباری آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے، یہ سب میرے لئے حلال ہیں، اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پہ کچھ اثر نہیں ہوتا، فرمایا نعم قد وصل ولکن الی سقر "ہاں پہنچا تو ضرور ہے مگر جہنم تک۔" (قشیریہ)

حضرتِ ابو القاسم نصر آبادی فرماتے ہیں اصل التصوف ملازمۃ الکتاب والسنۃ "تصوف کی جڑ یہ ہے کہ کتاب و سنت کو لازم پکڑے رہے۔" (طبقات الکبریٰ)

شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں:۔ قوم من المفتونین لبسوا لبسۃ الصوفیۃ لینسبوا بھا الی الصوفیۃ وما ھم من الصوفیۃ بشیٔ بل ھم فی غرور و غلط یزعمون ان ضمائرھم خلصت الی اللہ ویقولون ھٰذا الظفر بالمراد و الارتسام

Marfat.com

برسم الشریعۃ مرتبۃ العوام وھذا ھو عین الالحاد و الزندقۃ والابعاد فکل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھی الزندقۃ " یعنی کچھ فتنہ کے مارے ہوؤں نے صوفیوں کا لباس پہن لیا ہے کہ صوفی کہلائیں حالانکہ انکو صوفیاء سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ وہ غرور و غلط میں بکتے ہیں کہ ان کے دل خالص خدا کی طرف ہو گئے ہیں اور یہی مراد کو پہنچ جانا ہے اور رسوم شریعت کی پابندی عوام کا مرتبہ ہے، ان کا یہ قول خالص الحاد و زندقہ اور اللہ کی بارگاہ سے دور کیا جانا ہے اس لئے کہ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے "

پھر حضرت جنید کا ارشاد نقل فرمایا کہ جو چوری اور زنا کرے وہ ان لوگوں سے بہتر ہے " (عوارف المعارف)

شیخ اکبر محی الدین محمد ابن عربی ارشاد فرماتے ہیں :-

ایاك ان ترمی میزان الشرع من یدك فی العلم الرسمی بل بالعمل بکل ما حکم بہ وان فھمت منہ خلاف ما یفھمہ الناس مما یحول بینك وبین امضاء ظاھر الحکم بہ فلا تعول علیہ فانہ مکر الٰھی بصورۃ علم الٰھی من حیث لا تشعر۔

" خبردار! علم ظاہر میں جو شرع کی میزان ہے اسے ہاتھ سے نہ پھینکنا بلکہ جو کچھ اس کا حکم ہے فوراً اس پر عمل کر اور اگر عام علماء کے خلاف تیری سمجھ میں اس سے کوئی ایسی بات آئے جو ظاہر شرع کا حکم نافذ

Marfat.com

کرتیسے تجھے روکنا چاہے تو اس پر اعتماد نہ کرنا کہ وہ علمِ الٰہی کی صورت میں ایک
مکر ہے جس کی تجھے خبر نہیں" (الیواقیت والجواہر)

دوسرے مقام پر آپ کا ارشاد ہے :-

اعلم ان میزان الشرع الموضوعۃ فی الارض
ھی ما بایدی العلماء من الشریعۃ فمھما خرج
ولی عن میزان الشرع المذکور مع وجود عقل
التکلیف وجب الانکار علیہ۔

" یقین جان کہ میزانِ شرع جو اللہ عزوجل نے زمین میں مقرر فرمائی ہے
وہ وہی ہے جو علمائے شریعت کے ہاتھ میں ہے تو جب کبھی کوئی
ولی اس میزانِ شرع سے باہر نکلے اور اس کی عقل کہ مدارِ احکامِ شرعیہ
ہے باقی ہو تو اس پر انکار واجب ہے "

ایک اور جگہ فرمایا :-

اعلم ان موازین الاولیاء المکملین لا تخطی
الشریعۃ ابدا فھم محفوظون فی مخالفۃ
الشریعۃ۔

مزید فرمایا :-

اعلم ایدک اللہ ان الکرامۃ من الحق من
اسمہ البر فلا تکون الا للابرار وھی حسیۃ ومعنویۃ
فالعامۃ ما تعرف الا الحسیۃ مثل الکلام علی الخاطر
والاخبار بالمغیبات الماضیۃ والکائنۃ والاٰتیۃ
والمشی علی الماء واختراق الھواء وطی الارض و

Marfat.com

الاحتجاب عن الابصار والمعنوية لا يعرفها الا الخواص وهی ان یحفظ علے اٰداب الشریعة ویوفق لاتیان مکارم الاخلاق واجتناب سفسافها والمحافظة علی اداء الواجبات مطلقا فی اوقاتها فهٰذه کرامات لا ید خلها مکر ولا استدراج والکرامات التی ذکرنا ان العامة تعرفها فکلها یمکن ان ید خلها المکر الخفی ثم لا بد ان تکون نتیجة عن استقامة او تنتج استقامة والا فلیس بکرامة والمعنویة لا ید خلها شیئ مما ذکرنا فان العلم یصحبها وقوته العلم وشرفه تعطیك ان المکر لا ید خلها فان الحدود الشرعیة لا تنصب حبالة للمکر الالٰهی فانها عن الطریق الواضحة الی نیل السعادة العلم هو المطلوب وبه تقع المنفعة ولو لم یعمل به فانه لا یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فالعلماء وهم الامنون من التلبیس اھ

" یقین جان اللہ تیری مدد کرے کہ کرامت حق سبحانہ کے نام برّ کی بارگاہ سے آتی ہے تو صرف ابرار انکو کا رہی پاتے ہیں اور وہ دو قسم ہے محسوس ظاہری و معقول معنوی، عوام صرف کراماتِ محسوسہ کو جانتے ہیں جیسے کسی کے دل کی بات بتا دینا، گزشتہ و موجودہ و آئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا، صدہا منزل زمین ایک قدم میں طے کر جانا، آنکھوں سے چھپ جانا کہ سامنے موجود ہوں اور کسی کو نظر نہ آئیں اور کراماتِ معنویہ کو

صرف خواص پہچانتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آدابِ شرعیہ کی حفاظت رکھے، عمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے، تمام واجبات ٹھیک وقت پر ادا کرنے کا التزام رکھے، ان سب میں مکرِ نہاں کی مداخلت ہو سکتی ہے، پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ظاہری کرامتیں استقامت کا نتیجہ ہوں یا خود استقامت پیدا کریں ورنہ کرامت نہ ہوگی اور کراماتِ معنویہ میں مکر و استدراج کی مداخلت نہیں، اس لئے کہ علم ان کے ساتھ ہے، علم کی قوت علم کا شرف خود ہی تجھے بتلائے گا کہ ان میں مکر کا دخل نہیں اس لئے کہ شریعت کی حدیں کسی کے لئے مکر کا پھندا قائم نہیں کرتیں اس وجہ سے شریعت سعادت پانے کا عین صاف اور روشن راستہ ہے، علم ہی مقصود ہے اور اسی سے نفع پہنچتا ہے اگرچہ اس پر عمل نہ بھی ہو کہ مطلقاً ارشاد ہوا ہے کہ عالم و بے علم برابر نہیں تو علماء ہی مکر و اشتباہ سے امان میں ہیں"

(فتوحاتِ مکیہ جلد دوم)

حضرتِ سیّد ابراہیم دسوقی فرماتے ہیں :-

الشریعۃ ھی الشجرۃ والحقیقۃ ھی الثمرۃ

"شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل ہے۔ (طبقاتِ کبریٰ)

درخت و ثمر کی نسبت بھی بتا رہی ہے کہ درخت قائم ہے تو اصل موجود ہے مگر جو اصل کاٹ بیٹھا وہ ثمرہ سے محروم و مردود ہے۔

حضرتِ سیّد علی خواص فرمایا علم الکشف الصحیح لا یأتی قط الا موافقا للشریعۃ المطہرۃ۔" سچا

Marfat.com

علم کشف کبھی نہیں آتا مگر شریعتِ مطہرہ کے موافق۔" (کتاب الجواہر والدرر)

امام عبدالوہاب شعرانی

فرمایا:-

ان اللّٰہ قد اقدر ابلیس کما قال الغزالی وغیرہ ان یقیم للمکاشف صورۃ المحل الذی یاخذ علمہ منہ من سماء او عرش او کرسی او قلم او لوح فربما یظن المکاشف ان ذٰلک العلم عن اللّٰہ عز وجل فاخذ بہ فضل واضلی فمن ھنا اوجبوا علی المکاشف ان یعرض ما اخذہ من العلم من طریق کشفہ علی الکتاب والسنۃ قبل العمل بہ فان وافق فذالک والاحرم العمل۔

"بے شک اللہ نے ابلیس کو قدرت دی ہے جیسے امام غزالی وغیرہ اکابر نے تصریح کی ہے کہ صاحبِ کشف آسمان، عرش، کرسی، لوح، قلم جہاں سے اپنے علوم حاصل کرتا ہے، اس مکان کی ساختہ تصویر اس کے سامنے قائم کر دے (اور حقیقت میں وہ عرش و کرسی و لوح و قلم نہ ہوں، شیطان کا دھوکا ہوں، اب شیطان اس دھوکے کی ٹٹی سے اپنا شیطانی علم القا کرے) اور یہ صاحب کشف اسے اللہ کی جانب سے گمان کر کے عمل کر بیٹھے، خود بھی گمراہ ہو اوروں کو بھی گمراہ کرے، اسی لئے ائمہ اولیاء نے کشف والے پر واجب کیا ہے کہ جو علم بذریعہ کشف حاصل ہو اس پر عمل کرنے سے پہلے اسے کتاب و سنت پر عرض کرے اگر موافق ہو تو بہتر ورنہ اس پر عمل حرام ہے۔" (میزان)

Marfat.com

نابینا! تم نے شریعت کی حاجت دیکھی، شریعت کا دامن نہ تھامو، تو شیطان کچے دھاگے کی لگام دے کر تمہیں گھمائے گھمائے پھرے، جب تو حدیث نے فرمایا کہ عابد بے فقہ چکی کا گدھا۔

مزید آپ کا ارشاد ہے :-

التصوف انما ھو زبدۃ عمل العبد باحکام الشریعۃ۔

"تصوف کیا ہے بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے"

سیّد عبد الغنی نابلسی فرمایا :-

ما یدعیہ بعض المتصوفۃ فی زماننا انکم معشر اھل العلم الظاھر تاخذون احکامکم من الکتاب والسنۃ وانا ناخذ من صاحبہ ھذا کفر لا محالۃ بالاجماع من وجوہ الاول التصریح بعدم الدخول تحت احکام الکتاب والسنۃ مع وجود شروط التکلیف من العقل والبلوغ۔

" وہ جو ہمارے زمانے کے بعض صوفی بننے والے ادعا کرتے ہیں کہ اے علم ظاہر والو! تم اپنے احکام کتاب وسنت سے لیتے ہو اور ہم خود صاحب قرآن سے لیتے ہیں، بالاجماع قطعاً بوجوہ کثیرہ کفر ہے، ازانجملہ یہ کہ عقل وبلوغ شرائط تکلیف ہوتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم زیر احکام شریعت نہیں " (حدیقہ ندیہ)

حضرت عارف ممدوح شریعت مطہرہ کی تعظیم کے بارے میں حضرات عالیہ

Marfat.com

سید الطائفہ و سری سقطی و ابو یزید بسطامی و ابو سلیمان دارانی و ذا النون مصری و بشر حافی اور ابو سعید خراز وغیرہم رضی اللہ عنہم کے اقوالِ کریمہ ذکر کر کے فرماتے ہیں :-

انظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء عظماء مشائخ الطريقة وكبراء ارباب الحقيقة كلهم يعظمون الشريعة المحمدية وكيف وهم ما وصلوا الا بذلك التعظيم والسلوك على هذا المسلك المستقيم ولم ينقل عن احد منهم ولا عن غيرهم من السادة الصوفية الكاملين انه احتقر شيئا من احكام الشريعة المطهرة ولا امتنع من قبوله بل كلهم مسلمون له ويبنون علومهم الباطنة على السيرة الاحمدية فلا يغرنك طامات الجهال المتنكبين الفاسدين المفسدين الضالين المضلين الزائغين عن الشرع القويم على صراط الجحيم خارجين عن مناهج علماء الشريعة المحمدية مارقين عن مسالك مشائخ الطريقة لاعراضهم عن التأدب باداب الشريعة وتركهم الدخول فى حصونها المنيعة فهم كافرون بانكارها يدعون الاستنارة بانوارها ومشائخ الطريقة قائلون باداب الشريعة معتقدون تعظيم احكام الله و لهذا اتحفهم بالكمالات القدسية وهؤلاء المغرورون بالانفشار اللابسون حلقة العار الذين

Marfat.com

ھم مسلمون فی الظاھر واذا حققتہم فھم کفار لم یزالوا معتکفین علیٰ اصنام الاوھام مفتونین بما یلقی لھم الشیطان من الوساوس فی الافہام فالویل کل الویل لھم ولمن تبعھم او احسن امرھم فھم قطاع طریق اللہ تعالیٰ۔

(حدیقہ ندیہ جلد اول)

"اے غافل! حق کے طالب دیکھ کہ یہ عظمائے مشائخ طریقت یہ کبرائے ارباب حقیقت سب کے سب شریعت مطہرہ کی تعظیم کر رہے ہیں اور کیوں نہ کریں کہ وہ واصل نہ ہوئے مگر اسی تعظیم اقدس اسی سیدھی راہ شریعت پر چلنے کے سبب اور ان سے یا ان کے سوا اور سرداران اولیائے کاملین کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی یا اس کے قبول سے باز رہا ہو بلکہ وہ سب اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں اور اپنے باطنی علوم کو روش محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر بنا کرتے ہیں تو زنہار تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں حد سے گزری ہوئی باتیں ان جاہلوں کی کہ سالک بنتے ہیں جو بگڑے اوروں کو بگاڑتے ہیں، آپ گمراہ اوروں کو گمراہ کرتے ہیں، شرع مستقیم سے کج ہو کر جہنم کی راہ چلتے ہیں، علمائے شریعت کی راہ سے باہر، مشائخ طریقت کے مسلک سے خارج اس لئے کہ آداب شریعت اختیار کرنے سے روگردانی کئے، اس کے مستحکم قلعوں میں پناہ لینے کو چھوڑے بیٹھے ہیں تو وہ انکار شریعت کے سبب کافر ہیں اور دعویٰ یہ کہ اس کے انوار سے روشن ہیں، مشائخ طریقت تو آداب شریعت پر قائم ہیں، احکام الٰہی کی تعظیم کے معتقد ہیں اسی لئے اللہ نے

انہیں کمالات قدس کا تحفہ دیا اور یہ اپنی خرافات پر مغرور یہ عار کا لباس پہنے ہوئے کہ ظاہر میں مسلمان اور حقیقت میں کافر ہیں، یہ ہمیشہ اپنے اوہام کے بتوں کے آگے آس مارے بیٹھے ہیں، شیطان جو وسوسے ان کے افکار میں ڈالتا ہے انہیں پر مفتون ہوئے ہیں تو خرابی پوری خرابی ان کے لئے اور جو ان کا پیرو ہو یا ان کے کام کو اچھا جانے اس لئے کہ یہ راہِ خدا کے راہزن ہیں "

حضرتِ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں :- " خارقِ عادت اگر از ولی موصوف باوصاف ولایت ظاہر بود کرامت گویند و اگر از مخالف شریعت صادر شود استدراج حفظنا اللہ و ایاکم " (لطائفِ اشرفیہ)

شیخ الاسلام احمد نامقی جامی آپ نے حضرتِ خواجہ مودود چشتی رضی اللہ عنہ سے فرمایا " اول مصلےٰ برطاق نہ و برو و علم آموز کہ زاہد بے علم مسخرۂ شیطان است " (نفحات الانس)

حضرتِ نور الدین جامی آپ فرماتے ہیں " اگر صد ہزار خارقِ عادت برایشاں ظاہر شود چوں نہ ظاہرِ ایشاں موافقِ احکامِ شریعت ست و نہ باطن موافق آدابِ طریقت باشد آں از قبیلِ مکر و استدراج خواہد بود نہ از مقولہ ولایت و کرامت " (نفحات الانس) [1]

---

[1] مقال العرفاء باعزاز شرع و علماء -

حقیقتِ بیعت وارشاد، اوصاف و شرائطِ مرشد، اقسامِ بیعت، کیا پیری مریدی مدارِ نجات ہے؟

ایسے مسائل پر شاندار

تحقیقی مقالہ

Marfat.com

سوال

اگر زید کا پیر و مرشد نہ ہو تو وہ فلاح پائے گا یا نہیں؟ اور اس کا پیر و مرشد شیطان ہو گا یا نہیں؟ کیونکہ اللہ رب العزت حکم فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ۔

الجواب

ہاں اولیائے کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآنِ کریم سے استنباط کریں گے، ایک یہ کہ بے پیر فلاح نہ پائے گا، حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں:

سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح۔

یعنی "میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی، وہ فلاح نہ پائے گا۔"

دوسرے یہ کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے۔ عوارف المعارف میں ہے:

روی عن ابی یزید انہ قال من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان۔

یعنی "سیدنا بسطامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے جس کا کوئی پیر نہیں، اس کا امام شیطان ہے۔"

Marfat.com

رسالہ مبارکہ امامِ اجل ابوالقاسم قشیری میں ہے :-

یجب علی المرید ان یتأدب بشیخ فان لم یکن له استاذ لا یفلح ابدا هٰذا ابو یزید یقول من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان۔

یعنی "مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیرا کبھی فلاح نہ پائے گا، یہ ہیں ابویزید کہ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔"

پھر فرمایا، میں نے ابوعلی دقاق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ پیڑ جب کسی بونے والے کے بغیر آپ اُگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا، یونہی مرید کے لئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے وہ قدم قدم پر راستہ معلوم کرے تو وہ خواہشِ نفس کا پجاری ہے راہ نہ پائے گا۔

حضرت سیدنا میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبعِ سنابل شریف میں فرماتے ہیں ؎

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس
کہ راہِ دیں زدست از مکر و تلبیس

مطلقاً نجات بیعت و مریدی پر موقوف نہیں

فلاح دو قسم ہے، اول انجام کار رستگاری اگرچہ معاذاللہ سبقت عذاب کے بعد ہو، یہ بعقیدہ اہلِ سنت میں ہر مسلمان کے لئے لازم اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں، اس کے لئے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے، بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے بسنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخران کے لئے

Marfat.com

بھی یہ فلاح ثابت ۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہلِ محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حضور حاضر ہوں گے، میں فرماؤں گا انا لھا میں ہوں شفاعت کے لئے، پھر اپنے رب سے اِذن چاہوں گا، وہ مجھے اذن دے گا، میں سجدے میں گروں گا، ارشاد ہو گا :

یا محمد ارفع رأسک وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع،

" اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سُنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے"

میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت، میری امت! فرمایا جائیگا جاؤ جس کے دل میں جَو بھر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو، انھیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہونگا، سجدہ کرونگا، وہی ارشاد ہو گا کہ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائیگا مانگو کہ دیا جائے گا، شفاعت کرو کہ قبول ہے، میں عرض کرونگا اے میرے رب میری امت میری امت! ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو، نکال لو! میں انہیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کرونگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے، جو مانگو عطا ہے، شفاعت کرو مقبول ہے۔ میں عرض کرونگا اے میرے رب میری امت میری امت! ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے کم سے کم تر ایمان ہو اسے نکال لو، میں انہیں نکال کر چوتھی بار حاضر و ساجد ہونگا، ارشاد ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے، مانگو کہ دیں گے، شفاعت کرو کہ قبول کریں گے۔ میں عرض کرونگا الٰہی مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے تجھے ایک جانا ہے، ارشاد ہوگا

Marfat.com

یہ تمہارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت و جلال و کبریا و عظمت کی قسم، ہر موحد کو اس سے نکال لوں گا۔

دوم کامل رستگاری و بے سبقت عذاب دخول جنت ہو، اس کے دو پہلو ہیں، اول وقوع۔ مذہب اہلِ سنت میں محض مشیتِ الٰہی پر ہے، جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے، اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک گناہِ صغیرہ پہ گرفت کر لے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو، یہ عدل ہے اور فضل۔ یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء، دوم امید یعنی انسان کے اعمال و افعال اقوال اور احوال ایسے ہوں کہ اگر انہیں پر خاتمہ ہو تو کرمِ الٰہی سے امیدِ واثق ہو کہ بلا عذاب داخلِ جنت کیا جائے، یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اس لئے کہ کسب انسانی اسی سے متعلق۔ یہ پھر دو قسم، قسمِ اول فلاحِ ظاہر، حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب جن کی نظر صرف اعمالِ جوارح پہ مقصور، ظاہر احکامِ شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کر لیا اور متقی و مفلح بن گئے اگرچہ باطن ریاء، عجب، حسد، کینہ، تکبر، حب، مدح، حب جاہ، محبت دنیا، حب شہرت، تعظیم امراء، تحقیرِ مساکین، اتباعِ شہوات، مداہنت، کفرانِ نعم، حرص، بخل، طولِ امل، سوئے ظن، عنادِ حق، اصرارِ باطل، مکر، غدر، خیانت، غفلت، قسوت، طمع، تملق، اعتمادِ خلق، نسیانِ خالق، نسیانِ موت، جرأت علی اللہ، نفاق، اتباعِ شیطان، بندگیٔ نفس، رغبت بطالت، کراہتِ عمل، قلتِ خشیت، جزع، عدمِ خشوع، غضب للنفس اور تساہل فی اللہ وغیرہا مہلکات آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زربفت کا خیمہ اوپر زینت اندر نجاست، پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پہ قائم رہنے دیں گی، حاشا معاملہ پڑنے دیجئے، کونسی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے، کونسی ناکردنی

Marfat.com

ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بدستور صالح۔

دوم فلاح باطنی کہ قلب و قالب رذائل سے متخلی اور فضائل سے متجلی کرکے بقایائے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ لا مقصود الا اللہ پھر لا مشہود الا اللہ پھر لا موجود الا اللہ متجلی ہو یعنی اولاً ارادۂ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم، پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کے لئے ہے، باقی سب ظلال وپرتو، یہ منتہائے فلاح اور فلاح احسان ہے، فلاح تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز "جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر، کسی قسم کا اندیشہ وغم بھی ان کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون پھر اس فلاح کے لئے ضرور پیر و مرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اول کی ہو یا دوم کی۔

مرشد کی اقسام

اب مرشد بھی دو قسم ہے، اول عام کہ کلام اللہ و کلام الرسول و کلام ائمہ شریعت و طریقت و کلام علمائے دین اہل رشد و ہدایت ہے اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلامِ علماء، علماء کا رہنما، کلامِ ائمہ ائمہ کا مرشد، کلامِ رسول رسول کا پیشوا کلام اللہ عزوجل، فلاح ظاہر ہو خواہ فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں، جو اس سے جدا ہے بلاشبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد وتباہ۔

دوم بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے، یہ مرشدِ خاص جسے پیر و شیخ کہتے ہیں پھر دو قسم ہے

شیخ اتصال

جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے، اس کیلئے چار شرطیں ہیں:

Marfat.com

شرائطِ مرشد

۱۔ شیخ کا سلسلہ باتصالِ صحیح حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعے سے اتصال ناممکن، بعض لوگ بلا بیعت بزعمِ وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں، یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اِذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ کہ قطع کر دیا گیا، اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہِ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں، یا سلسلہ فی نفسہٖ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابلِ بیعت نہ تھا، اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے، ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال نہ ہوگا، بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

۲۔ شیخ سُنّی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہب نہ ہو۔

۳۔ عالم ہو، علمِ فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائدِ اہلسنت سے پورا واقف، کفر واسلام اور ضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو، صدہا کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہِ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں، اول تو باخبر ہی نہیں ہوتے کہ ان سے قول یا فعلِ کفر صادر ہوا اور بے اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے تو یہ بھی کرے مگر وہ جو سجادۂ مشیخت پر ہادی مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا؟ اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے، قول وفعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی، اب کس کے

ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں، اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو یہ ان کا نفس کیونکہ گوارا کرے، نہ اس پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں، مرید کرنا چھوڑ دیں، لاجرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عالمِ عقائد ہونا لازم

۴۔ فاسق معلن نہ ہو،

اس شرط پر حصولِ اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعثِ فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب، دونوں کا اجتماع باطل۔

تبیین الحقائق امامِ زیلعی وغیرہ میں دربارہٗ فاسق ہے :۔

فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ

شیخِ اتصال شرائطِ مذکورہ کے ساتھ مفاسدِ نفس، مکائدِ شیطان اور مصائدِ ہوا سے آگاہ ہو، دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقتِ تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے، جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے، نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب، عوارف شریف میں فرمایا" یہ دونوں قابلِ پیری نہیں" اس لئے کہ اول خود ہنوز راہ میں ہیں اور دوسرا طریقِ تربیت سے غافل بلکہ مجذوبِ سالک ہو یا سالکِ مجذوب اور اول ادنیٰ ہے۔

اقسامِ بیعت

بیعت بھی دو قسم ہے، بیعتِ برکت، بیعتِ ارادت۔

بیعتِ برکت یعنی صرف تبرک کے لئے داخلِ سلسلہ ہو جانا، آجکل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراضِ

Marfat.com

فاسدہ کے لیے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں، اس بیعت کے لیے شیخ اتصال کہ شرائطِ اربع کا جامع ہو، بس ہے۔ بیکار یہ بھی نہیں، مفید اور بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے، محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھا جانا ان سے سلسلہ متصل ہو جانا ہے فی نفسہٖ سعادت ہے اول ان خاص خاص غلاموں سالکانِ راہ سے اس امر میں مشابہت، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبّہ بقوم فھو منھم "جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔"

سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں :-

واعلم ان الخرقۃ خرقتان خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرک والاصل الذی قصدہ المشائخ للمریدین خرقۃ الارادۃ وخرقۃ التبرک تشبہ بخرقۃ الارادۃ فخرقۃ الارادۃ للمرید الحقیقی وخرقۃ التبرک للمتشبہ ومن تشبہ بقوم فھو منھم۔

ثانیاً : ان غلامانِ خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا ع

بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس است

ثالثاً : محبوبانِ خدا آیۂ رحمت ہیں، وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظرِ رحمت رکھتے ہیں۔ امامِ یکتا سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی قدس سرہٗ بہجۃ الاسرار میں فرماتے ہیں " حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہو

Marfat.com

نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو، کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہو گا؟ فرمایا جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے، اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا، وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بے شک اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

بیعتِ ارادت کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ، مرشد، ہادی برحق، واصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دے، اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے، اس کے چلانے پر راہِ سلوک چلے، کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے، اس کے لئے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انہیں افعال خضر علیہ السلام کے سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے، یہی بیعتِ سالکین ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے یعنی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے، یہی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہے، جیسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لا ننازع الامر اھلہ۔

"ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری، ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے

اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون وچرا نہ کریں گے، شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجالِ دم زدن نہیں، اللہ عز وجل فرماتا ہے

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً۔

"کسی مسلمان مرد وعورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار رہے اور جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہوا۔"

عوارف شریف میں ارشاد فرمایا :۔

دخولہ فی حکم الشیخ دخولہ فی حکم اللہ ورسولہ واحیار سنة المبایعة۔

"شیخ کے زیرِ حکم ہونا اللہ ورسول کے زیرِ حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا۔"

نیز فرمایا :۔

ولا یکون ھذا الا لمرید حصر نفسہ مع الشیخ وانسلخ من ارادة نفسہ وفنی فی الشیخ بترك اختیار نفسہ۔

"یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا اور اپنے ارادے سے باہر آیا، اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا۔"

پھر فرمایا :۔

Marfat.com

ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانہ السم القاتل للمریدین یعترض علی الشیخ بباطنہ فیفلح ویذکر المرید فی کل ما اشکل علیہ من تصاریف الشیخ قصۃ الخضر علیہ السلام کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرھا موسٰی ثم لما کشف عن معناھا بان وجہ الصواب فی ذلک فہکذا ینبغی للمرید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیہ صحتہ من الشیخ عند الشیخ فیہ بیان و برھان للصحۃ۔

"پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے کم کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے، شیخ کے تصرفات جو کچھ اسے صحیح معلوم نہ ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ السلام کے واقعات یاد کرے کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر ہوئی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا، پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے، ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا، یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہیئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا، شیخ کے پاس اس کی صحت پہ دلیل قطعی ہے۔"

امام ابو القاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابو عبد الرحمن سلمی کو فرماتے سنا کہ ان کے شیخ حضرت ابو سہل صعلوکی نے فرمایا:

من قال لاستاذہ لم لا یفلح ابدا

"جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہیگا فلاح نہ پائے گا"

Marfat.com

جب یہ اقسام معلوم ہو لئے اب حکم مسئلہ کی طرف چلئے مطلق فلاح کے لئے مرشدِ عام کی قطعاً ضرورت ہے، فلاح تقویٰ ہو یا فلاح احسان، اس مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشدِ خاص رکھتا بلکہ خود مرشد خاص بنتا ہو۔ پھر اس سے جدائی دو طرح ہے:

مرشدِ عام سے جدائی کی دو اقسام

صرف عمل میں، جیسے کسی کبیرے کا مرتکب یا صغیرہ پر مُصِر، اور اس سے بدتر ہے وہ جاہل کہ علماء کی طرف رجوع نہ لائے اور اس سے بدتر وہ کہ با وصف جہل ذی رائے بنے، احکامِ علماء میں اپنی رائے کو دخل دے یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے اور اسے حدیث و فقہ سے بنا دیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے، جب بھی اسی کو حق کہے بہرحال یہ لوگ فلاح پر نہیں اور بعض بعض سے زائد ہلاک میں ہیں مگر صرف ترکِ عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو نہ اس کا پیر شیطان جبکہ اولیاء و علماء دین کا سچے دل سے معتقد ہو اگرچہ شامتِ نفس نافرمانی پر لائے۔ دوم منکر ہو کر جدائی۔

وہ فرقے جن کا پیر شیطان ہے

وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے ہیں انہیں میں ہیں وہ جھوٹے مدعیانِ فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ بلکہ قطبِ وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے کہ عالم کون ہے، سب پنڈت ہیں، عالم تو وہ ہو جو انبیائے بنی اسرائیل کے معجزے دکھلائے، وہ دہریئے ملحد فقیر و ولی بننے والے کہ کہتے ہیں، شریعت راستہ ہے ہم تو پہنچ گئے ہیں راستے سے کیا کام؟

امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں:۔

ابو علی الروذباری البغدادی اقام بمصر ومات

Marfat.com

بها سنۃ اثنتین وعشرین وثلثمائۃ صحب الجنید والنوری اظرف المشائخ وعلمہم بالطریقۃ سئل عمن یستمع الملاھی ویقول ھی لی حلال لانی وصلت الیٰ درجۃ لاتؤثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل ولکن الیٰ سقر۔

"یعنی سیدی ابوعلی روزباری بغدادی نے مصر میں اقامت اختیار فرمائی اور یہیں ۳۲۲ھ میں وفات پائی، سید الطائفہ جنید و ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہما کے اصحاب میں ہیں، مشائخ میں ان سے زیادہ علم طریقت کسی کو نہ تھا، اس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا کہ احوال کا اختلاف مجھ پر کچھ اثر نہیں ڈالتا، فرمایا ہاں پہنچا تو ضرور مگر کہاں تک؟ جہنم تک"۔

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں، حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی، کچھ لوگ کہتے ہیں:۔

ان التکالیف کانت وسیلۃ الی الوصول وقد وصلنا

"شریعت کے احکام تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے"

فرمایا:۔

صدقوا فی الوصول ولکن الیٰ سقر والذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذلک۔

"وہ سچ کہتے ہیں واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم تک، چور اور زانی

ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں۔"

وہ جاہل اجہل یا ضال اضل کہ بے پڑھے یا چند کتابیں پڑھ کر بزعم خود عالم بن کر ائمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے، جیسا قرآن و حدیث ابو حنیفہ و شافعی سمجھتے تھے ان کے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے خلاف حکم دیئے، یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں، یہ گمراہ بد دین غیر مقلدین ہوئے۔

فلاح و تقویٰ کے لئے مرشدِ خاص کی ضرورت نہیں

اس کے لئے مرشدِ خاص کی بایں معنیٰ ضرورت نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے جیسا کہ اوپر گزرا، فلاح ظاہر ہے، اس کے احکام واضح ہیں، آدمی اپنے علم سے یا علماء سے پوچھ کر متقی بن سکتا ہے، اعمالِ قلب میں اگرچہ بعض دقائق ہیں مگر محدود اور کتبِ ائمہ مثل امام ابو طالب مکی، امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہما میں مشرح، تو بے بیعت خاص بھی اسکی راہ کشادہ، اس کا دروازہ مفتوح۔

سلوک کی راہ عام نہیں، نہ ہر شخص اس کا اہل ہے

تقویٰ عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس فلاح یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضلِ الٰہی حسبِ وعدۂ صادقہ کافی و وافی، احسان یعنی سلوک راہ ولایت اعلیٰ درجے کا مطلوب و محبوب ہے مگر اس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیاء کے سوا کہ ہر دورہ میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں، باقی کروڑہا مسلمان، ہزارہا علماء و صلحاء سب معاذاللہ تارکِ فرض و فساق ہوں، اولیاء کرام نے بھی کبھی اس راہ کی عام دعوت نہ دی، کروڑوں میں سے معدودے چند کو اس پر چلایا اور اس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا واپس فرمایا، فرض سے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا؟ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔

Marfat.com

عوارف شریف میں ہے :-

" خرقۂ تبرک ہر ایک کو دیا جاسکتا ہے اور خرقۂ ارادت اسی کو دیا جائیگا جو اس کا اہل ہو، نا اہل سے اس راہ کے شرائط کا مطالبہ نہ کیا جائے گا صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اور اولیاء کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقۂ ارادت کا اہل کر دے، تو ظاہر ہوا کہ اس کا ترک منافی فلاح نہیں، نہ کہ معاذ اللہ مرید شیطان کرے "

اکابر علماء و ائمہ میں ہزارہا وہ گزرے ہیں جن سے یہ بیعت خاصہ ثابت نہیں یا کی، تو آخر عمر میں بعد حصول مرتبۂ امامت، اور وہ بھی بیعتِ برکت جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہ کے دستِ اقدس پر۔

بیعت سے منکر کا حکم

ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے، اسے باطل و لغو جانے وہ ضرور گمراہ بے فلاح اور مرید شیطان ہے جبکہ انکار مطلق ہو اور اگر اپنے عصر و مصر میں کسی کو بیعت کے لئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہو گا اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے، تو

الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین

" کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں ؟ "

اور اگر بلا وجہ شرعی بدگمانی کے باعث سب کو نا اہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے اور مرتکبِ کبیرہ مفلح نہیں اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں جو اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بے نظیر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں ان من الحزم سوء الظن دع ما یریبک۔

فلاح احسان کے لئے مرشدِ خاص کی ضرورت ہے

فلاح احسان کے لئے بے شک مرشدِ خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی، شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں،

Marfat.com

اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعتِ ارادت ، بیعتِ برکت ، یہاں بس نہیں ، اس راہ میں وہ شدید باریکیاں وہ سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل مکمل اس راہ کے جملہ نشیب و فراز سے آگاہ و ماہر حل نہ کرلے حل نہ ہوں گی ، نہ کتبِ سلوک کا مطالعہ کام دیگا کہ یہ دقائق تقویٰ کی طرح محدود و معدود نہیں جن کا ضبط کتاب کرسکے الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق " اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں "۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم فرماتے ہیں :-

ان اللہ لایتجلی لعبد فی صفتین ولا فی صفۃ لعبدین۔

" اللہ عزوجل نہ ایک بندے پر دو صفتوں پر تجلی فرمائے اور نہ ایک صفت سے دو بندوں پر " (رواہ فی البھجۃ الشریفۃ)

اور ہر راہ کی دشواریاں باریکیاں گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے ، اگر بتانے والا آنکھیں کھولنے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھوہ میں گرائے ؟ کس گھاٹی میں ہلاک کرے ، ممکن کہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جائے جیسا کہ بارہا واقع ہو چکا ہے ۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا کہ اے عبدالقادر ! تمہیں تمہارے علم نے بچالیا ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستّر اہلِ طریق ہلاک کئے ہیں ، معروف و مشہور اور کتبِ ائمہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی و مسطور ۔

حاشا یہ مرشد عام کا عجز نہیں بلکہ اس کے سمجھنے سے سالک کا عجز ہے ، مرشد عام میں سب کچھ ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیئ " ہم نے کتاب

Marfat.com

میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی مگر احکام ظاہر عام لوگ سمجھ نہیں سکتے جس کے سبب عوام کو علماء علماء کو ائمہ، ائمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض ہوئی کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون، یہی حکم یہاں بھی ہے اور یہاں اہلِ ذکر وہ مرشد خاص باوصافِ مذکورہ ہے، تو جو اس راہ میں قدم رکھے،

۱۔ اور کسی کو پیر نہ بنائے،

۲۔ کسی مبتدع،

۳۔ کسی جاہل کا مرید جو پیرِ اتصال بھی نہیں،

۴۔ ایسے کا مرید جو صرف پیرِ اتصال ہے قابلِ ایصال نہیں اور اس کے بھروسے پر یہ راہ طے کرنا چاہے،

۵۔ شیخِ ایصال ہی کا مرید ہو مگر خود رائی برتے اس کے احکام پہ نہ چلے تو یہ شخص اس فلاح کو نہ پہنچے گا اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہوگا جس سے تعجب نہیں کہ اسے اصل فلاح بلکہ نفسِ ایمان سے دور کر دے والعیاذ باللہ رب العلمین۔

غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے اور گرگ شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پا کر نوالہ کر لیتا ہے، اگرچہ ممکن کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے جذب ربانی کفایت و کفالت کرے اور بے توسط پیر اسے مکائدِ نفس و شیطان سے بچا کر نکال لے جائے، اس کے لئے مرشدِ عام مرشدِ خاص کا کام دے گا، خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اس کے مرشدِ خاص ہونگے کہ بے توسط نبی کوئی وصول ممکن نہیں مگر یہ ہے تو نہایت نادر ہی اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا۔

قرآنِ کریم کے لطائف نامتناہی ہیں، اس بیان سے آیہ کریمہ یاایھا الذین

Marfat.com

اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون کے مبارک جملوں کا حسنِ ترتیب واضح ہوا، یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے، اس کے لئے تقویٰ شرط ہے تو اولاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقوا اللّٰہ اب کہ تقوے پر قائم ہو کر راہِ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلۂ شیخ ناممکن ہے لہذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاشِ پیر کو مقدم فرمایا کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ، اس لئے کہ الرفیق ثم الطریق، اب کہ سامان ہو لیا، اصل مقصود کا حکم دیا کہ وجاھدوا فی سبیلہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو لعلکم تفلحون ۝ تاکہ فلاح احسان پاؤ۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہاں بے پیرا فلاح نہ پائے گا اور جب فلاح نہ پائیگا خاسر ہو گا، تو حزب اللہ سے نہ ہوا حزب الشیطان سے ہو گا کہ رب عزوجل فرماتا ہے الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ۝" سنتا ہے، شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے" الا ان حزب اللّٰہ ھم المفلحون " سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے" تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گذرا، نسأل اللّٰہ العفو۔

حاصلِ تحقیق یہ چند جملے ہوئے :-

۱- ہر بدمذہب فلاح سے دور، ہلاک میں چُور ہے، مطلقاً بے پیرا ہے اور ابلیس اس کا پیر، اگرچہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر بنے، راہِ سلوک میں قدم رکھے یا نہ رکھے ہر طرح لایفلح وشیخہ الشیطان کا مصداق ہے۔

۲- سنی صحیح العقیدہ کہ راہِ سلوک میں نہ پڑا اگر فسق کرے فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا ہے، نہ اس کا پیر شیطان بلکہ جس شیخ جامع شرائط کا مرید ہوا اس کا مرید ہے ورنہ مرشدِ عام کا۔

Marfat.com

۳۔ اگر یہ تقویٰ کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشدِ عام کا مرید، غرض سنّی کہ مضائقِ سلوک میں نہ پڑا کسی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا نہ شیطان کا مرید، ہاں فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور متقی ہو تو مفلح بھی ہے۔

۴۔ اگر مضائقِ سلوک میں بے پیرِ خاص قدم رکھا اور راہ کھلی ہی نہیں، نہ کوئی مرض مثل عجب و انکار پیدا ہوا تو اپنی پہلی حالت پر ہے، اس میں کوئی تغیر نہ آیا، شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا تو فلاح پر بھی ہے۔

۵۔ یہ مرض پیدا ہوئے تو فلاح پر نہ رہا اور بحالت انکار و فسادِ عقیدہ مرید شیطان بھی ہو گیا۔

۶۔ اگر راہ کھلی تو جب تک پیرِ اتصال کے ہاتھ پر بیعتِ ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے، اس بے پیرے کا پیر شیطان ہوگا اگرچہ بظاہر کسی نا قابل پیر یا محض شیخِ اتصال کا مرید یا خود شیخ بنتا ہو۔

۷۔ ہاں اگر محض جذبِ ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلا دور ہے اور اس کے پیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔[1]

---

[1] فتاوٰے افریقہ، از ص ۱۲۳ تا ۱۴۵

فاضلِ بریلوی کی زندگی کا ایک ایک گوشہ
اتباعِ سنّت اور پیروئ شریعت کی صحیح
تصویر تھا، اس سلسلے میں آپ کی زندگی
کے چند روشن اوراق

Marfat.com

دنیا میں کسی شخصیت کا جائزہ لینے کے لئے ہمارے پاس دو ہی پیمانے ہیں، ایک اس کے افکار و نظریات، دوسرا اس کا عمل و کردار۔ فاضلِ بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی دعوت اور آپ کے نظریات و افکار کا خلاصہ شاہکارِ قدرت، نجات دہندۂ انسانیت حضرتِ محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ لافانی محبت، آپ کی آفاقی اور ابدی عظمتوں کی تقدیس اور آپ کی حیاتِ طیبہ کو زندگی کے ہر موڑ پر رہبر و رہنما بنانا ہے۔ اپنی زندگی کے اس عظیم مشن و مقصد کے راستے میں جہاں جہاں انہیں الجھاؤ اور رکاوٹ محسوس ہوئی ہے، انہوں نے اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ اس راہ کے کانٹوں، جھاڑیوں اور کوڑا کرکٹ کو ہٹانے کی کوشش کی ہے اور یہی وہ جرم ہے جسے لوگوں نے تشدد، تعصب اور تکفیر بازی کا نام دے کر اس سچے عاشقِ رسول اور متبعِ سنت اور صاحبِ نظر عالم کو بدنام کرنے کی ایک باقاعدہ مہم چلا رکھی ہے۔

زندگی کے عام معاملات سے اہم مسائل تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور سنتِ مبارکہ کی اتباع و پیروی کے بارے میں آپ نے جو قلمی تبلیغ کی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ آپ کی نجی زندگی کے بظاہر معمولی اور چھوٹے چھوٹے واقعات کا ایک مختصر نمونہ بھی آپ کے سامنے پیش کریں۔ عموماً شخصیات کے رجحانات اور کردار کا پتہ اس قسم کے واقعات سے ہی چلایا کرتا ہے۔

فاضلِ بریلوی قریبی دور کی شخصیت ہیں اور ابھی تک ان کی عزیمتِ صحبت سے

Marfat.com

فیض اٹھانے والے بھی خال خال موجود ہیں اس لئے آپ کے شب و روز اور معمولات کے متعلق تفصیلی حالات معلوم کرنا چنداں دشوار نہیں۔ جہاں تک ہم نے آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے، آپ کی پوری حیات اسوۂ رسول کی جیتی جاگتی تصویر تھی، اس گئے گذرے دور میں احیاء سنت اور اسوۂ رسول کی جو مثال آپ نے قائم فرمائی ہے، اس کی نظیر دور دور تک نظر نہیں آتی۔ مسندِ علم کی صدر نشینی، ارشاد و تلقین کی جلوہ گری، زہد و ریاضت کی خلوت گزینی اور مرجعیتِ انام بظاہر الگ الگ راستے ہیں اور یہاں پہ اتباعِ سنت میں احتیاط کا دامن بھی پوری طرح سنبھالنا آسان کام نہیں مگر فاضل بریلوی نے ہر شعبہ میں لائقِ تقلید امام اور شیخ و مرشد کا کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی زندگی سے متعلق یہ چند واقعات اس پچاس سالہ جدوجہد کی پوری ترجمانی اور عکاسی کرتے ہیں جو زبان و قلم کے ذریعے جاری رہی۔ ان واقعات میں ان کے موافقین اور مخالفین دونوں کے لئے عبرت و موعظت کے بے شمار اسباق ہیں، فاضلِ بریلوی سے اپنا انتساب رکھنے والے حضرات اس آئینے کے سامنے اپنا محاسبہ کر سکتے ہیں کہ آج علمی، عملی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے وہ صحیح طور پر فاضل بریلوی کے نعم الخلف لنعم السلف کہلانے یا ان کی جانشینی کے کس حد تک مستحق ہیں تو دوسری طرف ان کے مخالفین کے لئے بھی اس میں بہت کچھ سامانِ عبرت ہے، ان حضرات میں کتنے ایسے دیدہ ور عالم ہیں جو مسائلِ شریعت اور اتباعِ سنت میں فاضل بریلوی کے سے حزم و احتیاط سے کام لیتے ہیں، علمی تبحر، فقہی بصیرت اور مختلف علوم میں مہارت کے سلسلے میں فاضل بریلوی کے ہم پایہ ہیں یا استغناء، انکساری، جدوجہد، ایثار، توکل، سادگی، ایسے باطنی فضائل میں ان سے کوئی نسبت رکھتے ہیں، اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک معمولی طالب علم سے لے کر اساتذہ تک فاضل بریلوی کو بدعتی اور ان کے افکار و نظریات کو بدعت بدعت کہتے نہیں تھکتے۔ اگر ان افکار و نظریات اور اس کردار والا شخص بدعتی اور

Marfat.com

بدعات کا مؤید و مبلغ ہے تو پھر حقیقی اور سچے مسلمان کی تعریف ہمیں بتائی جائے جس سے فاضل بریلوی تو خارج ہو جائیں اور ان کے مخالفین اس میں آجائیں، ہم پوری ذمہ داری اور دیانتداری کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر حقیقی اور کامل مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ اس کا کوئی قول و فعل آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے باہر نہ ہو تو بلاشبہ فاضل بریلوی کا شمار برِّصغیر کے ان چند ممتاز اور کامل مسلمانوں میں ہے جن پر اس دھرتی کو فخر حاصل ہے اور اگر موحد، مومن اور متقی کی تعریف ہے کہ جو ہمارے معتقدات پر یقین رکھتا ہے، وہی اس اعزاز کا مستحق ہے باقی نہیں، تو پھر فاضل بریلوی ہی پر کیا منحصر ہے؟ برِّصغیر کے پہلے مسلمان سے لے کر سراج الہند حضرتِ شاہ عبدالعزیز تک اور ان کے بعد سوادِ اعظم کی اکثریت اس سے خارج ہو جاتی ہے۔

اب ہم فاضل بریلوی کی زندگی کے چند وہ واقعات بیان کرتے ہیں جن کا تعلق اتباعِ سنت اور پیروئ شریعت سے ہے۔ یہ واقعات ایسے نہیں جن پر سرسری نگاہ ڈال کر انسان گزر جائے بلکہ ان واقعات میں صدہا داستانیں پوشیدہ ہیں اور ان کے ایک ایک لفظ میں روحانی امراض کے علاج، تزکیۂ نفس اور اتباعِ سنت پر ابھارنے کا وہ جذبہ موجود ہے، جو اس دور میں ڈھونڈے سے کہیں نہیں ملتا

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Marfat.com

بر و ایں دام بر مرغِ دِگر نہ

ایک مرتبہ نواب رام پور نینی تال جا رہے تھے، اسپیشل بریلی شریف پر پہنچا تو حضرت شاہ مہدی حسن میاں صاحب نے اپنے نام سے ڈیڑھ ہزار کے نوٹ ریاست کے مدارالمہام کی معرفت بطور نذر اسٹیشن سے حضور کی خدمت میں بھیجتے ہیں اور والیٔ ریاست کی جانب سے مستدعی ہوتے ہیں کہ ملاقات کا موقع دیا جائے، حضور کو مدار المہام صاحب کے آنے کی خبر ہوئی تو اندر سے دروازہ کی چوکھٹ پہ کھڑے کھڑے مدار المہام صاحب سے فرمایا کہ میاں کو میرا اسلام عرض کیجئے اور یہ کہئے گا یہ الٹی نذر کیسی مجھے میاں کی خدمت میں نذر پیش کرنا چاہئے نہ کہ میاں مجھے نذر دیں، یہ ڈیڑھ ہزار ہوں یا جتنے ہوں، واپس لے جائیے، فقیر کا مکان نہ اس قابل کہ کسی والیٔ ریاست کو بلا سکوں اور نہ میں والیانِ ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جا سکوں [1]

نیست بر لوحِ دلم جز الفِ قامتِ یار

جناب سید ایوب علی کا بیان ہے کہ ایک روز فریضۂ فجر ادا کرنے کے لئے خلافِ معمول کسی قدر حضور کو دیر ہو گئی، نمازیوں کی نگاہیں بار بار کاشانۂ اقدس کی طرف اٹھ رہی تھیں کہ عین انتظار میں جلد جلد تشریف لائے۔ اس وقت برادرم قناعت علی نے اپنا یہ خیال مجھ سے کہا کہ اس تنگ وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ حضور سیدھا قدم

---

[1] حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۹۲

Marfat.com

مسجد میں پہلے رکھتے ہیں یا بایاں؟ مگر قربان اس ذاتِ کریم کے کہ دروازہ مسجد کے زینہ پر جس وقت قدم مبارک پہنچتا ہے تو سیدھا توسیعی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا، قدیمی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا، آگے صحن میں ایک صف بچھی تھی، اس پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا، اور اسی پر بس نہیں، ہر صف پر تقدیم سیدھے ہی قدم سے فرمائی، یہاں تک کہ محراب میں مصلے پر قدم پاک سیدھا ہی پہنچتا ہے اور اس پر کیا منحصر ہے بینی پاک کرنے اور استنجا فرمانے کے سوا حضور کے ہر فعل کی ابتدا سیدھے ہی جانب سے ہوتی تھی چنانچہ عمامہ مبارک کا شملہ سیدھے شانہ پر رہنا، عمامہ مبارکہ کے پیچ سیدھی جانب ہوتے، عمامہ مقدسہ کی بندش اس طور ہوتی کہ بائیں دست مبارک میں گردش اور دہنا دست مبارک پیشانی پر ہر پیچ کی گرفت کرتا تھا، اگر کسی صاحب کو کوئی شئے دینا ہوتی اور اس نے الٹا ہاتھ لینے کو بڑھایا، فوراً اپنا دست مبارک روک لیتے اور فرماتے سیدھے ہاتھ میں لیجئے، الٹے ہاتھ میں شیطان لیتا ہے لے

اعداد بسم اللہ شریف (۷۸۶) عام طور پر جو لوگ لکھتے ہیں تو ابتداء ۷ سے کرتے ہیں، پھر ۸ لکھتے ہیں، اس کے بعد ۶، مگر اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ پہلے ۶ تحریر فرماتے پھر ۸ تب ۷، یونہی نقش کے خطوط سیدھی ہی جانب سے کشش فرماتے اور نہ فرمانے میں بھی اسکا لحاظ تھا کہ نقش کے سیدھے رُخ کی طرف یعنی جس طرف ۸۶، ہے ادھر سے نیچے کی طرف تہ کرتے ہوئے لاتے، پھر سیدھی جانب سے فیلتے تعویذی صورت میں کر دیتے۔

مسجد سے باہر آتے وقت پہلے الٹا قدم نکالنے کا حکم فرمایا گیا ہے اس لئے حضور اس موقع پر الٹا قدم جوتے کے بائی حصے پر قائم فرماکر سیدھے پاؤں میں پہلے جوتا

لے حیاتِ اعلیٰحضرت، ص ۱۷۷، ۱۷۸

پہننے پھرا لئے میں، بیت الادب میں داخل ہوتے وقت عصائے مبارک باہر بازو کو کھڑا فرما کر جاتے، شاید اس میں دو مصلحتیں مضمر تھیں ایک تو یہ کہ دوسرا شخص آنے نہ پائے دوسرے عصائے مبارک مسجد میں ساتھ رہنا تھا بلکہ اس کے سہارے سے قیام میں قیام فرمانے اسی لئے احتیاط ملحوظ رکھتے۔

ایک مرتبہ حضور بحالتِ اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے، شب کا وقت، جاڑے کا زمانہ اور اس وقت دیر سے شدید بارش مسلسل ہو رہی تھی، حضور کو نمازِ عشاء کے لئے وضو کرنے کی فکر ہوئی کہ پانی تو موجود مگر بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے؟ بالآخر مسجد کے اندر لحاف گدّے کی چارتہ کر کے اس پر وضو کیا اور ایک قطرہ فرش پر نہ گرنے دیا اور پوری رات جاڑوں کی اور اس پر باد و باراں کا طوفان، یونہی جاگ کر ٹھٹھر ٹھٹھر کر کاٹ دی[1]

ایک مرتبہ تین چار فوجی آدمی عقیدتاً خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے، حضور نے نیچی نظر کر لی، انہوں نے کچھ عرض کیا، حضور نے بغیر نظر اٹھائے انہیں جواب دیا، چونکہ ہم خدام حضور سے سنے ہوئے تھے کہ ناف سے زانوؤں تک مرد کا جسم عورت ہے اور اس کا چھپانا واجب اور یہ لوگ نیکر پہنے ہوئے تھے جس کی وجہ سے زانو کھلے ہوئے تھے، فوراً ایک کپڑا لے کر سب کے زانو ڈھک دئے، اس کے بعد حضور نے نظر ملا کر کلام فرمایا[2]

قید میں بھی رہی ترے وحشی کو تری زلف کی یاد

جناب سید ایوب علی کا بیان ہے کہ برسات کا موسم تھا، عشاء کے وقت ہوا کے

---

[1] حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص: ۱۷۹

[2] ایضاً ص: ۱۷۹، ۱۸۰

Marfat.com

تیز جھونکے مسجد کے کڑوے تیل کا چراغ بار بار گل کر دیتے تھے جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت دقت ہوتی تھی اور اس کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ خارج مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا اس زمانہ میں ناروے کی دیا سلائی استعمال کی جاتی تھی جس کے روشن کرنے میں گندھک کی بدبو نکلتی تھی لہٰذا اس تکلیف کی مدافعت حضور کے خادمِ خاص حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ کی کہ ایک لالٹین میں معمولی چار شیشے لگوا کر کُپی میں انڈی کا تیل ڈالا اور روشن کر کے حضور کے ساتھ ساتھ مسجد کے اندر لیجا کر رکھ دی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضور کی نظر اس پر پڑی، ارشاد فرمایا حاجی صاحب! آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہوگا کہ مسجد میں بدبو دار تیل نہیں جلانا چاہیئے۔ انہوں نے عرض کیا حضور اس میں رنڈی کا تیل ہے، فرمایا راہ گیر دیکھ کر کیسے سمجھیں گے کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل جل رہا ہے؟ وہ تو یہی کہیں گے کہ دوسروں کو تو فتوے دیا جاتا ہے کہ مٹی کا بدبودار تیل مسجد میں نہ جلاؤ اور خود مسجد میں لالٹین جلوا رہے ہیں، ہاں اگر آپ برابر اس کے پاس بیٹھے ہوئے یہ کہتے رہیں کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے، اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے تو مضائقہ نہیں چنانچہ حاجی صاحب نے فوراً اس لالٹین کو گل کر کے خارجِ مسجد کر دیا [1]

سید ایوب علی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کی آنکھیں دکھنے آگئی تھیں، اس زمانہ میں بوقت حاضری مسجد متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلالیا اور فرمایا سید صاحب دیکھئے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز اعادہ کرنا ہوگی [2]

---

[1] حیاتِ اعلیٰ حضرت ، ص ۱۸۲

[2] ایضاً ، ص ۱۸۳

Marfat.com

مولوی محمد حسین میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ اعلیحضرت نماز میں اس قدر احتیاط اور جزئیات مسائل کا ایسا خیال فرماتے کہ عام لوگ نہیں بلکہ اکثر علماء اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں، ایک سال میں ۲۰ رمضان شریف سے اعلیٰحضرت کی مسجد میں معتکف ہوا، ۲۶ رمضان سے اعلیٰحضرت نے بھی اعتکاف فرمایا، ایک دن قبل اعتکاف عصر کے وقت تشریف لائے اور نماز پڑھا کر تشریف لے گئے، میں مسجد کے اپنے کونے میں چلا گیا، تھوڑی دیر میں مجھ سے ایک صاحب نے فرمایا آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ میں نے کہا میں نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھ لی انہوں نے کہا حضرت تو اب پڑھ رہے ہیں، مجھے اس وجہ سے یقین نہیں آیا کہ بعد عصر نوافل نہیں اور اگر کسی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا ایسا حافظہ نہیں کہ سب مجھے بھول جاتے اور مطلع نہ فرماتے، انہوں نے مجھ سے کہا دیکھ لیجئے وہ پڑھ رہے ہیں، میں نے بڑھ کر دیکھا تو واقعی پڑھ رہے تھے، مجھے بے حد حیرت ہوئی اور آگے بڑھ کر کھڑا رہا، سلام پھیرنے پر عرض کیا، حضور میری سمجھ میں نہیں آیا؟ ارشاد فرمایا کہ قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد سانس کی حرکت سے میرے انگوٹھے کا بند ٹوٹ گیا تھا، چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے، اس وجہ سے میں نے آپ سے نہیں کہا اور گھر جاکر بند درست کرا کر اپنی نماز پھر پڑھ لی[۱]

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا سید دیدار علی صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، جماعت کا وقت تھا، مسجد کے کنوئیں پر ایک بہشتی کا لڑکا پانی بھر رہا تھا، جلدی کی وجہ سے اسی لڑکے سے پانی طلب فرمایا، اس نے کہا مولانا میرے بھرے ہوئے پانی سے آپ کو وضو کرنا

---

[۱] حیات اعلیٰحضرت، ص: ۱۸۳

جائز نہیں اور نہیں دیا، مولانا کو غصہ آیا اور فرمایا کہ جب ہم تجھ سے لے رہے ہیں تو کیوں جائز نہیں؟ اس نے کہا مجھے دینے کا اختیار نہیں، میں نابالغ ہوں، مولانا کو اور غصہ آیا، جماعت ہو رہی ہے اور یہاں اور دیر لگ رہی ہے۔ فرمایا تو جہاں جہاں پانی دیتا ہے ان کا وضو کیسے جائز ہو جاتا ہے؟ اس نے کہا وہ لوگ تو مجھ سے مول لیتے ہیں اور غصہ آیا مگر اس نے نہیں دیا، آخر کار خود بھرا اور جلدی جلدی وضو کر کے نماز میں شریک ہوئے۔ جب غصہ کم ہوا اور سلام پھیرا تو خیال آیا کہ بہشتی کا لڑکا از روئے فقہ صحیح کہتا تھا دیدار علی! اتم سے تو اعلیٰ حضرت کے یہاں کے خدمتگاروں کے بچے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں، یہ سب اعلیٰحضرت کے اتباع شریعت کا فیض ہے، یہ خیال آکر بہت شرم آئی اور پھر ادب و عقیدت سے اعلیٰ حضرت سے ملے اور پھر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ سے خلافت و اجازت حاصل کی سلہ

نبیرہ حضرت محدث سورتی، مولانا قاری احمد صاحب کا بیان ہے کہ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے سالانہ جلسہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ پیلی بھیت تشریف لائے، ایک روز صبح کو حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پیلی بھیت کے مشہور بزرگ شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ سے ملنے تشریف لے گئے، وہاں پہنچکر دیکھا کہ شاہ صاحب بے حجابانہ عورتوں کو بیعت کر رہے ہیں، اعلیٰ حضرت بمقتضائے کمال غیرت علی احکام الشرع بغیر ملے ہوئے واپس تشریف لے آئے، دوسرا کوئی ہوتا تو بگڑ جاتا لیکن حضرت شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کمال بے نفسی و حق پسندی اس طرح جلوہ گر ہوا کہ شام کو جب اعلیٰ حضرت بریلی تشریف لیجانے لگے تو شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ عنہ اسٹیشن تک پہنچانے گئے اور صبح کے واقعہ پر اظہارِ افسوس کر کے

سلہ حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۱۸۰، ۱۸۱

فرمایا کہ مولانا! اب آئندہ میں عورتوں کو پسِ پردہ بٹھا کر ان سے بیعت لیا کروں گا۔ اس کے بعد اعلیٰحضرت نے ان سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا [۱]

حضرت شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے عرس حضرت صاحب البرکات شاہ برکت اللہ قدس سرہ العزیز کے قبل مولانا کو طلب کر لیا تھا، درگاہ شریف کے ایک حجرے میں تشریف فرما تھے، مبارک جان نامی علی گڑھ کی ایک مشہور اور بڑی متمول رنڈی کسی کے یہاں مارہرہ آئی ہوئی تھی درگاہ معلّٰی میں حاضر ہوئی اور روضہ شریف کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر گانا آغاز کرنا ہی چاہتی تھی، سازندوں نے ساز لگائے تھے کہ مولانا کی نظر پڑ گئی اور بے اختیار ہو کر حجرہ سے باہر تشریف لا کر ان سے فرمایا کہ تم یہاں کیسے آئے؟ یہ درگاہِ معلّٰی ناچ گانے شیطانی کاموں کی جگہ نہیں، فوراً یہاں سے روانہ ہو جاؤ! یہ فرمایا اور درگاہ سے ان لوگوں کو باہر کر دیا [۲]

جناب حاجی کفایت اللہ صاحب، جناب حاجی خدا بخش صاحب کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے صبح کی نماز اعلیٰحضرت کے پیچھے پڑھی۔ جب حضرت نماز پڑھ چکے تو ایک مسافر صاحب آئے ہوئے تھے، انہوں نے اعلیٰحضرت کو ایک خط دیا، وہ صاحب اعلیٰحضرت کے مرید تھے، جس وقت وہ مرید ہوئے تھے ان کی ڈاڑھی حدِ شرع سے کم تھی، انہوں نے خواہش کی کہ کوئی وظیفہ حضور مجھ کو تعلیم فرمائیں۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ جس وقت تمہاری ڈاڑھی حدِ شرع کے مطابق ہو جائیگی اس وقت میں وظیفہ وغیرہ بتا دوں گا، وہ صاحب اس کے متعلق ایک بزرگ کا خط لائے تھے کہ ان کو کچھ بتا دیا جائے۔ حضرت نے فرمایا جب تک تم داڑھی حدِ

---

[۱] حیاتِ اعلیٰحضرت، ص ۱۸۰ [۲] ایضاً : ص ۱۸۵

Marfat.com

شرع تک بڑھا کر نہ آؤ گے اس وقت تک تم کسی کی سفارش لاؤ تم کو کچھ نہیں بتاؤں گا جب داڑھی تمہاری حد شرع کے مطابق ہو جائے گی میں خود ہی بتادوں گا، اس میں کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں [1]

گردن نہ جھکی اس کی شہنشاہ کے آگے

سید ایوب علی کا بیان ہے کہ بدایونی مقدمہ کی فتح یابی پر مبارکبادیوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا ہی تھا کہ سرکار مارہرہ کے عرس سراپا قدس کا زمانہ آگیا۔ حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین دامت فیوضہٗ اعلیٰ حضرت کو عرس شریف میں شرکت کے لئے مدعو فرماتے ہیں اور یہی ظاہر کرتے ہیں کہ اہالیانِ بدایوں میں اکثریت آپ کے موافقین کی ہے، انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ جس روز اعلیٰ حضرت بدایوں اسٹیشن سے گزریں گے، اسی روز شہر کے کسی باغ میں پھول باقی نہ رکھیں گے، اس کثرت سے گل ریزی کرنے کا انتظام ہو رہا ہے اور لوگ نہایت ہی مشتاق ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا، میں خود ہی ارادہ کر رہا تھا کہ بہت عرصہ سے حاضری بھی نہیں ہوئی ہے، ضرور حاضری کا قصد رکھتا ہوں۔

غرض یہ خبر مشتہر ہوتے ہی مخلصین نے ہمراہ چلنے کے واسطے اپنے یہاں کی تواریخ تقریبات ہٹا دیں، عوام و خواص جس کو دیکھئے مارہرہ شریف چلنے کا سامان کر رہا ہے لہٰذا اس کثرت کو دیکھتے ہوئے حضور نے فرمایا، بہتر ہوگا اگر اسپیشل کا انتظام کر لیا جائے۔ حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب نے ادھر تو اعلیٰ حضرت قبلہ کو دعوت شرکتِ عرس کی دی، ادھر نواب حامد علی خاں

---

[1] حیاتِ اعلیٰ حضرت ، ص : ۱۸۵

Marfat.com

والیٔ ریاست رامپور کو بھی (جو حضرت کے معتقدوں میں تھے اور اسی بنا پہ ایک مرتبہ نینی تال اپنی کوٹھی میں مدعو بھی کیا تھا چنانچہ حضرت شاہ مہدی حسن میاں صاحب قبلہ وہاں تشریف بھی لے گئے تھے اور قریب ایک ہفتہ کے وہاں قیام بھی فرمایا تھا) عرس کی شرکت کی دعوت دی اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ اعلیحضرت امام اہلِ سنت فاضلِ بریلوی مدظلہ بھی امسال عرس شریف کے موقع پر تشریف لائیں گے۔

چونکہ نواب رامپور برسوں سے حضور کے علمِ جفر کے کمال دیکھ کر زیارت کا مشتاق اور کوشاں تھا اس موقع کو غنیمت جان کر دعوت منظور کر لیتا ہے اور اور اظہارِ نیازمندی و خوش اعتقادی کے لئے بہت کچھ ساز و سامان ریاست سے مارہرہ شریف پہنچ جاتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن سے بستی تک سڑکوں کے دونوں جانب روشنی کے لئے قریب قریب گیس کے ہنڈے لگا دیئے گئے اور ہر ٹرین پہ زائرین کو لینے کے لئے ریاست کی موٹر اور ہاتھی جن پہ زری کی جھولیں پڑی تھیں، گشت لگا رہے تھے۔

جب ریاست کی طرف سے ساز و سامان مارہرہ شریف پہنچ گیا اور والیٔ ریاست نے یہ طے کر دیا کہ جس وقت اعلیٰ حضرت بریلی سے روانہ ہوں گے ہیں بھی اسپیشل سے روانہ ہو جاؤں گا، اس وقت حضرت شاہ مہدی حسن صاحب قبلہ نے مزید رجسٹری کرنے کے لئے ایک خط حضور پُر نور اعلیحضرت قبلہ کی خدمت میں بدیں مضمون بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے مارہرہ آنے کے بارے میں کسی سے کہا ہے کہ "میں تو پیشاب پھرنے کو بھی وہاں نہ جاؤں گا"۔ جس وقت یہ خط یہاں آیا حضور فوراً باہر تشریف لے آئے، چہرہ سے اثرِ جلال نمایاں تھا، فرمایا میں جانتا ہوں کہ جس لئے میاں نے یہ خط بھیجا ہے، لکھتے ہیں کہ میں نے کسی سے کہا ہے کہ میں پیشاب پھرنے کو بھی مارہرہ نہ جاؤں گا! یہ فقرہ محض

Marfat.com

اس لئے دماغ سے اتار اگیا ہے کہ میں اس کے جواب میں یہ لکھ دوں کہ آپ کو کسی نے غلط باور کرایا ہے، میں ضرور آؤں گا، مجھ سے رجسٹری کرانا مقصود ہے تاکہ نواب کو دکھانے کے لئے ہو جائے۔ میاں سمجھتے ہیں کہ میں اس چار دیواری کے اندر بیٹھا ہوں اسے کیا خبر ہوگی حالانکہ میرے خبر دینے والوں نے ذرہ ذرہ کی مجھے خبر دیدی ہے میں جانتا ہوں کہ میری روانگی ہوتے ہی نواب کا اسپیشل روانہ ہو جائے گا جو بالکل تیار کھڑا ہے۔ چونکہ وہ خط اعلیٰ حضرت نے اتنا ہی پڑھا تھا اس لئے آگے پڑھنے کو مصطفےٰ میاں سے فرمایا جس میں لکھا ہوا تھا، یہ سن کر میرا دل پاش پاش ہو گیا، فرمایا جس کا دل پاش پاش ہو جائے وہ خط لکھنے پہ قادر ہو سکتا ہے؟ بس اب نہ جاؤں گا اور نہ تشریف لے گئے۔ [1]

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت شریف حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس سے واپسی صبح کی گاڑی سے ہوئی، حضور نے اس وقت اسٹیشن پر آ کر وظیفہ کی صندوقچی حاجی کفایت اللہ صاحب سے طلب فرمائی، کسی نے جلدی سے آرام کرسی ویٹنگ روم سے لاکر بچھا دی، ارشاد فرمایا یہ تو بڑی متکبرانہ کرسی ہے، جتنی دیر تک وظیفہ پڑھا، آرام کرسی کے تکیہ سے پشت مبارک نہ لگائی [2]

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے

---

[1] حیاتِ اعلیٰ حضرت : ص ۱۹۰ تا ۱۹۳

[2] ایضاً : " ص ۴۱

Marfat.com

یاد نہیں، حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت بھی کبھی کبھی ان کے یہاں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ان کے یہاں تشریف فرما تھے کہ ان کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی، جھجکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحبِ خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اٹھ کر چلا گیا۔ حضور کو صاحبِ خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کے یہاں آئے حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی، وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لئے آئے، وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو؟ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا، وہ بیٹھ گئے۔ پھر تو ان صاحب کے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے اور فوراً اٹھ کر چلے گئے پھر کبھی نہ آئے۔ خلافِ معمول جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں؟ پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے متکبر مغرور سے ملنا نہیں چاہتا۔[1]

---

[1] حیاتِ اعلیٰ حضرت : ص ۴۰

Marfat.com

سجدۂ تعظیمی

یہ وہ مسئلہ ہے جس کے بارے میں آج ہماری خانقاہیں پوری طرح بدنام کردی گئی ہیں۔ خانقاہوں پر اکتسابِ فیوض و برکات کے لئے جانے والے مسلمانوں کو بدعتی، قبر پرست اور مشرک وغیرہ کے خطابات دئے جارہے ہیں حالانکہ بوسہ و طواف قبور سے لیکر سجدۂ تعظیمی تک ہر مسئلے میں تمام علمائے اہلِ سنت بالخصوص فاضلِ بریلوی کا مسلک کتاب و سنت پر مبنی ہے اور سلف صالحین کے طرزِ عمل سے ہر طرح مطابق ہے، جہاں تک مزارات پر جانے کا تعلق ہے یہ عمل خود آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مستند روایات سے ثابت ہے۔ آپ کے مبارک دور کے بعد ہر زمانہ کے بزرگوں اور صلحاء کا معمول رہا ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے دینی و مذہبی زعماء کی مجموعی سوچ ہر دور میں مشائخ اور بزرگانِ دین کے آستانوں کو قبلۂ شوق اور کعبۂ عشق بناتے رہی ہے ہمیں یہ بات تسلیم ہے کہ ان میں سے کسی شخص نے بھی غیر شرعی حرکت کی اجازت نہیں دی مگر تاریخی طور پر یہ بات ثابت کی جاسکتی ہے کہ کسی دور میں یا کسی علاقے میں بزرگان دین کے مزارات، اعراس اور آستانوں کو مسلم معاشرے نے اپنے تہذیبی تسلسل سے خارج کردیا ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر ملتِ اسلامیہ کے چودہ سوسالہ دینی و تہذیبی ورثے سے روگردانی وانحراف کرنے کی بجائے حقیقت پسندی سے کام لیا جائے۔ اگر کہیں کوئی غیر شرعی فعل ہو رہا ہے تو اس کی ذمہ داری اس شخص پر ڈالی جائے جو اسے کر رہا ہے۔

یہ امر کس سے مخفی ہے کہ ہماری خانقاہیں اگر ایک زمانے میں تعلیم و تربیت کی

Marfat.com

عظیم درس گاہیں تھیں تو وہ آج بھی مسلم معاشرے کی اجتماعیت کا مظہر ہیں۔ فاضل بریلوی نے قرآنِ مجید، چالیس مستند احادیث، ایک سو دس فقہی نصوص اور بزرگانِ دین کے اقوال سے سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے پر الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ نامی تحقیقی کتاب سپردِ قلم کی ہے، اسے پڑھ کر اس سچے عاشقِ رسول اور متبعِ سنت دیدہ ور عالم کی فکر و نظر کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فاضلِ بریلوی نے سجدۂ تعظیمی کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا، ان کے بعد کوئی ایسی صورت باقی نہیں رہ جاتی ہے کہ ان کو بدعت آفرینی کا الزام دیا جائے، اگر مزارات پر کوئی نادان یا جاہل زائر معلومات نہ رکھنے کے باعث غیر شرعی حرکت کرتا ہے تو وہ قابلِ اصلاح ہے اور اس کی غلطی کا الزام فاضل بریلوی یا کسی عالمِ دین کے ذمے نہیں ڈالا جاسکتا کیونکہ یوں تو مساجد میں اکثر و بیشتر بعض کم علم رکھنے والے نماز میں غلطی کر جاتے ہیں یا حج کے موقع پر جہاں اکثر لوگ صحیح طور سے مناسک ادا کر رہے ہوتے ہیں، وہاں ایسے حجاج بھی ہوتے ہیں کہ مناسکِ حج ٹھیک سے ادا نہیں کر رہے ہوتے تو کیا ایسی صورت میں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ سرے سے مساجد میں نماز ہی نہ پڑھی جائے یا حج ادا نہ کیا جائے؟

فاضلِ بریلوی کی کتابوں سے انتخاب یا اقتباس لینا خاصا دشوار مسئلہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سینکڑوں کتابوں و بیشمار افکار و آراء کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، تاہم الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ سے ہم کچھ اقتباسات پیش کر رہے ہیں :-

Marfat.com

سجدۂ تعظیمی

مسلمان! اے مسلمان! اے شریعتِ مصطفوی کے تابعِ فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرتِ عزت جل جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں، اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرکِ مُہین و کفرِ مبیں اور سجدۂ تحیۃ حرام و گناہِ کبیرہ بالیقیں اس کے کفر ہونے میں اختلافِ علمائے دین ایک جماعتِ فقہاء سے تکفیر منقول،

جامع ترمذی، صحیح ابنِ حبان، صحیح مستدرک، مسندِ بزاز اور سننِ بیہقی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

قال جاءت امرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ اخبرنی ما حق الزوج علی الزوجۃ قال لو کان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا اذا دخل علیھا لما فضلہ اللہ علیھا ھذا لفظ البزار و الحاکم و البیھقی و عند الترمذی المرفوع منہ بلفظ لو کنت اٰمر احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا۔

"ایک عورت نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! شوہر کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا

Marfat.com

کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اسے اس پر رکھی ہے"

مسند احمد، حاکم مستدرک، طبرانی، جامع کبیر، بیہقی، ابونعیم، دلائل النبوۃ اور بغوی شرح السنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد لہ فقال المسلمون نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لو کنت امر احدا ان یسجد لغیر اللہ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا۔

"ایک روز حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لیجا نے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آکر حضور کو سجدہ کیا، مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کسی کو غیر خدا کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔"

ابونعیم، خیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فرأینا منہ عجبا من ذلک ان مضینا فنزلنا منزلا فجاء رجل فقال یا نبی اللہ انہ کان لی حائط فیہ عیشی و عیش عیالی ولی فیہا ناضحان فاغتلما علی فمنعانی انفسہما و حائطی و ما فیہ ولا یقدر احد ان یدنو

Marfat.com

منهما فنهض نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باصحابہ حتی اتی الحائط فقال لصاحبہ افتح فقال یا نبی اللہ امرهما اعظم من ذلك قال افتح فلما حرك الباب اقبلا لهما كخفيف الريح فلما انفرج الباب و نظرالی نبی اللہ برّا ثم سجدا فاخذ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برأسهما ثم دفعهما الی صاحبهما فقال استعملهما واحسن علفهما فقال القوم یا نبی اللہ تسجد لك البهائم فبلاء اللہ عندنا بك احسن حين هدانا اللہ من الضلالة واستنقذنا بك من المهالك افلا تأذن لنا فی السجود لك فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان السجود ليس لی الا الحی الذی لا یموت ولو انی امرا احدا من هذه الامۃ بالسجود لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔

" ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجب دیکھا کہ ایک منزل میں اترے، وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا نبی اللہ میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہِ معاش ہے، اس میں میرے دو شتر آب کش تھے، دونوں مست ہو گئے ہیں، نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام اٹھ کر اس کے باغ کو گئے، فرمایا کھول دے، عرض کی یا نبی اللہ! ان کا معاملہ

Marfat.com

اس سے سخت تر ہے، فرمایا کھول دو دلی کو جنبش ہوئی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے، دروازہ کھلا اور انہوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے، حضور نے ان کا سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دیا اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے، حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی، کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک سجدہ میرے لئے نہیں وہ تو اسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا، میں امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔"

ابوداؤد سنن و طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ عنہما راوی:

قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ قال فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت یا رسول اللہ احق ان نسجد لک قال ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ قلت لا قال فلا تفعلوا لو کنت اٰمر ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من الحق۔

Marfat.com

"میں شہر حیرہ (نزد کوفہ) گیا، وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہریار کو سجدہ کرتے ہیں، میں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں، خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یہ حال وخیال عرض کیا فرمایا بھلا اگر تم ہمارے مزارِ کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کرو گے؟ میں نے عرض کی نہ، فرمایا تم نہ کرو میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اس حق کے سبب جو اللہ نے ان کا ان پر رکھا ہے"

ابوداؤد نے سکوتاً اس حدیث کو حسن بنایا اور حاکم نے تصریحاً کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے اسے مقرر رکھا کما فی الاتحاف۔

جامع ترمذی میں بطریق الامام عبداللہ بن مبارک عن حنظلہ بن عبید اللہ اور سنن ابن ماجہ میں بطریق جریر بن حازم عن حنظلہ بن عبدالرحمٰن الدوسی اور شرح معانی الآثار امام طحاوی میں بطریق حماد بن سلمہ وحماد بن زبیر ویزید بن زریع وابی ہلال کلہم عن حنظلۃ الدوسی انس رضی اللہ عنہ سے ہے:۔

قال قال رجل یارسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ ینحنی لہ قال لا۔

"ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ہم میں کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے جھکے؟ فرمایا نہ"

امامِ طحاوی کے لفظ یہ ہیں:۔

قالوا یارسول اللہ اینحنی بعضنا لبعض اذا التقینا قال لا۔

"صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ملتے وقت ہم میں ایک دوسرے

Marfat.com

کے لئے جھکے؟ فرمایا نہ۔"

امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور امام طحاوی ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لاتصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیہا

" قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو، نہ ان پر بیٹھو"

امام بخاری اپنی صحیح میں تعلیقاً اور امام احمد وعبدالرزاق وابوبکر بن ابی شیبہ و وکیع بن الجراح وابونعیم استاذ امام بخاری وابن منیع مسنداً انس رضی اللہ عنہ سے راوی :-

رانی عمر رضی اللہ عنہ وانا اصلی الی قبر فقال القبر امامک فنہانی وفی روایۃ للوکیع قال لی بقبر لاتصل الیہ وفی روایۃ الفضل بن دکین فناداہ القبر القبر فتقدم وصلی وجاوز القبر۔

" مجھے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا تمہارے آگے قبر ہے، قبر سے بچو، قبر سے بچو، اس کی طرف نماز نہ پڑھو، یوں منع فرمایا یہ نماز ہی میں قدم اٹھا کر قبر کے آگے ہو گئے۔"

• اجلہ ائمہ مالک و محمد بخاری ومسلم وابوداؤد و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

قاتل اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجدا۔

Marfat.com

" یہود و نصاریٰ کو اللہ مارے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدے کا مقام کر لیا۔"

سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے پر ڈیڑھ سو نصوص فقہ میں سے

چند نصوص

تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی جلد اول ص۲۰۲، غنیۃ المستملی محقق ابراہیم حلبی ص۲۶۶، فتح اللہ المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری جلد اول ص۲۹۰ :۔

التواضع نہایتہ توجد فی السجود ولہذا لو سجد لغیر اللہ یکفر۔

" تواضع کی انتہا سجدے پر ہے اس لئے غیرِ خدا کو سجدہ کفر ہے"

مبسوط امام جلیل شمس الائمہ سرخسی اس سے جامع الرموز ص۵۳۵ :۔

من سجد لغیر اللہ علی وجہ التعظیم کفر

" غیرِ خدا کو سجدہ تعظیمی کرنے والا کافر ہے"

امامِ اجل صدر شہید شرح جامع صغیر میں ان سے امام سمعانی خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ میں جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان، اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص۳۶۸، جامع الفصولین جلد ۲ ص۳۱۴ برمز من یعنی مجمع النوازل مرموزہ جز یعنی وجیز المحیط سے جامع الرموز ص۵۳۵ محیط، مجمع الانہر، جلد ۲ ص۵۲۰ اور یہ لفظ صدر شہید کے ہیں :۔

من قبل الارض بین یدی السلطان اوامیر او سجد لہ فان کان علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن اس تکب الکبیرۃ۔

Marfat.com

"جس نے بادشاہ یا کسی سردار کے سامنے زمین چومی یا اسے سجدہ کیا اگر بطور تحیۃ (تعظیم) ہو کافر نہ ہو گا ہاں مرتکبِ کبیرہ ہوا۔"

جامع الرموز وغیرہ کے لفظ یہ ہیں :۔

لا یجوز فانہ کبیرۃ

" زمین بوسی و سجدۂ تحیت ناجائز و کبیرہ ہیں"

اس سے آگے امام حافظ الدین محمد بن محمد کردری کی وجیز سے ایک عبارت نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے :۔

" یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے ہیں اور اسے پائیگاہ کہتے ہیں بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے پس اگر اسے اپنے پیر کے لیے جائز جانے تو کافر ہے اور اگر اس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کر کے اس پر راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہوا اگر کبھی مسلمان تھا بھی۔"

یعنی ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لئے سجدے کے خواہشمند غالباً شرع سے آزاد بے قید و بند ہوتے ہیں یوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کر اب ہوئے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سجدہ تو سجدہ زمین بوسی بھی حرام ہے

جامع صغیر امام کبیر اس سے فتاویٰ تاتارخانیہ، اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹، کافی شرح وافی قلمی ہر دو تصنیف امامِ جلیل ابوالبرکات نسفی صاحب کنز، غایۃ البیان علامہ اتزاری قلمی شرح ہدایہ کفایہ امام جلال الدین کرلانی شرح ہدایہ جلد ۴ ص ۴۳،

Marfat.com

تبیین الحقائق امام زیلعی شرح کنز جلد ۶ ص ۲۵، تنویر الابصار امام شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی، در مختار، علامہ مدقق علاء الدین محمد دمشقی کتاب الحظر، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ ص ۵۲، فتح المعین علی الکنز جلد ۳ ص ۴۰۲، تکملۃ البحر للعلامۃ الطوری جلد ۸ ص ۲۲۶، شرح کنز لملا مسکین، فتاوے غرائب، اس سے فتاوی ہندیہ۔ ان نصوصِ جلیلہ میں ہے:

ما یفعلون من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اثمان۔

"عالموں اور بزرگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہ گار ہے"

کافی وکفایہ وغایہ وتبیین ودرر ومجمع والبوالسعود اور جواہر نے زائد کیا لانہ یشبہ عبادۃ الوثن "اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے"

زمین بوسی حقیقۃً سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی رکھنی ضرور ہے، جب یہ اس وجہ سے حرام اور مشابہ بت پرستی ہوئی کہ صورۃً قریب سجود ہے تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بت پرستی کا مشابہ تام ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مزارات کے بارے میں سجدہ تعظیم کے زمین الگ مسائل

۱۔ مزارات کو سجدہ یا اس کے سامنے زمین چومنا حرام اور حدِ رکوع تک جھکنا ممنوع، منسک متوسط علامہ رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ امام ابن الہمام، مسلک متقسط شرح ملا علی قاری ص ۲۹۳:

ولا یمس عند الزیارۃ الجدار ولا یقبلہ ولا

يلتصق به ولا يطوف ولا ينحني ولا يقبل الارض
فانه اى كل واحد غير مستحسنة ۔

" زیارتِ روضہ انور سیدِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعتِ قبیحہ ہیں "

بوسہ میں اختلاف ہے اور چھونا چمٹنا اس کے مثل اور احوط منع اور علّت خلافِ ادب ہونا ۔ شرح لباب :۔

اما السجدة فلا شك انها حرام فلا يغتر الزائر بما يرى من الجاهلين بل يتبع العلماء العاملين ۔

" رہا مزار کو سجدہ تو وہ حرامِ قطعی ہے تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے "

۲۔ مزار کو سجدہ درکنار، کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو، طحطاوی علی الدر جلد اول صہ ۱۸۳ :۔

قوله مقبرة لان فيه التوجه الى القبر غالبا والصلوٰة اليه مكروهة ۔

" مقبرے میں نماز مکروہ ہے کہ اس میں غالباً کسی قبر کو منہ ہو گا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے "

حلیہ امام ابن امیر الحاج قلمی اواخر مایکرہ فی الصلوٰۃ ، ردالمحتار جلد اول صہ ۳۹۴ :۔

اما المقبرة اذا كان فيها موضع اعد للصلوٰة وليس فيها قبر ولا نجاسة وقبلته الى قبر فالصلوٰة مكروهة ۔

Marfat.com

" قبرستان میں جب کوئی جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی ہو اور وہاں قبر نہ ہو اور نہ نجاست مگر اس کا قبلہ قبر کی طرف ہو جب بھی نماز مکروہ ہے "

رکوع و سجود والی نماز میں قبر سامنے ہونے کی کراہت اس کے نماز ہونے کے سبب نہیں، نماز تو نمازِ جنازہ بھی ہے اور اس میں میت کا سامنے ہونا شرط ورنہ نماز ہی نہ ہو گی بلکہ رکوع و سجود کے باعث اور یقیناً معلوم کہ نماز کا رکوع و سجود اللہ عزوجل کے لئے ہے اور مصلی یقیناً استقبال قبلہ ہی کی نیت کرتا ہے نہ کہ توجہ الی القبر کی بایں ہمہ قبر کا سامنے ہونا، اللہ تعالےٰ کے لئے سجدہ کو ممنوع کرتا ہے تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اسے سجدہ میں قبلہ توجہ بنانا کس درجہ اشد ممنوع و حرام ہو گا، انصاف شرط ہے۔

بکر (قائل سجدۂ تعظیمی) سچا ہے تو مولیٰ علی یا کسی صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد و امام ابو یوسف، امام محمد، امام بخاری، امام مسلم یا ان کے کسی ایک شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ انہوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بتایا ورنہ قرآنِ مجید میں جو کچھ کا ذبین پر ہے، اس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے، کذب فی الدنیا سے کذب فی الدین سخت تر ہے۔ آگے افترا اختراع کی اور بھی پوری تندتر چڑھی کہ ان کا اجماع مسئلہ سجدۂ تعظیمی میں ثابت ہے اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا، پس اگر سجدۂ تعظیمی گمراہی بھی ہے تو اجماعِ امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سچ فرمایا حدیثِ مجید نے حبك الشیئ یعمی و یصم " تعصب آدمی کو اندھا بہرا کر دیتا ہے، سچ فرمایا رب العزت عز جلالہ نے فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور " آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں "، سجدۂ غیر پر امت کو شش کا

Marfat.com

ضرور اجماع ہے، جس پنڈت سے چاہو پوچھ لو، جس مندر میں چاہو دیکھ لو لیکن امتِ محمدیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس تہمت سے بَری ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون طرفہ یہ کہ گمراہی بھی ہے تو اجماع سے جاتی رہی یعنی امت گمراہی پر اجماع تو کر لیتی ہے لیکن اس اجماع سے گمراہی کی کایا پلٹ ہو کر ہدایت ہو جاتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سے آگے فاضل بریلوی نے تقریباً پندرہ صفحات میں حضرتِ آدم کو ملائکہ کا سجدہ اور حضرتِ یوسف علیہما السلام کو سجدے کی آیات پر بڑی مدلل بحث فرمائی ہے اور اس میں ایک ایک شبہے کے کئی کئی جواب دیئے ہیں، آخر میں لکھتے ہیں :-

"مخلوق میں نہایت عظمتِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیاء، مشائخ اور مزارات کو ان پر قیاس کر کے ان کے لئے سجدہ تعظیمی بنانا ظلمِ شدید ہے اور انبیاء کا حق تلف کرنا، یہ سب اسے شریعتِ سابقہ مان کر ہے۔ ہم بیان کر چکے کہ سرے سے سب کا ثبوت نہیں۔ اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت، سجدہ آدم کا حکم لبشر کو نہ تھا ملائکہ کیلئے اب بھی ہو تو ہمیں کیا، سجدۂ یوسف بربنائے اباحتِ اصلیہ ہونا ممکن اور اباحتِ اصلیہ کا رفع نسخ نہیں مسلم الثبوت میں ہے رفع الاباحۃ الاصلیۃ لیس بنسخ اسیطرح کشف الاسرار وغیرہ میں ہے تو ارشادِ حدیث لاتفعلوا واجب القبول و سجدۂ تحیۃ کا حرام ہونا ہی حکمِ خدا و رسول جل وعلا و صلے اللہ علیہ وسلم۔" [1]

---

[1] الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ ، مطبوعہ محبوب المطابع، دہلی

Marfat.com

سماع

ہمارے خانقاہی نظام میں سماع کو جو اہم حیثیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہ
مگر خیال رہے کہ سماع کے لفظ سے فوری طور پر ذہن میں سماع کا جو نقش ابھرتا ہے
وہ خانقاہوں میں مروجہ سماع کا ہے جس کی کیفیت (الا ماشاء اللہ) ایک میلے کی ہو کر رہ
گئی ہے۔ اس میں مسمع مستمع اور مسموع کے آداب کا لحاظ ختم ہو کر رہ گیا ہے محبت
الٰہیہ کی روحانی غذا کے برعکس یہ صورتِ حال جہلاء اور نفسانی و مادی خیالات کے
اسیر عوام کے لئے خدا سے دوری کا سبب بن رہی ہے۔ حضرت فاضل بریلوی نے
پوری شدت کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ کے مطابق سلسلۂ عالیہ چشتیہ
کے بزرگان اور مشائخ کا دامن بھی اس نوعیت کے سماع سے قطعاً پاک ہے۔ چنانچہ
مولانا فخرالدین زرادی خلیفہ سید محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کا یہ قول آپ نے نقل فرمایا ہے
اما سماع مشائخنا رضی اللہ عنہم فبری عن ھٰذہ التہمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال
(ہمارے مشائخ کا سماع اس تہمت (مزامیر و معازف) سے بالکل بری ہے۔ وہ تو
گانے والے کے خالی ایسے اشعار کہنے کا نام ہے جو کمالِ قدرت کے عجائبات پر مشتمل
ہوں)۔ آپ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ خود سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مشائخ نے سماع
کی یہ صورت جائز نہیں رکھی۔ چنانچہ حضرت فاضل بریلوی کو اس کے ناجائز اور حرام ہونے
میں کوئی کلام نہیں۔ میں مروجہ سماع کے مجوزین سے انتہائی ادب کے ساتھ گزارش
کرتا ہوں کہ وہ سوادِ اعظم کے اس عظیم پیشوا اور ملتِ اسلامیہ کے مایۂ ناز عالم دین کی

Marfat.com

ی بصیرت، علومِ اسلامیہ میں گہری نظر اور بزرگانِ دین سے حسنِ عقیدت پر اعتماد کر کے ن کے فتوے کے مطابق خانقاہوں میں سماع کی مجلسیں موقوف کر دیں، یا کم از کم انہیں ن شرائط اور لوازمات کا پابند کریں جو وہ خود بیان کرتے ہیں۔ محافلِ سماع کی مروجہ صورت سے سنتِ نبویہ کی کوئی خدمت نہیں ہو رہی، پھر ستم یہ ہے کہ عام لوگوں کو یہ باور کرایا اتا ہے کہ ایسی محفلوں میں شامل ہونا یا کسی ذریعے سے ان کی رونق بڑھانا کارِ ثواب ہے۔ عام آدمی جو ایسی محافل میں پڑھے جانے والے کلام کو سمجھنے کی اہلیت بھی نہیں کھتے، اور ان کے دل ان آوازوں سے محبت و اشتیاقِ خداوندی کی معمولی سی تڑپ ھی اپنے اندر محسوس نہیں کرتے کیوں کر ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ یہ بات ر جگہ مشاہدے میں آسکتی ہے کہ محفلِ سماع میں ذوق و شوق سے شامل ہونے ی بھیڑ حیّ علی الصّلوٰۃ کی روح پرور اور زندگی بخش آواز سن کر ہوا کے بادلوں کی طرح ھٹ جاتی ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے مزید کسی دلیل کی گنجائش باقی رہ اتی ہے کہ یہ جمِّ غفیر دنیاوی شغل، مادی تسکین اور تماشے کے طور پر جمع ہوتا ہے؟ پھر بالاتفاق سماع شریعت و طریقت کا کوئی رکن ہے اور نہ فریضہ۔ سلسلہ عالیہ ادریہ اور نقشبندیہ کے اعراس اور محافل بھی تو سماع کے بغیر ہوتی ہیں۔ ہمیں اس ت کا اعتراف ہے کہ اگر سماع بالمزامیر کا سلسلہ موقوف کر دیا جائے یا کم از کم اسے قررہ شرائط کا پابند کر دیا جائے تو ایسے اعراس اور محافل کی رونق بہت حد تک کم ہو جائے گی، جن میں سماع کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ لیکن عرس ایسی پاکیزہ محفل میں صاحبِ رس کی زندگی، ذکر و فکر، شب بیداری، تجدیدِ عہد اور اخذِ فیوض و برکات کے مقدس جذ چھوڑ کر نمود و نمائش، اژدہامِ خلقت اور میلے کا رجحان کیوں پیدا ہونے لگا ہے اور لا بوجھ کر یہ فضا کیوں بنائی جا رہی ہے؟ ظاہر بات ہے کہ جس وقت خانقاہوں کے سجادہ نشین اور علماء ایسی محافل میں ایک دوسرے کے دوش بدوش قوالوں کے لئے

Marfat.com

نذر وصول کرتے نظر آئیں گے۔ عوام ایسی محفل کو خالص دینی و شرعی مجلس سمجھنے میں قطعاً کوئی دیر نہیں لگائیں گے۔

یوں بھی اسلام جس پروقار اور سنجیدہ معاشرے کا داعی ہے سماع اور رقص و وجد کی موجودہ شکل اس کے منافی معلوم ہوتی ہے۔ اگر کسی صاحب حال صوفی نے مغلوب ہو کر کبھی ایسا کر لیا ہے تو وہ بالکل الگ مسئلہ ہے۔ طریقت کے ایک رکن کی حیثیت سے سماع بالمزامیر کو صوفیاء نے کبھی جائز نہیں سمجھا۔ راقم السطور کے نزدیک متقدمین صوفیاً لفظِ سماع سے کچھ اور مراد لیتے ہیں جب کہ زمانہ حال میں سماع سے مراد سماعِ بالمزامیر ہی ہے۔ اس لئے یہ ایک طرح سے تعبیر کی غلطی بھی ہے حضرت سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش اپنے مرشد سے نقل فرماتے ہیں :۔

السماع زاد المضطرین فمن وصل استغنی عن السماع
"سماع حیران اور درماندہ لوگوں کا مایہ ہے جو حقیقت پالیتا ہے وہ اس سے مستغنی ہو جاتا ہے"

علامہ بحر العلوم نے شرح مثنوی میں سرخیلِ صوفیاء شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی کا یہ مقولہ نقل کیا ہے :۔

سماع مفید رفع درجہ نمی تواند گرچہ مباح است و شوق مے انگیزد
"سماع ترقی درجات کے لئے مفید نہیں گو یہ مباح ہے اور شوق پیدا کرتا ہے"

صاحبِ تفسیر روح البیان رقمطراز ہیں :۔

اعلم ان الرقص والسماع حال المتلون لا حال المتمکن
"رقص اور سماع مبتدی سالک کی کیفیت ہے صاحبِ ارشاد اس سے بلند ہے"

حضرت ابو الحسن الشاذلی فرماتے ہیں :۔

السماع انحطاط فی درجۃ الحق اذا کان صادراً عن اھلہ بشرائطہ وادابہ
"سماع درجہ حق میں ایک کمی ہے اگرچہ وہ اس کے اہل سے پوری شرائط اور آداب کی پابندی سے کیوں نہ ہو"

Marfat.com

حضرتِ علامہ اقبالؒ فقر کی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ؎

چیست فقر اے بندگانِ آب و گل | یک نگاہِ راہ بیں یک زندہ دل
فقر کارِ خویش را سنجیدن است | بر دو حرفِ لا الٰہ پیچیدن است
فقر چوں عریاں شود زیرِ سپہر، | از نہیبِ او بلرزد ماہ و مہر
فقرِ عریاں گرمیٔ بدر و حنین | فقرِ عریاں بانگِ تکبیرِ حسین،
فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا است | ما امینیم ایں متاعِ مصطفٰے است
فقر قرآں احتساب ہست و بود | نے رباب و رقص و مستی و سرود

آ تجھ کو بتادوں میں تقدیرِ امم کیا ہے | شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر
کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ | بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ

میں یہاں پر کوئی محاکمہ نہیں کرنا چاہتا۔ صرف مقصود یہ ہے کہ حلقۂ صوفیا کے بیشتر نامور مشائخ بھی اس بارے میں وہی رائے رکھتے ہیں جو فاضل بریلوی کی ہے بس آخر میں سرخیلِ صوفیا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے دو اقتباس پیش کرتا ہوں۔ انہیں غور سے ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ فاضل بریلوی نے اس سے کوئی مختلف بات کہی ہے؟ ع

منفق گر دید رائے بوعلی با رائے من

فرماتے ہیں:۔

"سماع و رقص فی الحقیقت داخل لہو و لعب است ......

د آیات و احادیث و روایات فقہیہ در حرمت غنا بسیار است

بحدے کہ احصائے آں متعذر است ...... فقیہے ہیچ وقتی و زمانی

فتویٰ با باحت سرود نہ دادہ است ۔ و رقص و پاکوبی را مجوّز نداشتہ و عملِ صوفیا در حل و حرمت سند نیست ہمیں بس است کہ ما ایشاں را معذور داریم و ملامت نکنیم و امر ایشاں را بحق سبحانہٗ تعالیٰ مفوض داریم، ایں جا قول امام ابی حنیفہ و امام ابی یوسف و امام محمد معتبر است نہ عمل ابو بکر شبلی و ابی حسن نوری ۔ صوفیانِ خام ایں وقت عمل پیراں خود را بہانہ ساختہ سرود و رقص را دین و ملت خود گرفتہ اند و طاعت و عبادت ساختہ اولئک الذین اتخذوا دینہم لھوا و لعبا “[1]

”سماع و رقص فی الحقیقت لہو و لعب میں داخل ہے اور اس کی حرمت کے بارے میں آیات، احادیث اور فقہی روایات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے ۔ کسی زمانہ میں بھی کسی فقیہ نے سرود و رقص کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ۔ حلت و حرمت کے بارے میں صوفیوں کا عمل سند نہیں ہے ۔ یہی بہت ہے کہ ہم ان کو معذور رکھیں، ملامت نہ کریں اور ان کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیں ۔ یہاں تو امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول معتبر ہے ۔ نہ کہ ابو بکر شبلی اور ابو الحسن نوری کا عمل، اس زمانہ کے صوفیان خام اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ کر کے سرود و رقص کو اپنا دین و مذہب بنائے ہوتے ہیں اور اسے طاعت و عبادت سمجھے ہوئے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے “۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :۔

---

[1] مکتوبات مجدد الف ثانی ۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اوّل

"در حجم غفیر ازیں طائفہ تسکین واضطراب خود را از سماع ونغمہ و وجد وتواجد جستند ومطلوب خود را در پردہ ہائے نغمہ مکالمہ نمودند لاجرم رقص ورقاصی راہ دین خود گرفتند با آنکہ شنیدہ ماجعل اللہ فی الحرام شفاء ...... اگر شمہ از حقیقت صلوانیہ برایشاں منکشف شدے ہرگز دم از سماع ونغمہ نزدندے ع چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدندے

اے برادر ہر قدر کہ فرق درمیان نماز ونغمہ است

ہماں قدر فرق درمیاں کمالات کہ منشائے آں نماز است

وکمالاتے کہ منشائے آں نغمہ است بداں العاقل تکفیہ الاشارۃ" [1]

"اس طبقہ میں ایک بڑا گروہ ایسا ہے جو اپنی بے چینی کا علاج سماع و نغمہ اور وجد وتواجد میں ڈھونڈتا ہے اور اپنے محبوب کو نغموں کی اوٹ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے ان لوگوں نے رقص ورقاصی کو اپنا طریقہ بنا لیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے یہ حدیث سنی ہے کہ "اللہ نے کسی حرام میں شفا نہیں رکھی" اگر ان پر نماز کی حقیقت کا ایک شمہ بھی منکشف ہو جاتا تو وہ سماع ونغمہ کا دم ہرگز نہ بھرتے میرے عزیز! نماز اور نغمہ میں جو فرق ہے اسی قدر فرق نماز میں حاصل ہونے والے کمالات اور نغمہ سے پیدا ہونے والے احوال کے درمیان بھی ہے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے"

میں یہاں پر سماع مروجہ کے مجوزین علماء اور فقراء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اسے اپنے خلاف مناظرانہ یا مخاصمانہ کاروائی نہ سمجھیں اور نہ ہی اس کی تردید وتنقیص کا نیا محاذ کھولنے کی کوشش کریں چونکہ ہمارا موضوع فاضل بریلوی کے مسلک کی تحقیق ہے لہذا ان حضرات کو ہماری مجبوری کا احساس کرنا چاہئے۔

---

[1] مکتوب نمبر ۲۶۱ ، دفتر اول

Marfat.com

مسئلہ سماع

آپ سے سوال کیا گیا ــــ آج جس وقت میں آپ سے رخصت ہوا۔ اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے میرے ایک دوست نے کہا، چلو ایک جگہ عرس ہے۔ میں چلا گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں۔ بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طرح ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے اور یہ حاضرین جلسہ گنہ گار ہوئے یا نہیں۔ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

الجواب :۔

ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گنہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا، اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس

Marfat.com

کرنے والے نے بلایا۔ ان لوگوں کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول، سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ از انجملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم فرماتے ہیں:۔

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف

"ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو"

(حدیث صحیح جلیل متصل وقد اخرجہ ایضاً احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والاسمٰعیلی وابونعیم باسانید صحیحۃ لامطعن فیہا وصححہ جماعۃ آخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن الحجر فی کف الرعاع)

بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کجا محرم کجا مبیح۔ ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے، اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذاللہ اس کی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلۂ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں۔ نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں "مزامیر حرام است" مولانا

Marfat.com

فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تحریر فرمایا۔
اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ اما سماع مشائخنا رضی اللہ عنہم فبریٔ عن ھٰذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ "ہمارے مشائخ کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے، وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعتِ الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔"

للہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہو گا یا آجکل مدعیانِ خام کار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد۔ سیدی مولانا محمد بن مالک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ عنہم کتاب مستطاب "سیر الاولیاء" میں فرماتے ہیں "حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز مے فرمود کہ چنداں چیز مے باید تا سماع مباح شود، مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع۔ مسمع یعنی گوینده مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد مستمع آنکہ مے شنود از یادِ حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں مے باید کہ درمیان نباشد این چنیں سماع حلال است۔"

مسلمانو! یہ فتویٰ الٰہیہ سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے:۔
"یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشانِ آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است

بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیرون آمدند بایشاں گفتند کہ شما چہ کردید دراں جمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں جا مزامیر است یا نہ حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا بباید"

مسلمانو! کیا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیئے اور کہدے شدتِ استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہدے غلبہ حال کے باعث ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی۔"

اسی میں ہے :۔

"حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد بتسبیح اعلام کنند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نہ شاید آواز آں شنود پس پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نہ زند کہ بہ لہوے ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع بطریق اولیٰ کہ ازیں بابت نہ باشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است۔ پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است۔"

مسلمانو! جو آئمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صوت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، للہ انصاف کیا خبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالیٰ اتباعِ شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبانِ خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔" [1]

[1] احکام شریعت، حصہ اول، ص ۲۵ تا ۲۸، مطبوعہ مراد آباد

Marfat.com

ایک اور موقع پر استفسار کیا گیا:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قوالی جو عرسوں میں یا ان کے علاوہ ہوتی ہے جس میں سوالمعتبہ غزلیات، عاشقانہ آلات یعنی مزامیر کے ساتھ بجائے جاتے ہیں جائز ہیں یا نہیں؟ بزرگ لوگ جو اس میں شریک ہوتے ہیں بلکہ بعض کی نسبت وصال ہو جانا بھی سنا جاتا ہے۔ یہ فعل ان کا کیسا ہے؟ اگر یہ برا ہے تو گدیوں یعنی خانقاہوں میں پشت ہا پشت سے ہوتی چلی آتی ہے خلاف ہے یا نہیں اور ایسی خانقاہوں میں جانا اور ارادت اختیار کرنا اور بہتر سمجھنا اور ان کے سامنے سرِ نیاز خم کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

خالی قوالی جائز ہے۔ اور مزامیر حرام، زیادہ غلو اب منتسبان سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ فوائد الفواد شریف میں میں فرماتے ہیں۔ مزامیر حرام است حضرت مخدوم شرف الملۃ والدین یحیٰی منیری قدس سرہ العزیز نے مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے۔ اکابر اولیاء نے ہمیشہ فرمایا ہے کہ مجرد شہرت پر نہ جاؤ۔ جب تک میزانِ شرع پر مستقیم نہ دیکھ لو۔ پیر بنانے کے لئے جو چار شرطیں لازم ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ مخالفتِ شرعِ مطہر آدمی خود اختیار نہ کرے ناجائز فعل کو ناجائز ہی جانے اور ایسی جگہ کسی ذاتِ خاص سے بحث نہ کرے [1]

ایک اور موقع پر کسی نے دریافت کیا:۔

کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوبِ الٰہی رضی اللہ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہوئے گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے؟

---

[1] احکامِ شریعت حصہ اول: ۹۱ مؤلفہ فاضل بریلوی۔

Marfat.com

آپ نے جواب میں فرمایا۔

یہ واقعہ حضرتِ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلسِ سماع میں قوالی ہو رہی تھی۔ آجکل تو لوگوں نے بہت اختراع کر لئے ہیں۔ ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے پیرانِ سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے۔ ایک صاحبِ صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلیئے۔ حضرتِ سید ابراہیم ایرجی نے فرمایا۔ تم جاننے والے ہو، مواجہۂ اقدس میں حاضر ہو۔ اگر حضرت راضی ہوں تو میں ابھی چلتا ہوں۔ انہوں نے مزارِ اقدس پر مراقبہ کیا، دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں "ایں بدبختان وقت ما را پریشان کردہ اند،، وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں۔ فرمایا آپ نے دیکھا۔[1]

---

[1] الملفوظ حصہ اول، ص ۱۰۹

Marfat.com

عورتوں کا مزارات پر جانا

اس بارے میں فاضل بریلوی سے پوچھا گیا:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں۔ پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب و حاجت برائی کے لیئے اور وہاں بیٹھتی ہیں تو اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ باتیں بری ہیں تو اس بزرگ میں تصرف و قوت اس کے روکنے کی ہے یا نہیں اور کہا جاتا ہے کہ دربار بزرگاں میں آنے والے ان کے مہمان ہیں۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کر سکتے اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر وہ تصرف کر سکتے تو وہاں رنڈیاں گاتی بجاتی، ناچتی ہیں عورتیں غیر محرم رہتی ہیں۔ ان کے نیچے پیشاب وغیرہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے۔ یہ کہنا ان لوگوں کا اور ان کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں اور اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب:۔

عورتوں کو مزاراتِ اولیاء و مقابرِ عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ اولیائے کرام کا مزارات سے تصرف کرنا بے شک حق ہے اور وہ بیہودہ دلیل محض باطل۔ اصحابِ مزارات دائرۂ تکلیف میں نہیں ہیں۔ وہ اس وقت محض احکام تکوینیہ کے تابع ہیں سینکڑوں ناحفاظیاں لوگ مسجدوں میں کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل تو قادرِ مطلق ہے۔ کیوں نہیں روکتا۔ حاضرانِ مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان ہیں[1]

---

[1] احکامِ شریعت حصہ اول: مؤلفہ فاضل بریلوی، ص ۹۰

Marfat.com

یہی سوال ایک اور موقع پر کیا جاتا ہے :-

عرض : حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں ؟

ارشاد : غنیہ میں ہے ۔ یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے ۔ لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں ۔ سوائے روضہ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں ۔ وہاں کی حاضری البتہ سنتِ جلیلہ عظیمہ قریب الواجبات ہے ۔ قرآنِ عظیم نے اسے مغفرتِ ذنوب کا تریاق بنایا ۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ۔

خود حدیث میں ارشاد ہے : من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ۔

"جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی ۔"

دوسری حدیث میں ہے ۔ من حج ولم یزرنی فقد جفانی

" جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بلاشبہ اس نے مجھ پر جفا کی "

ایک تو یہ ادائی واجب دوسرے قبولِ توبہ تیسرے دولتِ شفاعت حاصل ہونا ، چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا ۔ یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کر دی ۔ بخلاف دیگر قبور و مزارات کے کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمالِ مفسدہ موجود ، اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی اولیاء کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے

Marfat.com

تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے۔
لہٰذا ان کے لئے طریقۂ اسلم احتراز ہی ہے۔

بدریا در منافع بے شمار است [1]
اگر خواہی سلامت بر کنار است

---

[1] الملفوظ حصہ دوم، ص ۱۴۴

Marfat.com

تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جانا، بندر نچانا، ریچھ کا تماشا، مرغوں کی پالی دیکھنا

عرض: تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہیئے، ناجائز کام میں جس طرح مال وجان سے مدد کریگا یونہیں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا، ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے، بندر نچانا حرام ہے، اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام درمختار وحاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے آجکل لوگ ان سے غافل ہیں، متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے، ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔"

(الملفوظ حصہ دوم، ص ۱۱۶)

Marfat.com

مرد کو چوٹی رکھنا

عرض :۔ مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بعض فقیر رکھتے ہیں ؟

ارشاد :۔ حرام ہے، حدیث میں فرمایا :۔

لعن المتشبھین من الرجال بالنساء و المتشبھات من النساء بالرجال۔

" اللہ کی لعنت ہے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔

(الملفوظ، حصہ دوم ، ص ۱۱۰)

Marfat.com

کتا پالنا، کبوتر پالنا، بٹیر بازی، مرغ بازی، شکرا، باز پالنا

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ کتا پالنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور کبوتر پالنا بلا اڑانے کے و بٹیر بازی و مرغ بازی و شکرا، باز پالنا اور ان سے شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ شکرا و باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے، قولہ تعالیٰ و ما علمتم من الجوارح بر ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو محض تفریح و لہو و لعب نہ ہو ورنہ حرام ہے یہ گنہ گار ہوگا اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو، حلال ہو جائے گا۔

بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لال لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں یہ بچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلا وجہ بے زبانوں کی ایذاء ہے، حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحریش من البھائم " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع کیا " (اخرجہ ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وقال الترمذی حسن صحیح)۔

کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مؤدی نہ ہو جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی عورتوں پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں، کسی کی آنکھ پھوڑیں

Marfat.com

یا پالئے کبوتر پکڑے یا ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لئے دن بھر انہیں بھوکا اڑائے، جب اترنا چاہیں نہ اترنے دے تو ایسا پالنا حرام ہے درمختار میں ہے :-

ویکرہ (امساك الحمامات) ولو فی برجها (ان کان یضر بالناس) بنظر او جلب (فان کان یطیرها فوق السطح مطلقا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیه تلك الحمامات منع اشد المنع فان لم یمتنع ذبحها المحتسب واما الاستئناس فمباح (باختصار)

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

دخلت النار امرأة فی هرة ربطتها فلم تطعمها تاکل من خشاش الارض۔

"ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا، نہ آپ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھا لیتی "

ابنِ حبان کی حدیث میں ہے :

فهی تنهش قبلها و دبرها

" وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگلا پچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے "

ایک حدیث میں ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے دو۔ علماء

Marfat.com

فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے، کما فی الدر المختار وغیرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمات یوم القیٰمۃ "ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا لعنۃ اللّٰہ علی الظلمین "سن لو اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر"

کُتّا پالنا حرام ہے، جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا روزانہ اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ

"فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو"

(رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی طلحۃ رضی اللہ عنہ)

اور فرماتے ہیں:-

من اقتنی کلبا الا کلب ماشیۃ او ضاریا نقص من عملہ کل یوم قیراطان۔

"جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکاری، روزانہ اس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں"

(رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے، ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لئے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں، غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت

Marfat.com

کا بہانہ ہے، اصل میں کتے کا شوق ہے، وہاں جائز نہیں، آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں، اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے [1]

---

[1] احکام شریعت حصہ اول : ص ۱۹، ۲۰

Marfat.com

السلام علیکم کے جواب میں آداب عرض، تسلیمات بندگی یا ماتھے پر ہاتھ رکھنا او جواب نہ دینا

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آ کر کہا السلام علیکم! اس کے جواب میں انہوں نے کہا آداب عرض یا تسلیمات یا بندگی یا ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اٹھا دیا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا پس فرض کفایہ اشخاصِ مذکورہ کے ذمہ سے اس صورت میں اٹھ گیا یا نہیں؟

الجواب:۔ نہ، اور سب گنہگار رہے جب تک ان میں کوئی وعلیکم السلام یا وعلیک یا السلام علیکم نہ کہے کہ الفاظِ مذکورہ بندگی، آداب، تسلیمات وغیرہ سلام سے نہیں اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظِ سلام نہ ہو۔ ردالمحتار میں ظہیریہ سے ہے لفظ السلام فی المواضع کلها السلام علیکم بالتنوین و بدون هذین کما یقول الجهال لا یکون سلاما۔

اقول فلا یکون جوابا لان جواب السلام لیس الا بالسلام اما وحده او بزیادة الرحمة والبرکات لقوله تعالی اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها ان ما اخترعوا من الالفاظ او الاجتزاء بالایماء اما ان یکون تحیة اولا علی الثانی عدم براءة الذمة ظاهر لان المامور به التحیة وعلی الاول لیس عین السلام وهو ظاهر ولا احسن منه

Marfat.com

فان المخترع لا یمکن ان یکون احسن من الموارد فخرج عن کلا الوجہین وبقی الواجب الکفائی علی کل عین۔

مرقاۃ میں ہے قد صح بالاحادیث المتواترۃ معنی ان السلام باللفظ سنۃ وجوابہ واجب۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیہود ولا بالنصارٰی فان تسلیم الیہود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصارٰی الاشارۃ بالاکف۔

" ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے نہ یہود سے مشابہت کرو، نہ نصارے سے کہ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ ہے اور نصارے کا سلام ہتھیلی سے اشارہ "

(رواہ الترمذی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

(احکامِ شریعت ، ص : ۲۳،۲۴)

Marfat.com

لمبے بالوں کا حکم

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سید صاحب سر پہ بال اس طرح رکھیں کہ وہ کاکل یا گیسو کہے جا سکیں تو ایسے بال ان سید صاحب کو بڑھانا جائز ہیں یا نہیں؟ سنا گیا ہے کہ امامِ حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے گیسو تھے جو شانوں پہ لٹکتے تھے۔

الجواب :- شانوں تک گیسو جائز ہیں بلکہ سنت سے ثابت ہیں اور شانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اور مرد کو حرام ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ المتشبھین بالنساء۔

(احکامِ شریعت، حصہ اول : ص۱۰)

Marfat.com

بال بڑھانا اور دلیل حضرت گیسو دراز سے پکڑنا

عرض:- اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسو دراز کو دلیل لاتے ہیں۔

ارشاد:- جہالت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث صحیحہ میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے، اور تشبہ کے لئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں، ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے، حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکائے جارہی ہے اس پر یہی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت جو مردوں سے تشبہ کریں۔
ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اس پر یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ کرنے والیاں ملعون ہیں، جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا کہ وہ ایک خارجی چیزیں ہیں اور یہ خاص جزء بدن، تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے اور چوٹی گندھوانا اور نہ زیادہ، اور اس میں مباف ڈالنا اس سے سخت تر، حضرت سیدی محمد گیسو دراز قدس سرہ نے تشبہ نہ کیا تھا ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اور اس کے لئے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علماء و اجلہ سادات سے تھے، جوانی کی عمر تھی، سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے، ایک بار سر راہ بیٹھے تھے، حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی سواری

Marfat.com

ملکی، انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، حضرتِ خواجہ نے فرمایا سید! فروترک سید اور نیچے بوسہ دو، انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا، انہوں نے فرمایا سید فروترک، انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا، ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا، حضرت نے فرمایا سید فروترک، انہوں نے ہٹا کر زمین پر بوسہ دیا، گیسو رکاب سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوتے اور نیچے بوسہ دینے کا حکم فرمایا، انہوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا گھوڑے کے سم کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔

یہ اعتراض حضرت گیسو دراز نے سنا تو فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرما دیا؟ جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، عالمِ ناسوت منکشف ہو گیا، جب پائے اقدس پر بوسہ دیا، عالمِ ملکوت منکشف ہو گیا، جب گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا، عالمِ جبروت منکشف تھا، جب زمین پر بوسہ دیا، لاہوت کا انکشاف ہو گیا،

اس ایک گیسو کو کہ ایسی نعمت کی یادگار تھا اور اسے ایسی تجلیٔ رحمت نے بڑھا دیا تھا، نہ ترشوایا، اسے تشبہ سے کیا علاقہ؟ عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا، نہ اتنا دراز اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز، اس کی سند حضرتِ ابو محذورہ کا فعل ہے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف فتح فرمایا، اذان ہوئی، بچوں نے اس کی نقل کی

ان میں ابو محذورہ بھی تھے، ان کی آواز بہت اچھی تھی، حضور نے ان کو بلایا سر پر دست مبارک رکھا اور مؤذن مقرر فرمایا، ماں نے برکت کے لئے پیشانی کے ان بالوں کو محفوظ کر لیا، جس وقت بال کھولے جاتے تھے تو زمین پر آجاتے اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

(الملفوظ حصہ دوم : ص ۱۲۷، ۱۲۸)

Marfat.com

طوافِ قبر و بوسہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے اور غیرِ خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزاراتِ طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو، یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے؟ یہ وہ ہے جس کا فتوے عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے، لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال منال، نسأل اللہ حسن المآل۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم، ص ۱۵۰)

Marfat.com

قبر کا اونچا بنانا

عرض :- قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے؟

ارشاد :- خلافِ سنت ہے، میرے والدِ ماجد، میری والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہونگی۔ ؎۱

قبرستان میں مردہ کے ساتھ مٹھائی وغیرہ لیجانا

عرض :- مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں میں کے ڈالنے کیلئے لے جانا کیسا ہے؟

ارشاد :- ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں، قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غُل مچاتے ہیں مسلمانوں کی قبروں پر دوڑے پھرتے ہیں۔ ؎۲

؎۱ (الملفوظ حصہ سوم : ص ۱۰۲)

؎۲ (احکامِ شریعت، حصہ دوم، ص ۱۴۵ - الملفوظ حصہ دوم، ص ۲۳)

Marfat.com

مُردہ کے نام کا کھانا

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مردہ کے نام کا کھانا جو امیر و غریب کو کھلاتے ہیں، کس کو کھانا چاہئے اور کس کو نہیں؟

الجواب :۔ مردہ کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں، یہ منع ہے، غنی نہ کھائے کما فی فتح القدیر و مجمع البرکات۔ [1]

اِسقاط

عرض :۔ اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآنِ عظیم دیا جاتا ہے، اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

ارشاد :۔ جتنی قیمت قرآنِ عظیم کی بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ [2]

---

[1] (احکامِ شریعت، حصہ دوم : ص ۸۹)

[2] (احکامِ شریعت، حصہ دوم : ص ۱۴۵)

Marfat.com

ماہِ صفر کے آخیر چہار شنبہ کی رسومات

سوال ہوتا ہے کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے آخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی، بنا براس کے اس روز کھانا و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں، کہیں اس روز کو نحس و مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں۔ یہ جملہ امور بربنائے صحت پانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں؟ اور فاعل عامل اس کا بربنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہوگا یا قابلِ ملامت و تادیب؟

الجواب:۔ آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت پانی حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارکہ ہوئی، اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے:۔

"اخر اربعا من الشھر یوم نحس مستمر"

اور مروی ہوا، ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعتِ مال ہے، بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنیٰ ہیں۔

(احکامِ شریعت حصہ اول : ص ۱۱۰، ۱۱۱)

Marfat.com

پیر سے پردہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ :-

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں ؟

(۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں تو جو ایسی دیتے ہیں عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں، اچھلتی کودتی ہیں اور ان کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے، ایسا بعیت ہونا کیسا ہے ؟

الجواب :- (۱) پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ صورت محض خلافِ شرع و خلافِ حیا ہے' ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیئے۔

(احکامِ شریعت حصہ اول : ص ۱۰۹)

Marfat.com

میلاد خواں کے ساتھ امرد

استفسار کیا جاتا ہے کہ میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں، یہ کیسا ہے؟

فرماتے ہیں : نہیں چاہیئے [۱]

آیات اور سُوَر کا معکوس پڑھنا

عرض :- بعض وظائف میں آیات اور سُورتوں کا معکوس کر کے پڑھنا لکھا ہے۔

ارشاد :- حرام اور اشد حرام کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے، یہ تو درکنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا، اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اس کے قلب کو الٹ دے، نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کر کے مہمل بنا دینا [۲]

---

[۱] احکامِ شریعت حصہ دوم، ص ۱۴۳، الملفوظ حصہ سوم ص ۲۰

[۲] الملفوظ حصہ سوم : ص ۲۸

Marfat.com

صوفئ بے علم

فرمایا صوفیائے کرام فرماتے ہیں "صوفئ بے علم مسخرہ شیطان است" کہ وہ جانتا ہی نہیں شیطان اپنی باگ ڈور پر لگا لیتا ہے، حدیث میں ارشاد ہوا "المتعبد بغیر فقہ کالحمار فی الطاحون" بغیر فقہ کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنتِ شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔ پھر فرمایا بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے دھاگے کی لگام ڈالتا ہے، ایک حدیث میں ہے بعد نمازِ عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں، ابلیس کا تخت بچھتا ہے شیاطین کی کارگزاری پیش ہوتی ہے کوئی کہتا ہے اس نے اتنی شرابیں پلائیں کوئی کہتا ہے کہ اس نے اتنے زنا کرائے۔ سب کی سنیں، کسی نے کہا اس نے آج فلاں طالب علم کو پڑھنے سے باز رکھا، یہ سنتے ہی تخت پر سے اچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگا لیا اور کہا اَنْتَ اَنْتَ تونے کام کیا، تونے کام کیا، اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے، ان کو کچھ نہ کہا اور اس کو اتنی شاباش دی۔

ابلیس بولا تمہیں نہیں معلوم، جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے، اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے[1]

بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو، انہوں نے ایک مقام کا نام لیا، صبح کو قبل طلوعِ آفتاب شیاطین کو لئے ہوئے اس مقام پر پہنچا اور شیاطین مخفی رہے اور یہ انسان کی شکل بن کر رستہ پر کھڑا ہوگیا، عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نمازِ فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے رستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا، سلام علیکم، وعلیکم السلام، حضرت! مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے،

---

[1] الملفوظ حصہ سوم : ص ۳۰، ۳۱

عابد صاحب نے فرمایا جلدی پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے۔ اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی شیشی نکال کر پوچھا اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ ان سماوات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے؟ عابد نے سوچا اور کہا، کہاں آسمان و زمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی؟ بولا بس یہی پوچھنا تھا، تشریف لے جائیے! اور شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کی راہ ماردی، اس کو اللہ کی قدرت پر ہی ایمان نہیں، عبادت کس کام کی؟

طلوعِ آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے، اس نے کہا السلام علیکم، وعلیکم السلام، مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے، انہوں نے فرمایا پوچھو جلدی پوچھو، نماز کا وقت کم ہے۔ اس نے وہی سوال کیا، فرمایا ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے، ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے، الگ ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان اور زمین داخل کردے ان اللہ علی کل شیئ قدیر۔ عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا دیکھا، یہ علم ہی کی برکت ہے۔

(الملفوظ حصہ سوم : ص ۳۲)

Marfat.com

گن کیا اُڑانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ گن کیا اڑانا جائز ہے یا نہیں اور اس کی ڈور لوٹنا درست ہے یا نہیں اگر اس کی لوٹی ہوئی ڈور سے کپڑا سلوا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا ؟

الجواب :۔ گن کیا اڑانا لہو ولعب ہے اور لہو نا جائز ہے ، حدیث میں ہے کل لہو المسلم حرام الا فی ثلاث ، لوٹنا نہبی ہے اور نہبی حرام ہے ۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النہبیٰ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹنے سے منع فرمایا "، لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے اسے دیدی جائے ، اگر نہ دی جائے اور بغیر اس کی اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے ، اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے الخ

(احکام شریعت حصہ اول : ص ۱۸)

Marfat.com

فاتحہ گیارہویں کا طریقہ

فرماتے ہیں :۔

" فاتحہ ایصالِ ثواب کا نام ہے، جو کچھ قرآنِ مجید، درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درودِ غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی، پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار درودِ غوثیہ ، درودِ غوثیہ یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ۔

(احکامِ شریعت حصہ اول ، ص ۱۵۷)

ایک اور موقع پر اسی سوال کے جواب میں فرمایا :۔

" مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآنِ مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں، عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے ۔ اولیائے کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں، سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور تین بار یا سات بار یا گیارہ بار سورۂ اخلاص اول آخر ۳-۳ بار درود شریف پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ الٰہی میرے اس پڑھنے (اور اگر کھانا کپڑے وغیرہ بھی ہوں تو ان کا بھی نام شامل کرے اور اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا ہوا، اسے میرے عمل کے لائق نہ دے، اپنے کرم کے لائق

عطا فرما اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور پُر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہنچا اور ان کے آبائے کرام اور مشائخ عظام و اولاد و امجاد و مریدین و محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیدنا آدم علیہ السلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے ہیں یا موجود ہیں یا قیامت تک ہونگے سب کو۔"

(احکامِ شریعت حصہ اول : ص ٦٧)

Marfat.com

سوئم کی فاتحہ کے چنوں کا حکم

سوال:۔ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا اس مسئلہ میں کہ چنوں پر جو سوئم کی فاتحہ کے قبل کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے ان کے کھانے کو بعض شخص مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں قلب سیاہ ہوتا ہے، آیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو انکو کیا کرنا چاہیئے؟ اسی طرح فاتحہ کے کھانے کو جو عام لوگوں کی ہوتی ہے کہتے ہیں۔ ایک موضع میں ان سوئم کے پڑھے ہوئے چنوں کو مسلمان اپنا اپنا حصہ لیکر مشرک چماروں کو دیدیتے ہیں، وہاں بھی یہی رواج ہمیشہ سے چلا آتا ہے لہٰذا ان کلمہ طیبہ پڑھے ہوئے چنوں کو مشرک چماروں کو دینا چاہیئے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ چیزیں غنی نہ لے، فقیر لے اور وہ جو ان کا منتظر رہتا ہے، ان کے ملنے سے خوش ہوتا ہے، اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے مشرک یا چمار کو ان کا دینا گناہ، گناہ، گناہ۔ فقیر لیکر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دیدے، یہ حکم عام فاتحہ کا ہے، نیاز اولیائے کرام طعام موت نہیں وہ تبرک ہے، فقیر و غنی سب لیں جبکہ مانی ہوئی نذر بطور نذر شرعی نہ ہو، شرعی نذر پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔

Marfat.com

فاتحہ کا طریقہ کوئی ایک ضروری نہیں

سوال: عمرو اگر فاتحہ کھانے پر اور قبروں پر ہر دو جگہ پر اول تین بار قل بعد سورہ فاتحہ بعد سورۂ بقر کا پہلا رکوع پڑھ کر ثواب حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت غوث پاک قدس سرہ کو ثواب بخشے تو جائز ہے یا نہیں اور زید فرماتے ہیں کہ کھانے پر دوسری طرح سے فاتحہ پڑھنا چاہیئے آیا اگر ایک ہی طرح سے فاتحہ عمر پڑھتا ہے تو درست ہے یا نہیں اور اس کا ثواب بزرگانِ دین اور اہلِ قبور کو پہنچتا ہے یا نہیں ؟

الجواب: زید کا قول غلط ہے، فاتحہ ایصالِ ثواب ہے جس طرح ہو درست ہے، کھانے پر کوئی دوسرا طریقہ ہو قبر پر اور تعیین کہیں نہیں ہاں ایک بات یہاں واجب اللحاظ ہے، سوال میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے ثواب بخشنا لکھا ہے، یہ لفظ بہت بے جا ہے، بخشنا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے، یہاں نذر کرنا کہنا چاہیئے یعنی سرکاروں میں ثواب نذر کرے۔

(فتاویٰ افریقہ از فاضل بریلوی مطبوعہ بریلی، ص ۱۶)

Marfat.com

بزرگوں کے اعراس میں افعالِ شنیعہ

عرض:- حضور! بزرگانِ دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے؟

ارشاد:- بلاشبہ، اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں؟ ۱ھ

امام ضامن کا پیسہ

عرض:- امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے؟

ارشاد:- کچھ نہیں! ۲ھ

۱ھ (الملفوظ حصہ سوم : ص ۵۹)

۲ھ (الملفوظ حصہ سوم : ص ۵۸)

Marfat.com

شادی کے گانے باجے

عرض :- حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے ؟

ارشاد :- خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں، سب ناجائز و حرام ہیں۔ [1]

عورتوں کا بغیر محرم کے حج کو جانا

عرض :- حضور! ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہیں اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل، اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

ارشاد :- عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔ [2]

---

[1] (الملفوظ حصہ اول : ص ۵۰)

[2] (الملفوظ حصہ اول : ص ۱۳۸)

Marfat.com

تاش وشطرنج

مسئلہ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں :-

ومسألۃ الشطرنج مبسوطۃ فی الدر وغیرھا من الخطر والشہادات والصواب اطلاق المنع کما اوضحہ فی رد المحتار واللہ اعلم۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم : ص ۱۴۹)

Marfat.com

خیرات کی چیزیں اوپر سے پھینکنا اور لوگوں کا ان کو لوٹنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل لوگ خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور ٹکڑے روٹیوں کے اور بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں، ایک کے اوپر ایک گرتا ہے بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں نیچے زمین میں گر کر پاؤں سے روندجاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا باقی نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے ایسی خیرات اور لنگر جائز ہے یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے۔

الجواب : یہ خیرات تو نہیں شرور وسیئات ہے نہ ارادہ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ دکھاوے کی اور وہ حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہیں۔

(احکامِ شریعت : ص ٦٢)

Marfat.com

رافضیوں کی مجلس میں جانا، مرثیے سننا، سیاہ کپڑے وغیرہ پہننا

کیا حکم ہے اہلِ شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں، اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب :۔ جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے، ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت، محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کہ شعارِ رافضیانِ لئام ہے۔

(احکامِ شریعت حصہ اول : ص ۷۱)

Marfat.com

عشرہ محرم میں دن کو روٹی نہ پکانا، جھاڑو نہ دینا، شادی بیاہ نہ کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائلِ ذیل میں :-

۱- بعض اہلِ سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں، کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

۲- ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔

۳- ماہِ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔

۴- ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں، یہ جائز ہے یا ناجائز ؟

الجواب :- پہلی تین باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے، ہر مہینے میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔

(احکامِ شریعت، حصہ اول ، ص ۱۷)

Marfat.com

خاتونِ جنت کا قیامت میں برہنہ سر و برہنہ پا آنا

خاتونِ جنت بتولِ زہرا رضی اللہ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روزِ محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہونگی اور امام حسین و امام حسن رضی اللہ عنہما کے خون آلودہ اور زہر آلود کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک جو جنگِ احد میں شہید کیا گیا تھا، ہاتھ میں لئے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں امت عاصی کو بخشوائیں گی صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب :- یہ سب جھوٹ اور افتراء اور کذب اور گستاخی اور بے ادبی ہے، مجمعِ اولین و آخرین میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا، جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا، وہ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گی زیرِ عرش سے منادی ندا کریگا اے اہلِ محشر ! اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزر فرماتی ہیں، پھر وہ نورِ الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لئے ہوئے گزر فرمائے گا۔

(احکامِ شریعت حصہ دوم : ص ۸۲)

Marfat.com

بچوں کے سر پر اولیاء کے نام کی چوٹی رکھنا

اور اگر وہ مقصود جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں، اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں، پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے۔

(فتاوی افریقہ : ص ۶۸)

Marfat.com

داستانِ امیر حمزہ اور عمرو عیار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داستانِ امیر حمزہ میں جو عمرو عیار کا ذکر ہے، یہ عمرو کون ہیں اور ان کی نسبت اس لفظ کا اطلاق کیسا ہے؟

الجواب: سیدنا عمرو بن عمر ضمری رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہیں، فیضی بے فیض نے جب داستان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ گھڑی، اس میں جہاں صدہا کار ناشائستہ واطوار نابائستہ مثلاً مہر نگار، دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اس کے محل پر کمند ڈال جانا اور معاذ اللہ صحبتیں گرم رکھنا عمِ مکرم حضور پُر نور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسد اللہ واسد رسولہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی نسبت کیے یونہی ہزارہا شُہدپن اور مسخر گی کے بیہودہ جبتن ان صحابی جلیل رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کر دیئے، اور انہیں معاذ اللہ عیار زود وطرار کے لقب دیکر بہ حیلہ داستان جاہل بیچارے تبرائی بنائے، یہ اس مردک کی ناپاک بے باکی اور بے باک ناپاکی اور خدا ورسول پر سخت جرأت تھی، مسلمانوں کو ان شیطانی قصوں خصوصاً ان ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم: ص ۲۱۴، ۲۱۵)

Marfat.com

بعد وصال خواب میں کسی بزرگ کی تعلیم کا معیار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو بزرگ عالمِ حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم دیتے ہیں، اگر بعد وصال کے بھی خواب میں تعلیم کریں تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے؟

الجواب :- اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافقِ شرع ہو۔[1]

حضرتِ علی مرتضیٰ کا لال کافر کو مارنے کا واقعہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے، آیا اس کی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟

الجواب :- یہ بے اصل ہے۔[2]

---

[1] (احکامِ شریعت حصہ دوم : ص ۹۲)

[2] (احکامِ شریعت حصہ دوم : ص ۹۲)

Marfat.com

مختلف درختوں اور طاقوں میں شہید مردوں کا تصور اور ان کی فاتحہ اور ان سے مرادیں مانگنا

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں، اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں، ہار لٹکاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر ؟

الجواب :۔ یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بہا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔[1]

---

[1] احکام شریعت حصہ اوّل : ۳۲

قبر کے سرہانے اُجرت پر تلاوت کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بعد دفن کر دینے میت کے حافظِ قرآن کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم و بیش بٹھاتے ہیں اور حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں پس اس طرح کی اُجرت دیکر قبروں پر پڑھوانا چاہیئے یا نہیں؟

الجواب: تلاوتِ قرآنِ عظیم پر اُجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاقِ عذاب ہے نہ کہ ثواب، اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لئے معین داموں پر کام کاج کے لئے نوکر رکھ لیں اور پھر اس سے کہیں ایک کام یہ کرد کہ اتنی دیر قبر پر پڑھ آیا کرو، یہ جائز ہے۔ [1]

افیون کی تجارت

علمائے اسلام و مفتیان اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اس کی دکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ افیون کی تجارت دوا کے لئے جائز ہے اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے لان المعصیۃ تقوم بعینہ وکل ما کان کذلک کرہ بیعہ کما فی تنویر الابصار۔ [2]

---

[1] احکامِ شریعت حصہ اول: ص ۶۳

[2] احکامِ شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۹

محفلِ میلاد میں قیام کا حقیقی سبب

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے قیامِ میلاد شریف اگر مطلقاً ذکرِ خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس لئے کہ اول سے ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے؟ اگر ہوتے ہیں تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں کیا تو فَظَهَرَ فَوَلَدَ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فَظَهَرَ فَوَلَدَ کہنے پہ موقوف ہے، کیا زید کا یہ کہنا لغو ہے یا نہیں؟ اور اس کا کافی جواب کیا ہے؟

الجواب :- زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں، مہمل ولایعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کیے اور جو وجہ حقیقی ہے اس کی طرف اسے ہدایت نہ ہوئی تعظیم ذکرِ اقدس مثل تعظیم ذاتِ انور ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) تعظیم ذات باختلافِ حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت باادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے ذکر شریف میں بھی ذکرِ قدوم

Marfat.com

کی تعظیم قیام سے ہے[1]، اور باقی وقت کی تعظیم باادب قعود ہے۔[2]

روزِ قیامت ہر مسلمان کی قبر پر براق بھجوانے کی روایت

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا ہے کہ روزِ قیامت جبکہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجو نگا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے۔

الجواب:۔ بے اصل ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔[3]

---

[1] یاد رہے کہ اس سے مقصود روحِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیتِ مقدسہ اور نورانیتِ منورہ کی ہر جگہ موجودگی سے انکار ہرگز نہیں ہے، وہ مسئلہ اپنی جگہ برحق، ثابت اور علمائے اہلِ سنت بالخصوص فاضلِ بریلوی کے نزدیک مسلّمہ ہے، اس سے صرف اس جاہلانہ نظریے کی تغلیط مقصود ہے کہ قیام شاید اسی لئے کیا جاتا ہے کہ حضورِ انور کی اس وقت تشریف آوری ہوتی ہے۔

(فاروق القادری)

[2] احکامِ شریعت حصہ دوم: ص ۹۶

[3] احکامِ شریعت حصہ دوم: ص ۸۲)

Marfat.com

کبوتر اڑانا، پالنا، مرغبازی، بٹیر بازی، کن کیا بازی کرنا، اور ایسے لوگوں کا حکم

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اڑانا اور پالنا اور مرغ بازی، بٹیر بازی، کن کیا بازی اور فروخت کرنا کنکیا اور ڈور اور مانجھا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :- کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا کہ گھنٹوں انہیں اترنے نہیں دیتے، حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے، ان لوگوں سے ابتداءً سلام نہ کی جائے، جواب دے سکتے ہیں، واجب نہیں، کنکیا اڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کنکیا ڈور بیچنا بھی منع ہے اصرار کریں تو ان سے بھی ابتداءً بہ سلام نہ کی جائے۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم : ص ۱۵۶)

Marfat.com

سچّے مجذوب کی پہچان

عرض: حضور! سچے مجذوب کی کیا پہچان ہے؟

ارشاد: سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے، احمد آباد میں مزار شریف ہے، میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں، زنانہ وضع رکھتے تھے، ایک بار قحط شدید پڑا، بادشاہ و قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے، انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں۔ جب لوگوں کی آہ و زاری حد سے گزری، ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے!

یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل بھر دئے۔

ایک دن بازار میں جا رہے تھے، ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے، سامنے آئے انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے، مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے، اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا، چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لئے، خطبہ سُنا، جب جماعت قائم ہوئی اور تکبیرِ تحریمہ کہی، اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی، فرمایا اللہ اکبر! میرا خاوند حیّ لا یموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں۔

اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے، صوفی صاحبِ تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

(الملفوظ حصہ دوم: ص ۱۰۹)

Marfat.com

سچّے وجد کی پہچان

عرض :- سچے وجد کی پہچان کیا ہے ؟

ارشاد :- یہ کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو ، حضرت سید ابوالحسن احمد نوری پر وجد طاری ہوا ، تین شبانہ روز گزر گئے ، حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے ، کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے یہ حالت عرض کی ، فرمایا نماز کا کیا حال ہے؟ عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ، فرمایا الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے ۔ اس کے بعد فرمایا عقل تک نماز باقی ہے ، کسی وقت میں معاف نہیں ، رمضان شریف کے روزے حالتِ سفر میں یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ، اجازت ہے کہ قضاء کرے ، اسی طرح زکوٰۃ صاحبِ نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہو لیا ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو ابھی نفساء نہیں ہے ، حکم ہے کہ گڑھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ ہو ، یا بیمار ہے ، کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ، تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے اگرچہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے ، اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے ، حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک

Marfat.com

سوج جاتے۔ صحابہ کرام عرض کرتے حضور! اس قدر کیوں تکلیف کرتے ہیں؟ مولا تعالےٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے، فرماتے افلا اکون عبدا شکورا" تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقٰی " اے چودھویں رات کے چاند! ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو، غرض نماز مرتے وقت تک معاف نہیں، رب عزوجل فرماتا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔

(الملفوظ حصہ دوم : ص ۱۰۹، ۱۱۰)

Marfat.com

اعراس میں جبتک مزامیر ہوں شامل نہ ہونا چاہئے

عرض :۔ حضور بزرگانِ دین کے اعراس پر مزامیر ہوتے ہیں، جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں ؟

ارشاد :۔ جا سکتا ہے، امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا، تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا، امیر المؤمنین کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے، نماز بھی وہی پڑھاتے تھے، سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں ؟ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جب برائی کریں تو ان سے علیحدہ رہو اور جب بھلائی کریں تو ان کے شریک ہو۔ ؎۱

اگر صاحبِ سجادہ بد مذہب ہو

عرض :۔ حضور اگر صاحبِ سجادہ بد مذہب ہو۔

ارشاد :۔ اگر آپ صاحبِ سجادہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو نہ جائیے اور صاحبِ مزار کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو جائیے۔ ؎۲

؎ (۱) الملفوظ حصہ سوم : ص ۶، ۷

؎ (۲) ایضاً : ص ۷

Marfat.com

نعرۂ یا رسول اللہ، یا علی مشکل کشا، یا ولی اللہ کی حقیقت

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کہنا یا رسول اللہ، یا ولی اللہ کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مدد چاہنا پیغمبران اور ولی اللہ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یا مشکلکشا علی وقت مصیبت کے کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- جائز ہے جبکہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذنِ الٰہی والمدبّرات امرًا سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکمِ خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں ہلا سکتا اور بیشک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے، اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی وحرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلا شبہ جائز ہے۔ جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہے "یا محمد انی اتوجہ بك الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ لیقضی لی" یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں منہ کرتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو، اور بعض روایات میں ہے لتقضی لی یا رسول اللہ تاکہ حضور میری یہ حاجت پوری فرما دیں۔ ان نابینا نے بعد نماز یہ دعا کی، فوراً آنکھیں کھل گئیں۔

طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو

Marfat.com

بتائی، انہوں نے بعد نماز یونہی ندا کی کہ یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اس حاجت میں اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں، ان کی حاجت بھی پوری ہوئی۔ علماء ہمیشہ اسے قضائے حاجت کے لئے لکھتے آئے نیز حدیث میں ہے اذا اراد عونا فلینادا عینونی یاعباداللہ "جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے تو یوں پکارے میری مدد کرو اے اللہ کے بندو!" فتاویٰ خیریہ میں ہے قولھم یاشیخ عبدالقادر ندا، فما الموجب لحرمتہ "یاشیخ عبدالقادر کہنا ندا ہے، اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟"

(احکامِ شریعت حصہ اول : ص ۳،۲)

Marfat.com

مرد کو سونا، چاندی، پیتل، کانسہ وغیرہ کی انگوٹھی بٹن یا گھڑی پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی پیتل کانسہ وغیرہ کی انگوٹھی یا بٹن یا گھڑی کی زنجیر مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے کانسے پیتل لوہے تانبے کی مطلقاً ناجائز ہیں، گھڑی کی زنجیر سونے کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں۔

(احکامِ شریعت حصہ دوم : ص ۱۰۱)

Marfat.com

سونے چاندی کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض اعمال فتیلہ روشن کرنا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لیناکہ مقصود متعارف چراغ ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ قوتِ عمل و سرعتِ اثر تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:-

دونوں ممنوع ہیں، علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:-

قال العلامة الوانی المنهی عنه استعمال الذهب والفضة اذ الاصل فی هذا الباب قوله علیه السلام هذان حرامان علی امتی حل لاناثهم ولما بین ان المراد عن قوله حل لاناثهم مایکون حلیا لهن بقی ماعداه علی حرمته سواء استعمل بالذات او بالواسطة اھ اقره العلامة نوح و ایده باطلاق الحدیث الوارد فی هذا الباب اھ ابو السعود و منه تعلم حرمة استعمال ظروف فناجین القهوة والساعات من الذهب والفضة اھ

علامہ شامی ردالمحتار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کرکے فرماتے ہیں،

وهو ظاهر، اسی میں ہے:-

Marfat.com

الذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان کما قدمناہ ولو بلامس بالجسد لذا حرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضۃ ومثلہ بالاولیٰ ظروف فنجان القھوۃ والساعۃ وقدرۃ التنباک التی یوضع فیھا الماء وان کان لا یمسھا بیدہ ولا بفمہ لانہ استعمال فیما صنعت لہ۔

اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لئے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہیئے لما فی در المختار ان ھذا اذا استعملت ابتداء فیما صنعت لہ بحسب متعارف الناس والا کراھۃ مقبول ہے کہ اولاً عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہو لاطلاق الحدیث والادلۃ کما مر، کٹورا پانی پینے کے لئے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو، پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں پانی پینا یا اس کی رکابی میں کھانا کھانا جائز ہے،

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں :-

ما ذکرہ فی الدر من اناطۃ الحرمۃ بالاستعمال فیما صنعت لہ عرفا فیہ نظر فانہ یقتضی انہ لو شرب او اغتسل بانیۃ الدین او الطعام انہ لا یحرم مع ان ذلک استعمال بلا شبھۃ داخل تحت اطلاق المتون والادلۃ الواردۃ فی ذلک الخ

ثانیاً استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے، یہ چراغ اس

Marfat.com

غرض کے لئے بنتا ہی نہیں اور جس غرض کے لئے بنتا ہے اس میں استعمال قطعاً متحقق، تو استعمال فیما وضع لہ موجود ہے اور حکم تحریم سے مضر مقصود، ہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کر لیں تو کچھ حرج نہیں۔

علامہ عینی فرماتے ہیں :۔

اما التمویہ الذی لا یخلص فلا بأس بہ بالاجماع لانہ مستھلک فلا عبرۃ ببقائہ لونا واللہ اعلم۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم : ص ۱۹۰، ۱۹۱)

Marfat.com

میّت کے روز عورتوں کا جمع ہونا اور شادی کی طرح کئی کئی دن انکا وہاں ٹھہرنا اور کھانے پینے پان چھالیہ کا اہلِ میت پر بار ڈالنا

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلادِ ہندمیں یہ رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اس کے اعزہ واقارب واحباب کی عورات اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے، پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں، بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں، اس مدتِ اقامت میں عورات کے کھانے پینے، پان چھالیاں کا اہتمام اہلِ میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرفِ کثیر کے زیرِ بار ہوتے ہیں، اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو قرض لیتے ہیں، یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں، اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب :۔ سبحان اللہ! اے مسلمان یہ پوچھتا ہے یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔ اولاً یہ دعوت خود ناجائز وبدعتِ شنیعہ وقبیحہ ہے، امام احمد اپنی مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سندِ صحیح حضرتِ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے راوی:۔

كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وضع الطعام من النياحة۔

"ہم گروہِ صحابہ اہلِ میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔"

جس کی حرمت پر متعدد حدیثیں ناطق۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں

Marfat.com

فرماتے ہیں :-

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ

" اہلِ میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعتِ شنیعہ ہے ۔"

اسی طرح علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا :-

یکرہ الضیافۃ من اھل المیت لانھا شرعت فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔

فتاویٰ خلاصہ، فتاویٰ سراجیہ، فتاویٰ ظہیریہ، فتاویٰ تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین کتاب الکراہیہ اور تاتارخانیہ سے فتاوےٰ ہندیہ میں بالفاظِ متقاربہ ہے :-

واللفظ للسراجیۃ : لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام فی المصیبۃ اھ زاد فی الخلاصۃ لان الضیافۃ یتخذ عند السرور۔

" غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے ۔"

فتاویٰ امام قاضی خان، کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے :-

یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلا یلیق بھا ما یکون للسرور۔

" غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں ۔"

تبیین الحقائق امامِ زیلعی میں ہے :-

Marfat.com

لا بأس لجلوس المصیبۃ الی ثلاث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمۃ من اھل المیت۔

"مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے۔"

امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں :۔

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع۔

"یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں، سب مکروہ وممنوع ہیں۔"

علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں :۔

اطال ذلک فی المعراج وقال ھذہ الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیحترز عنھا۔

"یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا کہ یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں، ان سے احتراز کیا جائے۔"

جامع الرموز آخر الکراہۃ میں ہے :۔

یکرہ الجلوس لمصیبۃ ثلاثۃ ایام او اوائل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھذہ الایام وکذا اکلھا کما فی خیرۃ الفتاوی۔

"یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لئے مسجد میں بیٹھنا منع ہے

Marfat.com

اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع جیسا کہ خیرۃ الفتاوے میں تصریح کی۔"

کشف الغطار میں ہے :۔

" ضیافت نمودن اہلِ میت و اہلِ تعزیت را وپختن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات چہ ایشاں را بسبب اشتغال بہ مصیبت استعداد و تہیہ آں دشوار است۔"

اسی میں ہے :۔

" پس آنچہ متعارف شدہ از پختن اہلِ مصیبت طعام را در سوم و قسمت نمودن آں میان اہلِ تعزیت و اقران غیر مباح و نامشروع است و تصریح کردہ بداں در خزانہ چہ شرعیتِ ضیافت نزد سرور ست نہ نزد شرور"

ثانیاً :۔ غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور نابالغ بچہ ہوتا ہے یا بعض ورثا موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اس کا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا۔

مالِ غیر میں بے اذن تصرف کرنا خود ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل، خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اسے، نہ اس کے باپ، نہ اس کے وصی کو لان الولایۃ للنظر لا للضرر علی الخصوص، اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے، والعیاذ باللہ الخ

ثالثاً :۔ یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعالِ منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا، الیٰ غیر ذلک، اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے'

Marfat.com

ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نہ کہ اہلِ میت کا اہتمامِ طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لئے ناجائز نہ ہوگا۔

رابعاً :- اکثر لوگوں کو اس رسمِ شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ تکلیف کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلہ کے لئے کھانا پان چھالیاں کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے، ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کے لئے بھی زنہار پسند نہیں نہ کہ ایک رسم ممنوع کے لئے، پھر اس کے باعث جو دقتیں پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہو گیا اور معاذ اللہ لعنتِ الٰہی سے پورا حصہ ملا، اللہ عز و جل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسومِ شنیعہ جن سے ان کے دین و دنیا کا ضرر ہے، ترک کر دیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں الخ (احکامِ شریعت حصہ سوم ص ۱۹۱ تا ۱۹۳)

اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہلِ میت کے لئے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہلِ میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لئے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور ان کے لئے بھی فقط روزِ اول کا حکم ہے آگے نہیں، کشف الغطاء میں ہے : مستحب است خویشاں و ہمسایہ ہائے میت را کہ اطعام کنند طعام را برائے اہل وے کہ سیر کند ایشاں را یک شبانہ روز و الحاح کنند تا بخورند و در خوردن غیر اہل میت ایں طعام را مشہور آن ست کہ مکروہ است۔

(احکامِ شریعت حصہ سوم : ص ۱۹۴

Marfat.com

فرضی مزارات بنانا، انہیں اپنے کشف کا نتیجہ قرار دینا اور ان پر عرس کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے ایک قبر فرضی اور مصنوعی جس کا پہلے سے کوئی وجود نہ تھا بنوا کر یہ بات مشہور کی کہ اس قبر میں امروہہ کے زین العابدین تشریف لائے ہیں مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی ہے۔ ایسی روایات کاذبہ سے اس قبر کی عظمت لوگوں کے سامنے بیان کر کے قبر پرستی کی طرف بلانے لگا حتیٰ کہ اس میں اس کو کامیابی ہونے لگی اور بہت سی مخلوق اس طرف متوجہ ہو گئی۔ اس قبر پر چادریں اور مرغ اور بکری اور مٹھائیاں، روپیہ اور پیسہ چڑھانے لگے۔ اور اپنی مرادیں اور منتیں اس قبر سے مانگنے لگے اور زید اس آمدنی سے متمتع ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے واسطے شریعت کیا حکم لگاتی ہے۔ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ کیا ایسا شخص فاسق و فاجر کافر ہے۔ کیا ایسے شخص کا نکاح باطل ہوتا ہے۔ کیا ایسے شخص کے جلسوں میں شریعت شرکت کی اجازت دیتی ہے۔ آیا ایسے شخص سے رشتۂ قرابت رکھا جائے؟ نیز اس شخص کے متعلق بھی استفسار کیا جاتا ہے جو زید کے اس معاملہ سے خوش ہے اور اس کا ممد و معاون اس معاملہ میں ہے یا ایک ایسا شخص ہے جو زید کو اس معاملہ سے باز لا سکتا ہے مگر ساکت ہے۔

الجواب:۔

قبر بلا مقبور کی زیارت کے لئے بلانا اور اس کے لئے وہ افعال کرنا گناہ ہے اور جب کہ وہ اس پر مصر ہے اور باعلان اسے کر رہا ہے تو فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور پھیرنی واجب، اس جلسہ زیارت قبر بے مقبور میں شرکت جائز نہیں

زید کے اس معاملہ سے جو خوش ہیں خصوصًا وہ جو مدد و معاون ہیں سب گنہ گار و فاسق ہیں۔ قال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ بلکہ وہ بھی جو باوصف قدرت ساکت ہے قال تعالیٰ کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون

مگر ان میں سے کوئی بات کفر نہیں کہ اس سے نکاح باطل ہو سکے۔ قرابت اپنے اختیار کی نہیں کہ چاہے رکھی چاہے توڑ دی۔ یونہی مرد سے رشتہ کہ اختیاری رشتہ بذریعہ نکاح ہوتا ہے۔ اس کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے قال اللہ تعالیٰ بیدہٖ عقدۃ النکاح۔ ہاں اپنی عزیز داری کا برتاؤ۔ اگر یہ سمجھیں کہ اس کے چھوڑنے سے اس پر اثر پڑیگا تو چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ باز آئے اور اگر سمجھیں کہ اسے قائم رکھ کر سمجھانا موثر ہو گا تو یوں کریں۔

فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ۔ اور خواب کی بات خلافِ شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی ۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم: ص ۱۱۵)

Marfat.com

عرس کرنے اور عرس کی نیاز کردہ شیرینی پر جنت کے وجوب کی خوشخبری کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے یہ دستور مقرر کر رکھا ہے کہ ہر ششماہی یا سالانہ یوم معین و تاریخ مقررہ پر اپنے پیر کا عرس ہوا کرے۔ لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ جو شخص یہ عرس کرے اور عرس کی نیاز کردہ شیرینی کو کھائیگا اس پر بلاشبہ جنت مقام دوزخ حرام ہے۔ یہ کہنا شرعًا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب:-

یہ کہنا جزاف اور یاوہ گوئی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ کس کا جنت مقام اور کس پر دوزخ حرام ہے۔ عرس کی شیرینی کھانے پر اللہ و رسول کا کوئی وعدہ ایسا نہیں ثابت جس کے بھروسہ پر یہ حکم لگا سکیں تو یہ تقول علی اللہ ہوا اور وہ ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ اطّلع الغیب ام اتخذ عند الرحمٰن عہدا۔ قال اللہ تعالیٰ اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص ۲۱۹، ۲۲۰)

Marfat.com

پیرانِ پیر کے نام سے بعض جگہ مزارات یا ان کے مزار کی اینٹ پر عرس کرنا وغیرہ

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بعض جگہ مزار بنا لیا گیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے مزار کی اینٹ دفن ہے اس مزار میں ایسی جگہ جا کر عرس کرنا، چادر چڑھانا کیسا ہے. وہ قابلِ تعظیم ہے یا نہیں ؟

الجواب : جھوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم جائز نہیں ۔

(فتاوےٰ رضویہ جلد چہارم ، ص ۱۱۶)

Marfat.com

مزارات پر فاتحہ کس طرح پڑھی جائے

سوال : عرض ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون سی چیزیں پڑھا کریں ؟

الجواب :

مزاراتِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز میں با ادب سلام کرے۔ السلام علیک یا سیدی و رحمۃ اللہ و برکاتہ" ۔ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف تین بار، آیت الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو۔ اس کے لئے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے، نہ بوسہ دے۔ اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۲۱۲)

Marfat.com

قبر میں تہبند، رومال، سرمہ، کنگھی رکھنا، چالیسویں پر پانی کا مٹکا بھر کر رکھنا، اس پر چادر ڈالنا، برادری کو دعوت فاتحہ میت میں شامل کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید دریافت کرتا ہے کہ کفن میں تہبند رومال، سرمہ کنگھی کم کرنا جائز نہیں بلکہ ہو تو بہتر ہے۔ اور ہر روز خوراک پر میت کے فاتحہ دلانا اور ہر جمعرات کو چند مسکین کو دعوت کر کے کھلانا اور چالیس یوم تک ہر روز فاتحہ دلانا اور جمعرات کو فقیروں کو کھلانا اور چالیسویں یوم کو گھڑے یا مٹکے میں پانی بھر کر اس پر چادر رکھتے ہیں۔ کچھ پکا کر فاتحہ دیتے ہیں اور اس کو روح نکلنا مکان سے قرار دیتے ہیں۔ اور حریس یعنی چاول میں شکر ڈال کر تقسیم کرتے ہیں اور حلوہ روٹی یہ حریس برادری میں تقسیم کیا جاتا ہے اور شب برات و عرفہ تک اس میت کی فاتحہ الگ ہوتی ہے۔ بعد عرفہ شب برات کے یعنی شب برات کو شامل ہوتی ہے۔ اور برادری کو دعوتِ فاتحہ میں شامل نہ کریں تو بہت برا مانتے ہیں۔ یہ اس میں جو ناجائز ہوں علیحدہ تحریر فرمائی جائیں۔

الجواب

مرد کے لئے کفن کے تین کپڑے اور عورت کے لئے پانچ۔ ان کے سوا کفنی میں کوئی اور تہبند یا رومال دینا بدعت و ممنوع ہے۔ سرمہ کنگھی اگر فقیر کو بطور صدقہ دیں تو ہرج نہیں اور کفن میں رکھنا حرام ہے۔ ہر روز ایک خوراک پر میت کی فاتحہ دلا کر مسکین کو دینا اور ہر پنجشنبہ کی رات چند مساکین کو کھلانا، چالیس روز تک ایسا ہی کرنا اور اگر ہو سکے تو سال بھر تک یا ہمیشہ کرنا۔ یہ سب باتیں بہتر ہیں اور اس طرح روح نکالنا محض

Marfat.com

جہالت وحماقت اور بدعت ہے۔ ہاں فاتحہ دلانا اچھا ہے بشکر چاول مساکین کو تقسیم کرنا خوب ہے ۔مگر برادری میں موت کے لئے نہ بانٹا جائے ۔عرفہ تک یا بعد تک اگر الگ ہمیشہ فاتحہ دیں تو حرج نہیں ، شامل نہیں تو حرج نہیں ۔ یہ سمجھنا کہ عرفہ تک الگ کا حکم ہے پھر شامل ، یہ غلط وجہالت ہے ۔میت کی دعوت برادری کے لئے منع ہے اور ان کا برا ماننا حماقت ۔ ہاں برادری میں جو فقیر ہوں انہیں دینا اور فقیر کے دینے سے افضل ہے ۔

(فتاویٰ رضویہ ، ج ۴ ، ص ۲۱۳)

Marfat.com

نمازِ جنازہ کی تکرار

نمازِ جنازہ کی تکرار ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک تو مطلقاً ناجائز و نامشروع ہے مگر جب اجنبی غیر احق نے بلا اذن و بلا متابعت ولی پڑھ لی ہو تو ولی اعادہ کر سکتا ہے۔ امام اجل برہان الملۃ والدین ابوبکر ہدایہ میں فرماتے ہیں:۔ ان صلی غیر الولی والسلطان اعاد الولی ان شاء لان الحق للاولیاء وان صلی الولی لم یجز ان یصلی بعدہ لان الفرض یتادی بالاول والتنفل بہا غیر مشروع ولہذا رأینا الناس ترکوا من اٰخرھم الصلوٰۃ علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو الیوم کما وضع۔

"یعنی اگر ولی و حاکم اسلام کے سوا اور لوگ نمازِ جنازہ پڑھ لیں تو ولی کو اعادہ کا اختیار کہ حق اولیاء کا ہے، اور اگر ولی پڑھ چکا تو اب کسی کو جائز نہیں کہ فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو چکا اور یہ نماز بطور نفل پڑھنی مشروع نہیں۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ تمام جہان کے مسلمانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس پر نماز چھوڑ دی۔ حالانکہ حضور آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے جس دن قبر مبارک میں رکھے گئے تھے۔"

امامِ محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:۔

لو کان مشروعا لما اعرض الخلق کلہم من العلماء و الصالحین والراغبین فی التقریب الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بانواع الطرق عنہ فھذا دلیل ظاہر علیہ فوجب اعتبارہٗ۔

"یعنی اگر نمازِ جنازہ کی تکرار مشروع ہوتی تو مزارِ اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان اعراض نہ کرتا جس میں علماء، صلحاء اور کئی بندے ہیں

Marfat.com

جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں"۔

اقول :۔ حاصلِ کلام یہ کہ نماز جنازہ جیسی قبل دفن ویسی بعد دفن قبر پر۔ لہذا اگر کوئی شخص بے نماز پڑھے دفن کر دیا گیا تو فرض ہے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھیں جب تک ظن غالب رہے کہ بدن بگڑ نہ گیا ہو گا۔ اور نماز جنازہ ایک تو ہر مسلمان کا حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں حق المسلم علی المسلم خمس ذکر منہا اتباع الجنائز۔ دوسرے مقبول بندوں کی نماز میں وہ فضل ہے کہ پڑھنے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ ہم عنقریب انس بن مالک وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہم سے متعدد احادیث ذکر کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مومن صالح کو پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ جتنے لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی سب بخش دیئے جاتے ہیں۔ اب اگر حق کا لحاظ کیجئے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کے برابر تمام جہان میں کس کا ہو سکتا ہے۔ اور اگر فضل کو دیکھئے تو افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے برابر کس مقبول پر نماز پڑھنی ہو سکتی ہے۔ ہاں! قبر پر نماز پڑھنے سے مانع یہ ہوتا ہے کہ اتنی مدت گزر جائے جس میں میّت کا بدن سلامت ہونا مظنون نہ رہے۔ اسی کو بعض روایات میں دفن کے بعد تین دن سے تقدیر کیا اور صحیح یہ کہ کچھ معین نہیں جب سلامت وعدم سلامت مشکوک ہو جائے، نماز ناجائز ہو جائے گی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معاذ اللہ اس کا اصلاً احتمال نہیں۔ وہ آج بھی یقیناً ایسے ہی ہیں جیسے روزِ دفن مبارک تھے۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں :۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

"بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمایا انبیاء کا جسم کھانا"

(رواہ احمد ابو داؤد والنسائی وابنِ ماجہ وابنِ خزیمہ وابنِ حبان والحاکم والدارقطنی

Marfat.com

وابونعیم)

جب مانع مفقود اور مقتضی اس درجہ قوت سے موجود، تو اگر نمازِ جنازہ کی تکرار شرع میں جائز ہوتی تو صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک تمام جہان کے تمام علماء اولیاء، صلحاء اور عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے ترک پر اجماع کیا معنی ؟ جن میں لاکھوں بندے خدا کے وہ گزرے اور اب بھی ہیں جنہیں دن رات یہی فکر رہتی ہے کہ جہاں تک مل سکیں وہ طریقے بجا لائیں کہ مصطفےٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں تقرب پائیں لاجرم تیرہ سو برس کا یہ اجماع بھی دلیل ظاہر ہے کہ تکرار نماز جنازہ جائز نہیں۔ اس لئے مجبوراً سب باقی ماندہ کو اس فضلِ عظیم سے محروم رہنا پڑا۔

امامِ اجل نفسی وافی اور اس کی شرح کافی میں فرماتے ہیں :-

لم یصل غیرہ بعدہ ای ان صلی الولی لم یجز لغیرہ ان یصلی بعدہ لان حق المیت یتادی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلوٰۃ الاولیٰ فلو فعلہ الفریق الثانی لکان فضلا۔

امامِ محمد بن حلبی ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں :-

قال علماؤنا اذا صلی علی المیت من لہ ولایۃ ذلک لا تشرع الصلوٰۃ ثانیا لغیرہ۔

"ہمارے علماء نے فرمایا جب میت پر صاحب حق نماز پڑھ چکے پھر اور کو اس پر نماز مشروع نہیں"۔

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں :-

لا یصلی علیہ لئلا یؤدی الی تکرار الصلوٰۃ علی میت واحد فانہ غیر مشروع

"اس پر نماز نہ پڑھی جائے کہ ایک میت پر دوبار نماز نہ ہو کہ یہ نامشروع ہے"

Marfat.com

درر شرح غرر اور مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:۔

الفرض یتادی بالاولیٰ والتنفل بھا غیر مشروع

"فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو گیا اور یہ نماز نفلی طور پر مشروع نہیں"

درِ مختار و فتح اللہ المعین میں ہے:۔

لیس لمن صلّٰی علیھا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع۔

"جو پہلے پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ بھی اعادہ کا اختیار نہیں رکھتا کہ اس کا تکرار غیر مشروع ہے۔"

مراقی الفلاح میں ہے:۔

لا یعید مع لہ حق التقدم من صلی مع غیرہ لان التنفل بھا غیر مشروع۔

"جو اور کے ساتھ پڑھ چکا، صاحب حق کے ساتھ نہ پڑھے کہ اس نماز میں نفل مشروع نہیں۔"

یونہی قدوری، ہدایہ، منیہ، وقایہ، نقایہ، وافی، کنز، غرر، اصلاح، الملتقیٰ، تنویر، نور الایضاح ان بارہ اور ان کی غیر سب میں تصریح ہے کہ نمازِ جنازہ جب ایک بار ہو چکی، فوت ہو گئی[1]

---

[1] فتاوٰی رضویہ جلد چہارم: ۳۵، ۳۶

نوٹ: فاضل بریلوی نے اس مسئلے پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جو فتاوٰی رضویہ میں جہازی سائز کے صفحات میں صفحہ ۲۵ سے صفحہ ۵۲ تک چلا گیا ہے۔ انہوں نے حدیث، فقہ، عمل سلف صالحین، اس پر اعتراضات اور ان کے مدلّل جوابات کی صورت میں قابلِ قدر تحقیقی مقالہ سپردِ قلم کیا ہے۔

Marfat.com

غائبانہ نمازِ جنازہ

مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی محض ناجائز ہے۔ ائمہ حنفیہ کا اس کے عدمِ جواز پر بھی اجماع ہے۔ فتح القدیر، حلیہ، غنیہ، شلبیہ، بحر الرائق میں ہے

وشرط صحتہ اسلام المیت وطہارتہ ووضعہ امام المصلی فلهذا القید لاتجوز علی غائب۔

"صحتِ نمازِ جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو، طاہر ہو، جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو۔ اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نمازِ جنازہ جائز نہیں۔"

متن تنویر الابصار میں ہے:۔

شرطها وضعه امام المصلی

"جنازہ کا نمازی کے سامنے حاضر ہونا شرطِ نمازِ جنازہ ہے۔"

برہان شرح مواہب الرحمٰن طرابلسی، نہر الفائق، شرنبلالیہ علی الدرر، خادمی، ہندیہ، ابو السعود، دُرِّمختار میں ہے:۔

شرطها حضوره فلا تصح علی غائب

"جنازہ کا حاضر ہونا شرطِ نماز ہے۔ لہٰذا کسی غائب پر نمازِ جنازہ صحیح نہیں۔"

حضور پرنور سید یوم النشور بالمومنین رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰت والتسلیم کو نمازِ جنازہ مسلمین کا کمال اہتمام تھا۔ اگر کسی وقت رات کی اندھیری یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرما ہونے کے سبب صحابہ نے حضور کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا تو ارشاد فرماتے:۔

لا تفعلوا ادعونی لجنائزکم

Marfat.com

"ایسا نہ کرو۔ مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلا لیا کرو۔"
(رواہ ابنِ ماجہ عن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ۔)

اور فرماتے:۔

لا تفعلوا لا یموتن فیکم میت ما کنت بین اظہرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ۔

"ایسا نہ کرو۔ میں جب تک تم میں تشریف فرما ہوں، ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جبکی مجھے اطلاع نہ دو کہ اس پر میری نماز موجبِ رحمت ہے۔"

(رواہ الامام احمد عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہما و رواہ ابنِ حبان والحاکم عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فی حدیث آخر)

اور مزید فرماتے:۔

"یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہیں
میں اپنی نماز سے انہیں روشن فرما دیتا ہوں۔"

(رواہ مسلم و ابن حبان عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

با ایں ہمہ حالانکہ زمانۂ اقدس میں صدہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوسرے مواضع میں وفات پائی۔ کبھی کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ کیا وہ محتاج رحمت والا نہ تھے؟ کیا معاذ اللہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر رحمت و شفقت نہ تھی؟ کیا ان کی قبور اپنی نماز پاک سے پرنور نہ کرنا چاہتے تھے؟ کیا جو مدینہ طیبہ میں مرتے انہیں کی قبور محتاجِ نور ہوتیں اور جگہ اس کی حالت نہ تھی۔ یہ سب باتیں بداہتہً باطل ہیں تو حضور اقدس کا عام

طور پر ان کا نماز جنازہ نہ پڑھنا۔ یہ روشن و واضح دلیل ہے کہ جنازہ غائب پڑھنا نا ممکن تھی۔ ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی بکمال وفور موجود اور مانع مفقود۔ لاجرم نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا اور جس امر سے مصطفےٰ علیہ السلام بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائیں وہ ضرور امر شرعی و مشروع نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

احادیث میں صلوٰۃ علی الغائب اور اسکی توجیہ

دوسرے شہر کی میت پر صلوٰۃ کا ذکر صرف تین واقعوں میں روایت کیا جاتا ہے واقعہ نجاشی، واقعہ معٰویہ لیثی، واقعہ امرائے موتہ رضی اللہ عنہم۔ ان میں اول، دوم بلکہ سوم کا بھی جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا تو نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر اور دوم وسوم کی سند صحیح نہیں اور سوم صلوٰۃ بمعنی نماز میں صریح نہیں۔ اگر فرض ہی کر لیجئے کہ ان تینوں واقعوں میں نماز پڑھی تو باوصف حضور کے اس اہتمام عظیم وموفور اور تمام اموات کے اس حاجت شدیدہ رحمت ولوز قبور کے صدہا پر کیوں نہ پڑھی۔ وہ بھی محتاج حضور وحاجت سند رحمت ولوز اور حضور ان پر بھی رؤف ورحیم تھے۔ نماز سب پر فرض عین نہ ہونا اس اہتمام عظیم کا جواب نہ ہوگا۔ نہ تمام اموات کی اس حاجت شدیدہ کا علاج۔ حالانکہ حریص علیکم ان کی شان ہے۔ دو ایک کی دستگیری فرمانا اور صدہا کو چھوڑ دینا کب ان کے کرم کے شایان ہے۔ ان حالات وارشادات کے ملاحظہ سے عام طور پر ترک اور صرف دو ایک بار وقوع خود ہی بتا دے گا کہ وہاں کوئی خصوصیت خاصہ تھی جس کا حکم عام نہیں ہو سکتا۔ حکم عام وہی عدم جواز ہے جس کی بنا پر عام احتراز ہے۔ واقعہ بیر معونہ ہی دیکھئے۔ مدینہ طیبہ کے ستر جگر پاروں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص پیاروں، اجلہ علمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کفار نے دغا سے شہید کر دیا۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا سخت وشدید غم والم ہوا۔ ایک مہینہ کامل خاص نماز کے اندر کفار ناہنجار پر لعنت فرماتے رہے مگر ہرگز منقول نہیں کہ ان پیارے محبوبوں پر نماز پڑھی ہو۔ آخر این ترک وبایں مرتبہ بے چیز نیست۔ اہل انصاف کے نزدیک کلام تو اسی قدر سے تمام ہوا مگر ہم ان تینوں واقعات

Marfat.com

کا قدرے ذکر کرتے ہیں۔

جب اصحمہ رضی اللہ عنہ بادشاہ حبشہ نے حبشہ میں انتقال کیا سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کو خبر دی اور مصلی میں جا کر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں صحابہ کرام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا بھائی نجاشی مرگیا۔ اٹھو اس پر نماز پڑھو۔ پھر حضور کھڑے ہوئے۔ صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں، حضور نے چار تکبیریں کہیں صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور کے سامنے حاضر ہے :-

فصلینا خلفہ ونحن لا نری الا ان الجنازۃ قدامنا

"ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے"

امام واحدی نے اسباب نزول قرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس سے ذکر کیا کہ فرمایا

کشف للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سریر النجاشی حتی راٰہ وصلی علیہ

"نجاشی کا جنازہ حضور اقدس کے لئے ظاہر کردیا گیا تھا حضور نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی"

ثانیاً نجاشی کا انتقال دار الکفر میں ہوا۔ وہاں ان پر نماز نہ ہوئی تھی لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پڑھی [1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد چہارم : ۵۸ تا ۶۰

اگر اس مسئلے کی مکمل تحقیق مطلوب ہو تو رسالہ "الهادی الحاجب عن جنازۃ الغائب" جو فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ نمبر ۵۸ سے ۶۰ تک پھیلا ہوا ہے ملاحظہ کیا جائے۔

Marfat.com

قبرستان میں جوتی پہن کر چلنا، چارپائی پر سونا، گھوڑا باندھنا

قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے۔ نہ کہ جوتا پہننا کہ سخت توہین اموات المسلمین ہے۔ ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں، اس پر چلنا جائز ہے۔ اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا، چارپائی بچھانا، سونا بیٹھنا سب منع ہے۔[1]

قبر کیسی بنائی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبر کا پختہ کرنا بہتر ہے یا نہ کرانا۔ اگر پختہ کرانا بہتر ہے تو اس کی تعمیر میں کن کن خاص اور ضروری باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے مثلاً طول، عرض، بلندی اور صورت وغیرہ۔

الجواب

قبر پختہ نہ کرنا بہتر ہے اور کریں تو اندر سے کچا رہے اوپر سے پختہ کر سکتے ہیں۔ طول و عرض موافق قبر میت ہو اور بلندی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہو اور صورت ڈھلوان بہتر ہے۔[2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۱۰۷)

[2] فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۱۰۱

Marfat.com

میت کے سر میں کنگھی کرنا، اس کے سر سے بال کاٹنا

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تو میت کے کنگھی کرنے سے منع فرمایا کہ اسے تکلیف ہوگی اور فرمایا:-

علیٰ ما تنصون میتکم

"کا ہے پر اپنے مردے کے موئے پیشانی کھینچتے ہو؟"

دُرِ مختار اور رد المحتار میں ہے کہ:-

"میت کے بالوں کو کنگھی کرنا، بالوں کو تراشنا اور اسے آراستہ کرنا درست نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۹، ۳۳)

Marfat.com

موت میں دعوت

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سوم و دہم و چہلم میت کے کھانا جو پکتا ہے اس کو برادری کو کھلائے اور خود جاکر کھائے تو جائز ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ تین روز کے اندر میت کے گھر کا نہ کھائے ۔ بعد کو جائز ہے ۔ یہ تفریق صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو وجہ مابہ الفرق ارشاد ہو ۔

مقولہ :۔ طعام المیت یمیت القلب

اگر مستند ہے تو اس کے معنی کیا ہیں ؟

الجواب :۔

دہم و چہلم وغیرہ کا کھانا مساکین کو دیا جائے ۔ برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھلانا بے معنی ہے ۔ کما فی مجمع البرکات ، موت میں دعوت ناجائز ہے ۔ فتح القدیر وغیرہ میں ہے :۔

انہا بدعۃ مستقبحۃ لانہا شرعت فی السرور لا فی الشرور

تین دن تک اس کا محمول ہے ۔ لہذا ممنوع ہے ۔ اس کے بعد بھی موت کی نیت سے اگر دعوت کرے گا ممنوع ہے ۔

یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طعام میت کے متمنی رہتے ہیں ان کا دل مرجاتا ہے ۔ ذکر و طاعتِ الٰہی کے لیے حیات و چستی اس میں نہیں رہتی ۔ کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لیے موتِ مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اس کی لذت میں شاغل ۔

(فتاویٰ رضویہ ، ج ۴ : ص ۲۲۳)

Marfat.com

صحنِ مسجد میں دفن کرنا حرام ہے اور اسے ختم کرنا ضروری ہے

اگر صورتِ واقعہ یہ ہے کہ صحنِ مسجد میں بعد تعمیرِ مسجد وارثانِ بانی مسجد خواہ کسی نے قبریں بنالیں تو وہ قبریں ظلم محض ہیں اور ان کا باقی رکھنا ظلم ہے نہ کہ آئندہ قبروں کے لئے ایک حصہ بندی اور اس حجرۂ مسجد اور صحنِ مسجد سے اور زمین شامل کرنا یہ سب ظلم اور حرام ہے۔ اور اس کا دفع کرنا فرض ہے۔ [1]

میت کے غسل میں استعمال ہونیوالے گھڑے بدھنے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھڑے بدھنے میت کو غسل دینے کے بعد پھوڑ ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔

گناہ ہے کہ بلاوجہ تضییعِ مال ہے۔ کہ اگر وہ ناپاک بھی ہو جائیں تاہم پاک کر لینا ممکن۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان اللّٰہ کرہ لکم ثلاثا	اللہ تعالیٰ تین باتیں تمہارے لئے ناپسند رکھتا ہے:
قیل وقال وکثرۃ السؤال	فضول بک بک اور سوال کی کثرت اور مال کی اضاعت
واضاعۃ المال۔	(رواہ الشیخان وغیرہما)

اگر یہ خیال کیا جائے کہ ان سے مردے کو نہلایا ہے، تو ان میں نحوست آگئی تو یہ خیال واہم کفار ہند سے بہت ملتا ہے۔ [2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ۔ جلد چہارم: ص ۱۱۴

[2] 〃 〃 〃 : ص ۱۲۶

Marfat.com

مسجد میں نمازِ جنازہ

صحیح یہ ہے کہ مسجد میں نہ جنازہ ہو نہ امامِ جنازہ نہ صفِ جنازہ ، یہ سب مکروہ ہے۔ اسی طرح صحنِ مسجد یقیناً مسجد ہے۔ فقہائے کرام اسے مسجدِ صیفی یعنی گرمیوں کی مسجد اور مسقف درجہ کو مسجدِ شتوی یعنی جاڑوں کی مسجد کہتے ہیں۔ اور نماز جنازہ مسجد میں مطلقاً مکروہ ہے۔ کما فی التنویر والدر وغیرہا[1]

امانت کے طور پر دفن کرنا اور بعد میں میّت دوسری جگہ منتقل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالتِ سفر میں لوگ اپنے مردوں کو امانت کے طور پر دفن کر دیتے ہیں۔ پھر مقررّہ مدت کے بعد ان کی لاشیں مشرق سے مغرب یا شمال سے جنوب یا برعکس منتقل کرتے ہیں۔ شرعاً یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ فعل حرام ہے، دفن کے بعد قبر کشائی جائز نہیں۔ نیز دور دراز مقامات پر میت کا لے جانا بھی جائز نہیں۔[2]

---

[1] فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۸۱ و ۸۲ - مطبوعہ سنی دار الاشاعت فیصل آباد

[2] ؍ ؍ ؍ ص ۱۱۶-

Marfat.com

گیارھویں شریف کا صحیح طریقہ

سوال : زید کو گیارہویں شریف کس طریقے سے کرنی چاہیئے ؟ آیا اس کو دل میں یہ نیت یا خیال کرنا چاہیئے کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہوں اور جو کچھ ثواب مجھ کو ملے گا، وہ ثواب گیارہویں والے میاں صاحب کو پہنچے۔ یا اس خیال اور نیت سے کرے کہ یہ کھانا میں گیارہویں شریف والے میاں صاحب کو کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے خوش اور راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ یا مجھ کو اس کا اچھا بدلہ دیں گے۔ اس طریقہ سے جائز ہے یا ناجائز؟

۲ : فاتحہ دینا کس طریقہ سے جائز ہے۔ کھانے کے اوپر سے دعا کریں گے۔ جائز ہے ناجائز کس کھانے پر زید کو فاتحہ دینا ہے۔ اس کو تناول کرنے کے بعد یعنی کھانا کھا چکنے کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا ناجائز؟

۳ : زید کے پاس ایک شخص تین جگہ نباشتے لایا کہ ایک پر اللہ و رسول کی فاتحہ دے دو۔ دوسری جگہ یوسف علیہ السلام کی۔ تیسری جگہ میاں صاحب کی۔ بعد فاتحہ کے ان نباشتوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طریقہ سے کرنا اور پینا چاہیئے اور کیا نیت ہونا چاہیئے؟

الجواب

یہ دو طریقے نہیں بلکہ ایک ہی طریقہ ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لئے ہونے کے یہ معنی نہیں کہ خود یہ کھانا حضور کے واسطے ہے۔ بلکہ ثواب ہی مراد اور قطعاً ان کی رضا جوئی اور ان سے حسن جزا اور نیک دعا کی طلب۔ ان میں سے کوئی بات شرعاً ممنوع نہیں۔

Marfat.com

۲: کھانے پر فاتحہ جائز ہے۔ قبل کھانے کے بھی اور بعد بھی۔ اور قبل دینے
میں ایصالِ ثواب میں تعجیل ہے اور تعجیل خیر خیر ہے۔

۳: فاتحہ بمعنی ایصالِ ثواب ہے اور اللہ عزوجل کے نام کی فاتحہ ہونا بے معنی
ہے۔ وہ ثواب سے پاک و منزہ ہے۔ باقی یہ نہیں متفرق فاتحہ ہونے نے بتاشوں
کو کیوں ناجائز کر دیا؟

۴: نیت ایصالِ ثواب کی ہو اور ریار وغیرہ کو دخل نہ ہو اور اس کے جواز میں
کوئی شبہ نہیں۔ شربت کریں اور عرض کریں کہ الٰہی یہ شربت تم ویح روحِ پاک حضرتِ
امام کے لئے ہے اس کا ثواب انہیں پہنچا اور ساتھ فاتحہ وغیرہ پڑھیں تو اور افضل
پھر مسلمانوں کو پلائیں اور مَن وَاذی سے بچیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۲۷)

Marfat.com

خطبہ جمعہ میں وعظ و نصیحت پر مشتمل اردو اشعار یا قصائد وغیرہ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خطبۂ جمعہ میں جو اردو قصائد متضمن وعظ و نصیحت پڑھے جاتے ہیں۔ یہ شرعاً کیسا ہے؟ اور عوام کا یہ عذر کہ عربی ہماری سمجھ میں نہیں آتی لہذا اردو کی ضرورت ہے قابل قبول ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ امر خلاف سنت متوارثہ مسلمین ہے اور سنت متوارثہ کا خلاف مکروہ۔ قرناً قرناً اہل اسلام میں ہمیشہ خالص عربی میں خطبہ معمول و متوارث رہا ہے۔ اور متوارث کا اتباع ضروری ہے۔ درمختار میں ہے۔

توارثہ المسلمون فوجب اتباعھم

زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بحمدللہ ہزارہا بلاد عجم فتح ہوئے ہزاروں عجمی حاضر ہوئے مگر کبھی منقول نہیں کہ انہوں نے ان کی غرض سے خطبہ غیر عربی میں پڑھا ہو۔ یا اس میں دوسری زبان کا خلط کیا ہو۔

وکل ما وجد مقتضیہ عینا مع عدم المانع

ثم ترکوا لیدل علی انھم کفوا عنہ فکان ادناہ الکراھۃ۔

عوام کا یہ عذر جب صحابۂ کرام کے نزدیک لائق نہ تھا۔ اب کیوں مسموع ہونے لگا۔ بات یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے علم سیکھنا سب پر واجب کیا ہے عوام کہ نہیں سمجھتے، سبب یہ ہے کہ نہیں سیکھتے، تو قصور ان کا ہے نہ کہ خطیب کا۔ آخر عوام قرآن مجید بھی تو نہیں سمجھتے۔ کیا ان کے لئے قرآن اردو میں پڑھا جائے[1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص: ۱۵۰

Marfat.com

محمد نبی، احمد نبی، نبی جان، محی الدین نظام وغیرہ نام رکھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع اس مسئلہ میں کہ بعض اشخاص اس طرح نام رکھتے ہیں۔ تاج الدین، محی الدین، نظام الدین، علی جان، نبی جان، محمد جان، محمد نبی، محمد یٰسین، محمد طٰہٰ، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی، پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں۔ ؟

الجواب

محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درودیں۔ یہ الفاظِ کریمہ جناب حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں۔ افضل الصلوٰت اللہ و اجل تسلیمات اللہ علیہ وعلی آلہ۔ دوسرے کے لئے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقتاً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ کفر خالص ہوتا مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ومحظور ہے۔ اور یہ زعم کہ اسلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔ احادیثِ کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت اسما جن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرما دیئے۔ جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح

"حضور کی عادتِ کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔"

سننِ ابو داؤد میں ہے:۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصی و عزیز و عتلہ و شیطان و حکم و غراب و حباب و شہاب نام تبدیل فرما دیئے۔ اصرام کا نام بدل کر زرعہ رکھا، عاصیہ کا نام جمیلہ

رکھا۔ برّہ کا نام زینب رکھا۔

اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلاں نام اچھا فلاں برا ہونے کے کیا معنی اور تبدیلی کی کیا وجہ؟ مسمی پر دلالت کرنے میں سب یکساں ہیں معہذا انہی لوگوں سے پوچھ دیکھئے۔ کیا اپنی اولاد کا نام شیطان، ملعون، رافضی، خبیث خوک وغیرہ رکھنا گوارہ کریں گے؟ ہرگز نہیں تو قطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے۔ پھر کس منہ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہنے کہلوانے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ خاتم النبین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھے گا۔ حاشا وکلا۔ پھر محمد نبی احمد نبی، نبی احمد کیوں کر روا ہوگا۔ یونہی نبی جان نام رکھنا ممنوع ہے۔ یونہی یٰسین وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ واسمائے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں۔ کیا عجب ان کے معنی وہ ہوں جو غیر خدا اور رسول میں صادق نہ آسکیں تو ان سے احتراز لازم۔

یونہی غفور الدین بھی سخت قبیح وشنیع ہے۔ غفور کے معنی ہیں مٹانے والا اور چھپانے والا۔ اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹانا، عیوب چھپانا ہے تو غفور الدین کے معنی ہوئے، دین کا مٹانے والا۔ یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا۔

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے، جیسے شمس الدین، بدرالدین، نورالدین، فخرالدین شمس الاسلام، محی الاسلام، بدرالاسلام وغیرہ سب کو علمائے کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ وممنوع رکھا۔

اکابرِ دین قدست اسرارہم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں۔ یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمانوں نے انہیں توصیفاً ان القاب سے

Marfat.com

یاد کیا۔ جیسے شمس الائمہ حلوائی، فخر الاسلام بزدوی، تاج الشریعہ، صدر الشریعہ، یونہی محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا غوث اعظم، معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز، وارث النبی سلطان الہند حسن سجزی، شہاب الحق والدین عمر سہروردی، بہاء الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی، محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

سترہ کے نام سائل نے پوچھے ہیں، ان میں یہی دس ناجائز و ممنوع ہیں، باقی سات میں حرج نہیں۔

(احکام شریعت : ص ۴۷ تا ۹۱)

Marfat.com

ہندو مسلم اتحاد کی بدعت

سوال : خدمتِ والا میں گزارش ہے کہ براہِ کرم امورِ ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی کریں ؟

۱۔ مسائلِ خلافتِ اسلامیہ و ہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبد الباری فرنگی محلی و ابو الکلام وغیرہ نے جو کچھ آواز اٹھائی ہے یہ حدودِ اسلامیہ شرعیہ کے موافق ہے یا خلاف ؟

۲۔ ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بناء پر ہے؟ اگر موافق ہے تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے کیوں نہیں روکا جاتا؟ جناب والا نے اپنے لیے کیا راہ تجویز فرمائی ہے ؟

الجواب

مقصد بتایا جاتا ہے۔ اماکنِ مقدسہ کی حفاظت، اس میں کون مسلمان خلاف کر سکتا ہے، اور کاروائی کی جاتی ہے۔ کفار سے اتحاد، مشرک لیڈروں کی غلامی، عمر کے قرآن و حدیث کی تقلید والے حصے کو بت پرستی پر نثار کرنا، مسلمانوں کا قشقہ لگوانا، کافروں کی جے بولنا، رام لچھمن پر پھول چڑھانا اور رامائن کی پوجا میں شریک ہونا، مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کی جے بول کر مرگھٹ کو لے جانا، کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا، شعائرِ اسلامی قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کر دینا۔ ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام و کفر کی تمیز اٹھا دے اور بتوں کے معبد پراگ کو مقدس ٹھہرانا اور اسی طرح کے

Marfat.com

بہت اقوال، احوال، افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا جنہوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا۔ کون مسلمان ان میں موافقت کر سکتا ہے۔ ان حرکاتِ خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جا رہے ہیں۔ اس سے زیادہ کیا اختیار ہے پاکی ہے اسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔ [1]

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :۔

تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے دین کی کیسا کیسا شریعت کو بدلتے مسلتے، پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیر خواہِ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں موالاۃِ مشرکین ایک، معاہدۂ مشرکین دو، استعانت بمشرکین تین، مسجد میں اعلائے مشرکین چار۔ ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے۔ دینِ الٰہی کو دیدہ دانستہ پامال کیا ہے اور پھر لیڈر ہیں، ریفارمر ہیں، مسلمانوں کے بڑے رہبر ہیں۔ جو ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائے مسلمان ہی نہیں یعنی جب تک اسلام کو کند چھری سے ذبح نہ کرے، ایمان ہی نہیں۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون ؎

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

میں جانتا ہوں کہ میرا کلام برا لگے گا اور حسبِ معمول تحقیق حق و اظہار احکام رب الانام کا نام گالیاں رکھا جائے گا۔ [2]

ایک اور موقع پر فرمایا :۔

---

[1] احکام شریعت حصہ دوم : ص ۸۵

[2] [illegible] مؤتمنہ : ص ۸۶ و ۸۷

Marfat.com

جب ہندؤوں کی غلامی ٹھہری پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری، وہ تمہیں ملیچھ جانیں، بھنگی جانیں، تمہارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہو جائے۔ سودا بیچیں تو دور سے ہاتھ میں ڈال دیں۔ پیسے لیں تو دور سے یا پنکھا وغیرہ پیش کر کے اس پر رکھوالیں۔ حالانکہ بحکم قرآن خود ہی نجس ہیں اور تم ان نجسوں کو مقدس و مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ۔ جو تمہارے ماتھا رکھنے کی جگہ ہے وہاں ان کے ننگے قدم رکھواؤ، گندے پاؤں رکھواؤ۔ مگر تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا۔ محبت مشرکین نے اندھا بہرا کر دیا۔ ان باتوں کا ان سے کیا کہنا جن پر حبک الشئی لعمی و یصم کا رنگ بھر گیا۔ سب جانے دو۔ خدا کو منہ دکھانا ہے یا ہمیشہ مشرکین ہی کی چھاؤں میں رہنا ہے۔ جواز تھا تو یوں کہ کوئی کافر...... مثلاً اسلام لانے یا اسلامی تبلیغ سننے یا اسلامی حکم لینے کے لئے مسجد میں آئے یا اس کی اجازت تھی کہ خود سر مشرکوں، نجس بت پرستوں کو مسلمانوں کا واعظ بنا کر مسجد میں لے جاؤ اسے مسند مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بٹھاؤ۔ مسلمانوں کو نیچے کھڑا کر کے اس کا وعظ سناؤ۔ کیا اس کے جواز کی کوئی حدیث یا کوئی فقہی روایت تمہیں مل سکتی ہے۔ حاشا ثم حاشا۔ للہ انصاف! کیا یہ اللہ و رسول سے آگے بڑھنا شرع مطہر پر افترا گھڑنا، احکام الٰہی دانستہ بدلنا، سوئر کو بکری بتا کر نگلنا نہ ہوگا؟

(المحجۃ المؤتمنہ : ص ۸۴)

Marfat.com

آدابِ مسجد

۱۔ جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔

۲۔ مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بسم اللہ دخلت وعلیہ توکلت و نویت کر لو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا۔ اور اس کے لئے روزہ شرط نہیں۔ نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک بیٹھو گے معتکف رہو گے۔ جب باہر آئے اعتکاف ختم ہو گیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہو گا۔

۳۔ بغیر نیتِ اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں۔ وہ بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔

۴۔ مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے۔ حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش پر رکھو۔ یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے، پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا قدم اتارے۔

۵۔ وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرشِ مسجد پر نہ گرے۔

۶۔ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو، منع ہے

۷۔ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ العطسۃ الشدیدۃ فی المسجد

Marfat.com

اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے۔ اگرچہ غیر مسجد میں ہو۔ خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے ۔۔۔۔۔۔ اور جماہی میں آواز نکالنا تو کہیں نہ چاہیئے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے۔

۸۔ مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے۔ ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہیئے۔ نہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے راہگیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں۔ یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

۹۔ تمسخر ویسے ہی ممنوع ہے اور مسجد میں سخت ناجائز اور ہنسنا منع ہے۔ قبر میں تاریکی لاتا ہے۔ موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

۱۰۔ فرشِ مسجد پر کوئی شئے نہ پھینکی جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے موسمِ گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی یا چھتری وغیرہ دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ اس کی ممانعت ہے۔ غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۱۱۔ مسجد میں حدث منع ہے۔ ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہذا معتکف کو چاہیئے کہ ایامِ اعتکاف میں تھوڑا کھائے، پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے سوا کسی وقت اخراجِ ریح کیلئے مسجد سے باہر نہ جانا پڑے۔

۱۲۔ قبلہ کی طرف تو پاؤں پھیلانا ہر جگہ منع ہے، مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ خلاف آدابِ دربار ہے۔ حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے پاؤں پھیلا لیا۔ گوشۂ مسجد سے ہاتف نے آواز دی۔ ابراہیم! بادشاہوں کے حضور میں یونہی بیٹھتے ہیں؟ معاً پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقتِ انتقال ہی پھیلے۔

Marfat.com

۱۳۔ مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے۔ فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں۔ کیا شدید ظلم ہے کہ وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں۔ سودا دیں تو دور سے ڈال دیں۔ پیسے لیں تو الگ رکھوالیں۔ حالانکہ۔ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے۔ تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہاری ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں۔ اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں۔ اللہ ہدایت فرمائے۔ [1]

---

[1] الملفوظ حصہ دوم: ص۔ ۱۴۵ تا ۱۴۸۔

Marfat.com

اذانِ روافض

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ بالفعل اہلِ تشیع نے اپنی اذان وغیرہ میں حضرتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت کلمہ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل کہنا اختیار کیا ہے۔ پس اہلسنت کو اس کلمہ کا سننا بمنزلہ سننے تبرا کے ہے یا نہیں اور اس کے انسداد میں کوشش کرنا باعثِ اجر ہوگی یا نہیں ؟

الجواب

یہ کلمہ مغضوبہ مبغوضہ مذکورۂ سوال خالص تبرا ہے۔ اور اس کا سننا سنی کے لئے بمنزلہ تبرا سننے کے نہیں بلکہ حقیقۃً تبرا سننا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ تبرا کے معنی اظہارِ برائت و بیزاری جس پر یہ کلمہ خبیثہ نہ کنایۃً بلکہ صراحتاً دال ہے کہ اس میں بالتصریح خلافتِ راشدہ حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نفی ہے اور اس نفی کے معنی یہ ہرگز نہیں کہ وہ بعد حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسندنشین نہ ہوئے کہ ان کا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تختِ خلافت پر جلوہ فرمانا، فرمان واحکام جاری کرنا، نظم ونسق ملکِ اسلامیہ وتمام امور ملک و مال و رزم و بزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور متواتر اظہر من الشمس ہے جس سے دنیا میں موافق مخالف یہاں تک کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود کسی کو انکار نہیں۔ بلکہ ان محبانِ خدا و نائبانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روافض کو زیادہ عداوت کا مبنیٰ یہی ہے۔ ان کے زعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرتِ مولٰے کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ میں منحصر تھا جب بحکمِ الٰہی خلافتِ راشدہ اول ان تین سرداران مومنین کو پہنچی۔ روافض نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا

Marfat.com

ٹھہرایا الخ..... کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذباً، تو لاجرم لفظ بلا فصل میں جو نفی ہے .... اس سے نفی لیاقت و استحقاق مراد تو اس محل لفظ میں غصب و ظلم انکارِ حق اصرار باطل و مخالفت دین و اختیار دینا وغیرہ وغیرہ ہزاروں مطاعن ملعونہ جو قوم روافض اپنے اعتقاد میں رکھتی اور زبان سے بکتی ہے سب دفعتاً موجود ہیں اور لائے نفی سے اپنی برائت و بیزاری کا کھلا اظہار، پھر تبرّا اور کس چیز کا نام ہے .... مجھے بتوفیق اللہ عزوجل یہاں یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ کلمات جو روافض حال نے سنیّوں کی ایذا رسانی کو اذان میں بڑھائے ہیں ان کے مذہب کے بھی خلاف ہیں۔ ان کی حدیث وفقہ کی رو سے بھی اذان ایک محدود عبارت معدود کلمات کا نام ہے جس میں یہ ناپاک لفظ داخل نہیں۔ ان کے نزدیک بھی اس اذان منقول میں اور عبارت بڑھانا ناجائز و گناہ اور اپنے دل سے ایک نئی شریعت نکالنا ہے۔ ان کے پیشوا خود لکھ گئے کہ ان زیادتیوں کی موجد ایک ملعون قوم ہے جنہیں امامیہ بھی کافر جانتے ہیں۔ میں ان تینوں امور کی سندیں مذہب امامیہ کی معتبر کتابوں سے دوں گا۔

سند امرِ اوّل شرائع الاسلام مطبوعہ کلکتہ مطبع گلدستہ نشاط ۱۲۵۵ھ کے صفحہ ۳۴ پر ہے۔

الاذان علی الاشھر ثمانیۃ عشر فصلاً التکبیر اربع والشھادۃ بالتوحید ثم بالرسالۃ ثم یقول علی الصلوٰۃ ثم حی علی الفلاح ثم حی علی خیر العمل والتکبیر بعدہ ثم التھلیل کل فصل مرتان۔

ترجمہ: "اذان مشہور تر قول پر اٹھارہ کلمے ہیں تکبیر چار بار اور گواہی توحید کی۔ پھر رسالت کی پھر حی علی الصلوٰۃ۔ پھر حیّ علی الفلاح۔ پھر حی علی خیر العمل اور اس کے بعد اللہ اکبر۔ پھر لا الٰہ الا اللہ۔ ہر کلمہ دو بار۔"

Marfat.com

سندامرِ دوم شرائع الاسلام کی شرح مدارک میں ہے

الاذان سنۃ متلقاۃ من الشارع کسائر العبادات فیکون الزیادۃ فیہ تشریعا محرما کما یحرم زیادۃ ان محمدا واٰلہ خیر البریۃ فان ذٰلک وان کان من احکام الایمان الا انہ لیس من فصول الاذان۔

"اذان ایک سنت ہے جسے شارع نے تعلیم فرمایا مثل اور عبادتوں کے تو اس میں کوئی لفظ بڑھانا اپنی طرف سے نئی شریعت ایجاد کرنا ہے اور یہ حرام ہے جیسے ان محمداً و آلہ خیر البریہ کا بڑھانا حرام ہوا اگرچہ یہ احکام ایمان سے ہے مگر اذان کے کلمات سے نہیں"۔

سندامرِ سوم شیخ صدوق شیعہ ابن بابویہ قمی کہ ان کے یہاں کے اکابر مجتہدین وارکان مذہب سے ہے کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے باب الاذان والاقامۃ للمؤذنین میں لکھتا ہے :۔

روی ابوبکر الحضرمی وکلیب الاسدی عن ابی عبداللہ علیہ السلام انہ حکی لھم الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔ وقال مصنف ھٰذا

Marfat.com

الکتاب ھٰذا ھو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا اخبارا وزادوا فی الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتھم بعد اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان علیا ولی اللہ مرتین ومنھم من روی بدل ذٰلک واشھد ان علیا امیر المؤمنین حقا مرتین ولا شک فی ان علیا ولی اللہ وانہ امیر المؤمنین حقا وان محمدا وآلہ صلوات اللہ علیھم خیر البریۃ ولکن لیس ذٰلک فی اصل الاذان وانما ذکرت ذلک لیعرف بھذہ الزیادۃ المتھمون بالتفویض المدلسون انفسھم فی جماعتنا۔

"ترجمہ: ابوبکر حضرمی وکلیب اسدی حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے راوی کہ اس جناب نے ان کے سامنے اذان یوں کہہ کر سنائی۔ اللہ اکبر ۴۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ۲ اشھد ان محمدؐ رسول اللہ ۲۔ حیّ علی الصلوٰۃ ۲۔ حیّ علی الفلاح ۲، حی علیٰ خیر العمل ۲۔ اللہ اکبر ۲۔ لا الٰہ الا اللہ ۲۔

مصنف اس کتاب کا کہنا ہے کہ یہی اذان صحیح ہے۔ اس میں کچھ بڑھایا جائے نہ اس سے کچھ گھٹایا جائے اور فرقہ مفوضہ نے کہ اللہ ان پر لعنت کرے کچھ جھوٹی حدیثیں اپنے دل سے گھڑیں اور اذان میں محمد وآلِ محمد خیر البریہ بڑھایا اور انہی کی بعض روایات میں اشھد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشھد ان علیاً ولی اللہ دوبار آیا۔ اور ان کے بعض نے ان کے بدلے اشھد ان علیاً امیر المومنین حقا دوبار روایت

کیا۔ اور اس میں شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل تمام جہان سے بہتر ہیں مگر یہ کلمے اصل اذان میں نہیں۔ اور میں نے یہ اس لئے ذکر کر دیا کہ اس زیادتی کے باعث وہ لوگ پہچان لیے جائیں جو مذہب تفویض سے متہم ہیں۔ اور براہِ فریب اپنے آپ کو ہمارے گروہ (فرقۂ امامیہ) میں داخل کرتے ہیں۔''

اگر بالفرض یہ کلمہ ملعونہ ان کی اذانِ مذہبی میں داخل ہونا اور ان کے یہاں روایات میں آنا تو کہہ سکتے کہ صرف اہل سنت کا دل دکھانا مقصود نہیں بلکہ اپنی رسم مذہبی پر نظر ہے۔ اب کہ یقیناً ثابت کہ کلمہ مذکورہ ان کے مذہب میں بھی نہیں نہ صاحبِ شرع صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت نہ حضرات ائمہ اطہار سے اس کی اجازت نہ ان کے پیشواؤں کے نزدیک اذان کی یہ ترکیب وکیفیت بلکہ خود انہی کی معتبر کتابوں میں تصریح کہ اذان میں صرف اتنا بڑھانا بھی حرام ہے کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ۔ تو ایسی حالت میں اس کے بڑھانے کو ہرگز کسی رسم مذہبی کی ادا پر محمول نہیں کر سکتے۔ بلکہ یقیناً سوا اس کے کہ اہلسنت کو آزار دینا، ان کا دل دکھانا اور ان کی توہینِ مذہبی کرنا مدِ نظر ہے اور کوئی غرض نہیں۔

(الادلۃ الطاعنۃ، ص)

Marfat.com

اشاریہ

الف

ابوحنیفہ امام : ۵۷، ۱۹۴، ۲۰۰،
ابوسعید خراز شیخ : ۱۳۶، ۱۴۴،
ابوعثمان حیری : ۱۳۷،
ابوعلی رودباری، ۱۳۷، ۱۶۰،
ابوالقاسم نصر آبادی : ۱۳۷،
ابراہیم دسوقی، ۱۴۱
ابوسلمان دارانی : ۱۴۴
ابوالقاسم قشیری شیخ : ۱۴۹، ۱۵۸، ۱۵۹
ابوعلی دقاق شیخ : ۱۴۹
ابوعبدالرحمٰن سلمی : ۱۵۸
ابوسہل صعلوکی : ۱۵۸،
ابوالحسین احمد نوری : ۱۶۰
ابن حجر عسقلانی : ۱۶۲، ۲۰۲
ابوالکلام آزاد مولانا : ۷۳، ۷۵، ۸۰،
ابوہریرہ صحابی ۱۸۴، ۱۸۹،
ابونعیم : ۱۸۵، ۲۷۵،
ابوداؤد : ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۰۳، ۲۱۳،
۲۷۴،
ابوہلال : ۱۸۸،
ابوبکر بن ابی شیبہ : ۱۸۹،
ابن منیع : ۱۸۹،
ابراہیم حلبی : ۱۹۰،
ابوالسعود الازہری : ۱۹۰، ۱۹۲،
ابن الہمام امام : ۱۹۲
ابویوسف امام : ۱۹۴ : ۲۰۰،
ابوالحسن الشاذلی، ۱۹۸
ابوبکر شبلی، ۲۰۰
ابراہیم ایرجی : ۲۰۷،
ابومحذورہ صحابی : ۲۲۱، ۲۲۲
ابوبکر بُرہان : ۲۴۳
ابن خزیمہ : ۲۷۴،
ابن حبان ۲۷۴، ۲۷۸،
ابراہیم حلبی : ۲۷۵
ابراہیم ادہم شیخ : ۲۹۷

Marfat.com

ابوبکر حضرمی : ۳۰۲
احمد رضا خاں فاضل بریلوی: ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰،
۲۲، ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۳۲، ۳۵، ۴۳، ۴۴
۴۷، ۵۱، ۵۳، ۵۴، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰
۶۸، ۷۱، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۸۶، ۹۱، ۹۲، ۹۵
۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴،
۱۰۵، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷،
۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶،
۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳،
۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰،
۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۹، ۲۰۱،
۲۰۶، ۲۰۸، ۲۳۵، ۲۷۶،
احمد سعید کاظمی علامہ: ۲۶، ۳۲، ۳۳،
احمد بن حنبل امام: ۵۷، ۱۸۹، ۱۹۴، ۲۰۳
۲۶۱، ۲۷۴، ۲۷۸،
احمد علی مولوی : ۷۳
احمد دحلان شیخ : ۷۹،
احمد اللہ شاہ مدراسی: ۱۱۵،
احمد نامقی شیخ الاسلام: ۱۴۶
احمد سرہندی مجدد الف ثانی: ۴۲، ۴۳، ۱۰۴،
۱۰۵، ۱۲۲، ۱۹۹، ۲۰۰،

احمد علی سہارنپوری مولانا: ۶۶،
احمد سعید بریلوی : ۶۹،
احمد حسن امروہوی : ۹۳،
احمد قاری مولانا: ۱۷۶
آدم علیہ السلام : ۱۹۵، ۲۳۳
اسلم جیراج پوری علامہ: ۱۰۹، ۱۱۱،
اسحاق شاہ مولانا: ۶۶، ۶۷، ۶۹، ۷۳
۸۱، ۱۰۵،
اسمٰعیل حسن میاں : ۱۷۷
اشرف علی مولانا تھانوی: ۴۹
اشرف جہانگیر سمنانی : ۱۴۶،
اقبال علامہ: ۳۱، ۵۳، ۵۹، ۹۶، ۱۰۸
۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۹۹،
امداد اللہ مہاجر مکی شیخ: ۴۹، ۸۶، ۸۷، ۸۸،
۸۹، ۹۰، ۹۱، ۱۰۵، ۱۱۷،
امام بخش صہبائی : ۶۹،
امیر حمزہ صحابی : ۲۴۴
انور شاہ کاشمیری علامہ: ۳۰
انس صحابی: ۱۵۰، ۱۸۹، ۲۷۴،
ایوب علیہ السلام : ۲۲۶،
ایوب علی مولانا: ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۰، ۱۸۲

Marfat.com

ب

بایزید بسطامی : ۱۳۶، ۱۴۴، ۱۴۸،

بحرالعلوم علامہ : ۱۹۸،

بخاری محمد بن اسمٰعیل : ۱۸۹، ۱۹۴، ۲۱۴،

بزازی امام : ۲۶۳

بشر حافی شیخ : ۱۴۴

بہاء الحق والدین : ۲۹۲،

بہاء الحق قاضی : ۴۶،

بیہقی : ۱۸۷،

ت

تاج الدین : ۲۹۰،

ترمذی امام : ۱۸۹، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۸،

ث

ثناء اللہ پانی پتی قاضی : ۴۵

ثناء اللہ امرتسری مولانا : ۶۷،

ج

جبرئیل : ۲۸، ۸۷،

جریر بن حازم : ۱۸۸

جریر بن عبداللہ بجلی : ۲۶۱

جلال الدین کرلانی امام : ۱۹۱

جنید بغدادی شیخ : ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۲، ۱۶۰،

ح

حارث محاسبی شیخ : ۱۳۶

حامد علی خاں نواب : ۱۲۸

حاکم : ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۲۴، ۲۲۸،

حبیب الرحمن مولانا : ۹۳،

حسن امیر المؤمنین : ۲۴۱، ۲۴۲،

حسین امام : ۲۴۱، ۲۴۲

حسین احمد مدنی مولانا : ۳۳، ۴۰

حماد بن سلمہ : ۱۸۸،

حماد بن زہیر : ۱۸۸،

حنظلہ بن عبید اللہ : ۱۸۸،

حنظلہ بن عبدالرحمن : ۱۸۸

خ

خدا بخش حاجی : ۱۷۷،

خیر الدین مولانا : ۸۰،

د

دارقطنی : ۲۷۴،

Marfat.com

دیدار علی شاہ مولانا: ۱۷۵، ۱۷۶،

ذ

ذوالنون مصری شیخ: ۱۴۴،

ذہبی: ۱۸۸،

ر

رحمت اللہ کیرانوی مولانا: ۷۹،

رشید احمد گنگوہی مولانا: ۶۶، ۷۵، ۸۶، ۹۰

رشید الدین مولانا: ۷۹،

رضی الدین بدایونی: ۱۱۵،

رفیع الدین شاہ: ۷۹، ۹۳، ۹۴،

رحمت اللہ کیرانوی مولانا: ۷۹

رشید احمد گنگوہی مولانا: ۶۶، ۷۵، ۸۶، ۹۰

رشید الدین مولانا: ۷۹

رضی الدین بدایونی: ۱۱۵،

رفیع الدین شاہ: ۷۹، ۹۳، ۹۴،

ز

زبیر احمد میاں: ۲۱،

زید بن ثابت صحابی، ۲۷۸،

س

سخاوت علی جونپوری: ۶۶،

سری سقطی شیخ: ۱۳۵، ۱۴۴،

سعدی مصلح الدین شیخ: ۲۹،

سلیمان ندوی مولانا: ۶۶، ۶۷

سلمہ ثقفی: ۱۸۵،

سمعانی امام: ۱۹۰

ش

شافعی امام: ۵۷، ۱۹۴،

شامی علامہ: ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۳،

شجاع الدین مفتی: ۷۹

شرف الدین یحیی: ۲۰۶

شرنبلالی علامہ: ۲۶۲،

شہاب الدین سہروردی: ۱۳۷، ۱۴۸، ۱۵۵، ۲۹۳،

شیر محمد شاہ جی: ۱۷۶

ص

صادق الیقین مولوی: ۹۰، ۹۱،

Marfat.com

ط

طحاوی امام : ۱۸۸،

طحطاوی علامہ: ۲۱۱ ، ۲۵۸ ،

ظ

ظفر الدین بہاری مولانا: ۷۷،

ع

عامر عثمانی مولانا : ۸۳،

عائشہ ام المومنین : ۲۲۰، ۲۸۳،

عامر بن ربیعہ : ۲۷۸

عبدالحق شیخ محدث : ۳۸، ۳۹

عبدالرشید میاں : ۴۶ ، ۵۱،

عبیداللہ سندھی مولانا ، ۴۸ ، ۸۱، ۸۲،

عبدالعزیز شاہ سراج الہند: ۶۳، ۷۲، ۱۰۵،
۱۲۲، ۱۷۰،

عبدالغنی شاہ مولانا : ۶۶،

عبدالحی مولانا ، ۶۶ ، ۶۹، ۷۵، ۱۰۵،

عبدالغنی مجددی مولانا : ۶۶،

عبداللہ خاں علوی : ۶۹ ،

عبدالرحیم شاہ مولانا : ۷۲،

عبدالقیوم مولوی : ۷۳،

عبدالقادر شاہ مولانا: ۷۳، ۷۴،

عبدالعلی مولانا: ۷۶،

عبدالحق علامہ خیرآبادی : ۷۶، ۷۷،

عبدالقادر جیلانی سید غوث اعظم، ۲۷، ۸۹
۱۳۳، ۱۵۵، ۱۶۳، ۲۰۲، ۲۳۲، ۲۳۵
۲۵۶، ۲۸۶، ۲۹۲،

عبدالغنی حافظ : ۸۱،

عبدالرزاق ملیح آبادی مولانا : ۱۰۴،

عبداللہ بن عباس صحابی، ۱۳۳، ۲۱۳، ۲۷۴

عبدالوہاب شعرانی امام : ۱۴۲، ۱۶۰،

عبدالغنی نابلسی سید : ۱۴۳،

عبدالواحد بلگرامی میر : ۱۴۹،

عبادہ بن صامت صحابی: ۱۵۶،

عبداللہ بن مبارک : ۱۸۸،

عبدالرزاق : ۱۸۹،

عبداللہ بن عمر صحابی : ۲۱۴، ۲۱۸،

عبداللہ بن مسعود : ۲۲۸،

عبدالمطلب : ۲۴۴

عبداللہ بن جابر صحابی: ۲۷۴ ،

Marfat.com

عبدالباری مولانا فرنگی محلی: ۲۹۳،

عثمان امیر المومنین: ۲۵۴، ۲۵۵،

عثمان بن حنیف صحابی، ۲۵۵،

عزت بخاری: ۲۹،

علی المرتضی امیر المومنین: ۱۳۲، ۲۴۵، ۲۵۵، ۲۹۹، ۳۰۳،

علی الخواص سید: ۱۴۱

علی قاری ملا: ۱۹۲،

علی ہجویری داتا گنج بخش، ۱۹۸،

عمرو عیار: ۲۴۴

عنایت احمد کاکوروی: ۱۱۵

عین القضاۃ مولانا: ۷۱،

غ

غالب اسد اللہ خاں: ۲۹

غزالی حجۃ الاسلام: ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۶۲،

غلام مصطفےٰ قاسمی مولانا: ۶۸

ف

فاروق اعظم امیر المومنین: ۴۲، ۱۸۹،

فاطمہ سیدۃ النساء: ۲۴۲

فخر الحسن مولوی گنگوہی: ۹۳

فخر الدین: ۱۹، ۱۹۲، ۲۰۴، ۲۶۲

فخر الدین زرادی: ۱۹۶،

فرید الدین مولانا: ۶۹

فرید الدین گنج شکر: ۲۰۴، ۲۹۲،

فضل الحق علامہ خیرآبادی: ۲۸، ۷۵، ۷۷، ۷۸، ۹۱، ۱۱۵، ۱۲۲،

فضل حسین مولانا شیخ: ۷۶

فضل رسول بدایونی مولانا: ۹۱: ۹۲،

فضل الرحمٰن شاہ: ۱۰۵،

ق

قطب الدین بختیار کاکی: ۲۰۷: ۲۹۲،

قناعت علی مولانا: ۱۷۱

قیس بن سعد صحابی: ۱۸۷،

ک

کریم بخش: ۱۸۱،

کفایت علی کافی مولانا: ۱۱۵،

کفایت اللہ حاجی: ۱۶۴، ۱۷۷، ۱۸۰،

کلب علی خاں نواب: ۷۶،

Marfat.com

کلیب اسدی : ۳۰۲،

گ

گیسو دراز شیخ : ۲۲، ۲۲۱،

م

مالک امام : ۵۷، ۱۸۹، ۱۹۴،

مالک رام محقق، ۶۸،

مبارک جان : ۱۷۷،

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۲۰، ۲۶، ۲۷،
۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۶، ۳۷،
۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۹،
۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۷، ۶۰، ۶۶، ۶۸، ۸۷، ۹۵،
۹۶، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۰، ۱۱۱،
۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۸، ۱۲۹،
۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۵۲،
۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۳، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰،
۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۳،
۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۹، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۸،
۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۶، ۲۳۲، ۲۳۵، ۲۴۲، ۲۴۴،
۲۴۹، ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۷۴، ۲۷۷،
۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۵، ۲۹۰،
۲۹۱، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۳،

محمد موسےٰ امرتسری حکیم : ۱۸،

محمد شفیع حنفی : ۳۵، ۳۶،

محمد حسن جان شیخ، ۴۰، ۴۳

محمد اسماعیل مولانا : ۴۷، ۴۹، ۶۳، ۶۶،
۶۹، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷،
۱۰۵، ۱۰۶،

محمد بن عبد الوہاب نجدی : ۶۵، ۷۱، ۷۹،

محمد قاسم نانوتوی مولانا : ۶۶،

محمد اکرام شیخ : ۶۷،

محمد یعقوب مولانا : ۶۹، ۷۴، ۹۲، ۹۳،

محمد سجاد بہاری مولانا : ۷۱،

محمد علی مولانا : ۷۳،

محمد موسےٰ شاہ : ۷۹،

محمد سرور پیر دفلبیر : ۸۲،

محمد حسین شاہ الہ آبادی، ۱۸۵،

محمد حسین میرٹھی : ۱۹۵،

محمد بن محمد کردی : ۱۹۱

محمد بن عبد اللہ غزی : ۱۹۲،

محمد بن مالک کرمانی : ۲۰۴،

Marfat.com

محمد سلیم حماد میاں : ۲۱،
محمد امام ۱۹۴، ۲۰۰،
محمد بن حلبی : ۲۷۵،
محمد نبی : ۲۹۰،
محمود حسن مولانا : ۹۳ : ۹۴،
محی الدین : ۲۹۰،
محبوب الٰہی نظام الدین خواجہ : ۱۹۶، ۲۰۳،
۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۹۲،
محی الدین ابن عربی : ۱۰۵، ۱۳۸، ۱۹۸،
مخصوص اللہ شاہ مولانا : ۷۹،
مسلم امام ۱۸۹، ۱۹۴، ۲۷۸،
معین الدین اجمیری مولانا : ۱۷،
معین الدین اجمیری خواجہ : ۲۰۹، ۲۹۲،
معاویہ لیشی : ۲۸۰،
مملوک علی مولانا : ۶۹،
ممشاد دینوری شیخ : ۱۳۷،
منور الدین مولانا : ۷۲ : ۷۵،
منظور نعمانی مولانا ۲۶، ۲۷، ۷۱،
مودودی، مولانا : ۶۸،
مومن خاں : ۶۹
مودود چشتی خواجہ : ۱۴۲،
موسٰی سہاگ شیخ : ۲۵۱،
مہدی حسن میاں شاہ : ۱۷۱، ۱۷۸،
۱۷۹،

ن

نبی جان : ۲۹۰،
نجاشی اصحمہ : ۲۸۰، ۲۸۱،
نذیر حسین مولانا سید : ۶۷،
نسائی امام : ۲۱۵، ۱۸۹،
نصر اللہ خاں خورجوی : ۶۹
نصیر الدین محمود چراغ : ۲۲۰، ۲۹۲،
نور الدین جامی مولانا : ۱۴۶
نور الدین ابو الحسن : ۱۵۵

و

واحدی امام : ۲۸۱
وصی احمد محدث : ۱۸۰،
وکیع بن الجراح : ۱۸۹،
ولی اللہ شاہ محدث : ۶۱، ۶۳،
۶۴، ۶۸، ۷۲، ۷۳،
۱۲۲،

Marfat.com

ی

یزید بن زریع : ۱۸۸،
یعلیٰ بن مرہ صحابی ۱۸۵،
یوسف علیہ السلام
۱۹۵، ۲۸۷،

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

محمد فاروق القادری ایم اے

فاضل بریلوی

اور

امور بدعت

Marfat.com